امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ

حیات اور کارنامے

ولادت سنہ ۸۰ھ - وفات سنہ ۱۵۰ھ

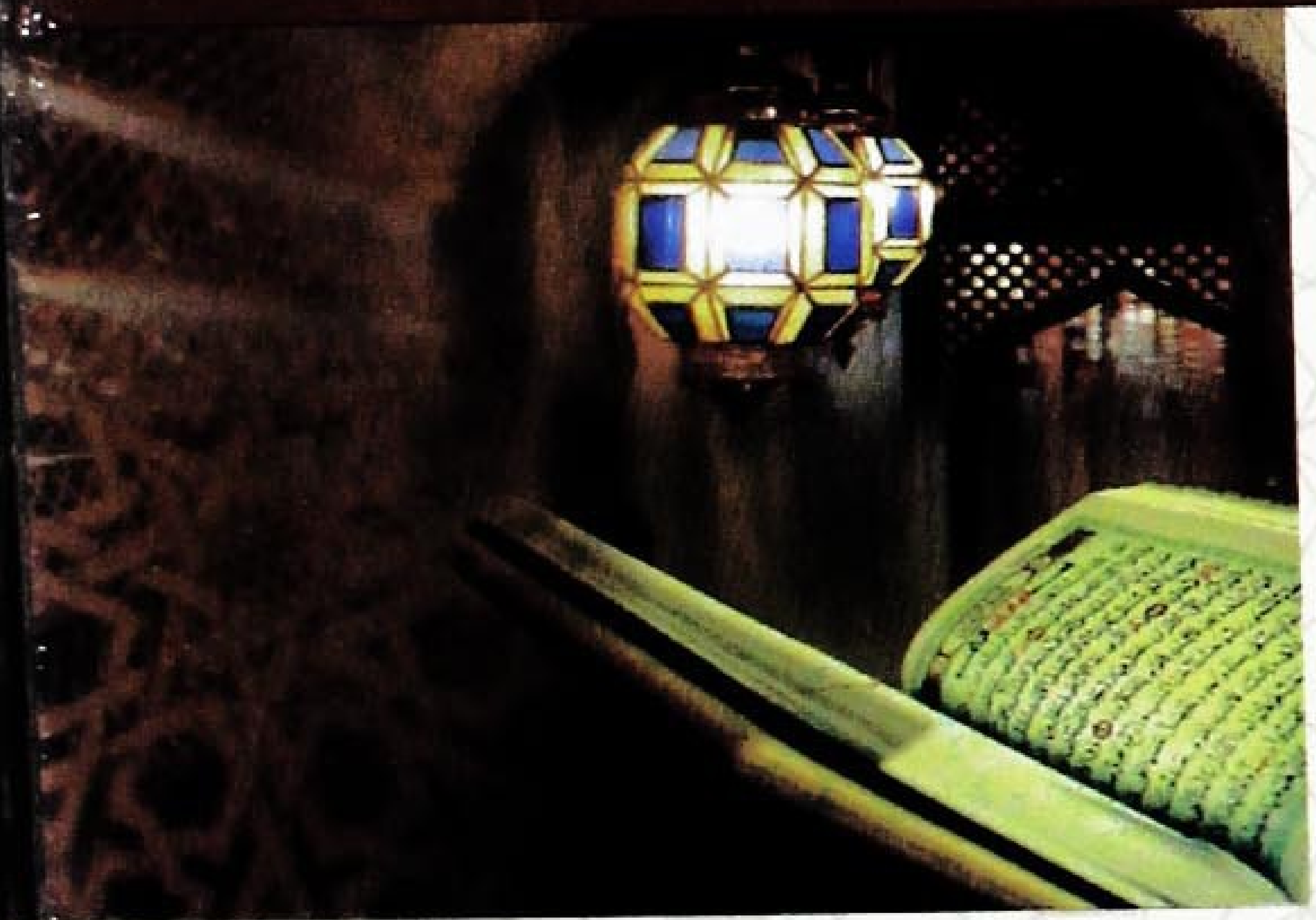

تالیف

حضرت مولانا محمد عبد الرحمٰن صاحب مظاہری

استاذ حدیث و تفسیر بانی مجلس علمیہ حیدر آباد انڈیا

خلیفہ مجاز محی السنہ الشاہ

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب

ناشر

ادارہ اسلامیات

کراچی - لاہور

Marfat.com

CALL NO.
297.9923
منظ 155 ا
PUNJAB UNIVERSITY LIBRARY
LAHORE

Marfat.com

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

حیات اور کارنامے

ولادت ۸۰ھ — وفات ۱۵۰ھ

تالیف

از حضرت مولانا محمد عبدالرحمٰن صاحب مظاہری

استاذ حدیث وتفسیر، بانی مجلس علمیہ حیدرآباد، انڈیا

خلیفۂ مجاز محی السنۃ الشاہ حضرت مولانا ابرار الحق صاحبؒ

ناشر

ادارہ اسلامیات

کراچی - لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

297.9923
155 ف ظ
۱۴۱۸۰۱

کتاب کا نام	:	امام اعظم ابو حنیفہؒ حیات و کارنامے
نام مؤلف	:	حضرت مولانا محمد عبدالرحمٰن صاحب
کمپوزنگ	:	فرید الاسلام
ناشر	:	ادارۂ اسلامیات کراچی لاہور

طلب فرمائیے

ادارۂ اسلامیات موہن روڈ، چوک اردو بازار، کراچی، فون: ۰۲۱/۳۲۷۲۲۴۰۱

ادارۂ اسلامیات ۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان فون: ۰۴۲/۳۷۲۲۳۹۹۱_۳۷۵۳۲۵۵

ادارۂ اسلامیات دینا ناتھ مینشن مال روڈ، لاہور، فون: ۰۴۲/۳۷۳۲۲۷۸۵_۳۷۳۲۴۴۱۲

ملنے کے پتے

بیت العلوم	:	۲۶ نابھہ روڈ لاہور
ادارۃ المعارف	:	ڈاک خانہ دارالعلوم کراچی ۱۴
مکتبہ معارف القرآن	:	ڈاک خانہ جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴
مکتبہ دارالعلوم	:	جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴
دارالاشاعت	:	ایم اے جناح روڈ کراچی نمبرا
بیت القرآن	:	اردو بازار، کراچی نمبرا
بیت الکتب	:	نزد اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک نمبر۲ کراچی
ادارہ تالیفات اشرفیہ	:	بیرون بوہڑ گیٹ ملتان شہر
ادارہ تالیفات اشرفیہ	:	جامع مسجد تھانیوالی ہارون آباد بہاولنگر

Marfat.com

فہرست مضامین

چند تمہیدی باتیں	۷
(ابو حنیفہؒ نعمان بن ثابتؒ	۱۳
دور صحابہؓ	۱۳
سن رشد و تعلیم	۱۶
امام ابو حنیفہؒ اپنے ہم زمانہ محدثین کی نظر میں	۲۰
امام ابو حنیفہؒ کی حیات میں احادیث کی کتابیں	۲۵
کتب حدیث پر ایک جامع تبصرہ	۲۶
امام ابو حنیفہؒ کے اساتذہ	۲۷
امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد اور ان کا تعارف	۳۱
امام ابو حنیفہؒ اور منصب حدیث	۴۱
فقہ اسلامی کی تدوین	۴۴
فقہ امام ابو حنیفہؒ کی کتابیں	۴۶
کتب ظاہر الروایہ	۴۷
راویوں پر تنقید کی حقیقت	۵۰
فقہ حنفی کی مختصر تاریخ	۵۴
فقہ حنفی کا ذخیرہ	۵۶
فقہ حنفی اور قرآن و حدیث	۵۷
مسائل شرعیہ میں صحابہ کرامؓ کا اختلاف	۶۷

Marfat.com

امام ابوحنیفہؒ کی ایک اساسی فکر ۷۰

رائے وقیاس کی حیثیت ۷۲

امام ابوحنیفہؒ کے ترکِ قیاس کی چند مثالیں ۷۲

فقہ اسلامی کے راہ نما اصول ۷۴

امام ابوحنیفہؒ کی مجلس علمی کے ارکان ۷۸

امام ابوحنیفہؒ کی تصنیفات ۷۹

کتاب الآثار کا تعارف ۸۷

امام طحاویؒ کی فکری تبدیلی ۹۱

امام ابوحنیفہؒ کی حاضر جوابی ۹۱

اخلاق وعادات ۹۶

صبر وتحمل ۹۷

امام ابوحنیفہؒ کی ذہانت وبیداری ۱۰۰

ایک ناکام سازش ۱۰۱

ظریفانہ لطیفہ ۱۰۱

عجیب وغریب مناظرہ ۱۰۱

وہ اصحاب رسول ﷺ جن سے امام ابوحنیفہؒ نے ملاقات کی اور احادیث نقل کیں ۱۰۳

امام ابوحنیفہؒ کا اصحاب رسول ﷺ سے نقل حدیث ۱۰۳

امام ابوحنیفہؒ کا تابعین کرام سے نقلِ حدیث ۱۰۴

امام ابوحنیفہؒ کا تبع تابعین سے نقل حدیث ۱۰۵

امام ابوحنیفہؒ کا اصحاب رسول ﷺ سے نقل کردہ احادیث کا اردو ترجمہ ۱۰۶

امام ابوحنیفہؒ کا تابعین کرام سے نقل کردہ احادیث کا اردو ترجمہ ۱۰۷

امام ابوحنیفہؒ کا تبع تابعین سے نقل کردہ احادیث کا اردو ترجمہ ۱۰۸

سفرِ آخرت ۱۱۰

Marfat.com

ابوالحسن علی الحسنی الندوی

بعد حمد وصلوۃ:-

مولانا محمد عبدالرحمٰن بن احمد شریف صاحب حیدرآبادی سے میں بخوبی واقف ہوں، مولانا علوم دینی واسلامی کے فاضل ہیں، جنوبی ہند کے دینی و علمی حلقوں میں آپ کی بیش بہا خدمات رہی ہیں، مولانا نے ہندوستان کے مختلف علمی اداروں سے استفادہ کیا ہے، آخر میں مدرسہ مظاہر علوم ضلع سہارن پور (یوپی) سے علوم دینیہ کی تکمیل کی اور اصول دین و علم شریعت میں اعلیٰ سندیں حاصل کیں، تحصیل علم کے بعد جامعہ نظامیہ حیدرآباد میں تقریباً سترہ سال درس وتدریس کی خدمات انجام دی ہیں ۔ اس کے علاوہ مولانا موصوف نے عامۃ المسلمین کی تعلیم وتربیت کی جانب بھی خصوصی توجہ دی اس سلسلے میں اہل علم حضرات کے لئے "مجلس علمیہ" کی تاسیس کی جس کا دینی وعلمی حلقوں میں اثر رہا ہے۔

چونکہ مولانا توحید وسنت کے داعی وعلمبردار تھے اپنے شہر میں اہل بدعت کی مخالفتوں سے دوچار ہوگئے، اسی سال موصوف نے فریضۂ حج ادا کیا اور ان کی خواہش ہے کہ کچھ عرصہ ان ہی مقامات مقدسہ میں رہ کر علمی ودینی خدمات انجام دیں چنانچہ انہیں اس مقصد کے حصول کے لئے تعاون کی ضرورت ہے ۔ مجھے اس بات سے خوشی ہوگی کہ مولانا کے مقصد کی تکمیل ہو، اس بارے میں جو بھی ان کے ساتھ معاونت کریں میں ان کا شکر گزار رہوں گا۔

والسلام

کتبہ الفقیر الی اللہ

ابوالحسن علی الحسنی الندوی

مکۃ المکرمہ

۱ر صفر ۱۳۹۸ھ

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

Phone { [illegible]   TELE : NADWA

Abul Hasan Ali Nadwi

DARULULOOM NADWATULULAMA
LUCKNOW-226007 (INDIA)

ابو الحسن علي الحسني الندوي

ندوة العلماء - لكهنو - الهند

تصديق للشيخ محمد عبد الرحمن بن أحمد شريف الهندي

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خاتم المرسلين سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين

وبعد فإني أعرف الأستاذ الشيخ عبد الرحمن بن أحمد شريف الحيدرآبادي الهندي، إنه رجل فاضل في العلوم الدينية وقد مارس نشاطاً حسناً في المجالين العلمي والديني بجنوب الهند بعد أن درس في دور تعليمية عالية مختلفة في الهند وأكمل دراسته في المدرسة العالية "مظاهر العلوم" المرتفعة في سهارنبور ونال شهادات عالية منها ومن غيرها في فنون الدين والشريعة. واشتغل بعد ذلك بالتدريس في الجامعة النظامية الواقعة في حيدرآباد جنوبي الهند لمدة تربو على عشر سنوات.

وبالإضافة إلى ذلك اهتم بشؤون الدعوة والتربية للمسلمين وأنشأ مجمعاً إسلامياً لهذا الغرض، كان له أثر حسن في المجال الديني. وقد تعرض بسببه لسخط أهل البدع لكونه داعياً إلى العقيدة الصحيحة والسنة السنية. وقد حج في هذا العام وفي نفسه رغبة في قضاء مدة من الوقت في هذه الربوع المقدسة مشتغلاً بما يناسبه من عمل علمي أو ديني وهو في حاجة إلى من يساعده في تحصيل هذه البغية. ويسرني كذلك أن نحقق للشيخ عبد الرحمن ما طلبه هذا وأكون شاكراً لمن يساعده في هذا، وعلى رغبته كتبت له هذا التصديق.

٣/[illegible] ١٣٩٨هـ
مكة المكرمة

كتبه الفقير إلى الله
أبو الحسن علي الحسني الندوي

Marfat.com

چند تمہیدی باتیں

جیسا کہ آپ جانتے ہیں امام ابوحنیفہؒ کی ولادت ۸۰ھ (۱) اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے دورِ حکومت میں ہوئی جس کا انتقال ۸۶ھ میں ہوا۔ امام صاحب کی عمر اس وقت چھ سال تھی۔

اس کے بعد اس کا بیٹا ولید بن عبدالملک تخت نشین ہوا، دس سال حکمرانی کے بعد ۹۶ھ میں اس نے بھی کوچ کیا پھر اس کے انتقال کے بعد اس کا بھائی سلیمان بن عبدالملک جانشین بنا، تین سال کی حکمرانی کے بعد ۹۹ھ میں یہ بھی رخصت ہوا۔ غفرلھم اللہ عزوجل۔

سلیمان بن عبدالملک اگر چہ اپنے پیش رو حکمرانوں سے کچھ مختلف نہ تھا تاہم علم دوست، مردم شناس، انصاف پسند انسان تھا۔ اپنی وفات سے چند دن پہلے اپنے چچازاد بھائی عمر بن عبدالعزیز بن مروان کو اپنا جانشین قرار دے دیا۔ خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کا یہ ایسا زریں انتخاب تھا جس کو تاریخ اسلام تیرہ سو سال گزر جانے کے باوجود آج بھی نہایت درخشاں و نادر کارنامہ شمار کرتی ہے۔

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کا دور خلافت اگر چہ نہایت مختصر رہا تاہم ان کی حکمرانی میں خلافت راشدہ کا شرعی نظام لوٹ آیا اور رعایا میں ان کا لقب خلیفہ خامس (پانچواں خلیفہ) قرار پایا۔

یہ پانچویں خلافت بھی زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکی صرف ڈھائی سال بعد قضا وقدر کے ہاتھوں نے اس خلافت کا بھی فیصلہ کر دیا۔ ۱۰۱ھ میں یہ عظیم و مدبر خلیفہ بھی اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ وہ دن ہے اور آج ۱۴۳۰ھ خلافتِ راشدہ کا ایسا آخری روشن ستارہ روئے زمین پر دوبارہ طلوع نہ ہوا۔ فالی اللہ المشتکی۔ اللھم اسکنہ الجنۃ جنۃ الفردوس نعیما مقیما۔

---

(۱) عام اور مشہور روایت تو یہی ہے البتہ ایک اور روایت ۷۷ھ بھی بیان کی گئی ہے۔

Marfat.com

خلیفہ خامس عمر بن عبدالعزیز کے دورِ خلافت میں امام ابوحنیفہؒ کی عمر شریف اکیس (۲۱) سال تھی اور یہ دوران کی تحصیلِ علم کا زمانہ تھا۔ اسی زمانے میں احادیثِ رسول ﷺ کا صحیح و کامل ذخیرہ جمع ہو چکا تھا۔ مرحوم خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے وقت کے دو عظیم المرتبت محدث ابوبکر بن حزمؒ المتوفی ۱۲۰ھ اور ابن شہاب زہریؒ المتوفی ۱۲۵ھ کو پابند کر دیا تھا کہ جلد از جلد احادیثِ رسول ﷺ کو کتابی شکل میں جمع کر لیا جائے جو منتشر حالت میں زبانوں اور سینوں میں محفوظ چلی آ رہی تھیں۔

مرحوم خلیفہ نے یہ بھی خیال ظاہر کیا تھا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں علماء کی وفات کے ساتھ غیر محفوظ احادیث بھی گم نہ ہو جائیں۔ چنانچہ احادیث صحیحہ کا پورا ذخیرہ کمال احتیاط کے ساتھ مرتب ہو گیا، ائمہ مجتہدین میں امام ابوحنیفہؒ وہ پہلے مجتہد ہیں جنہوں نے اس عظیم ذخیرۂ احادیث کو علم فقہ کے لئے اختیار کیا۔ عمدۃ القاری شرح بخاری (ج: ا صفحہ ۵۲۶) پر علامہ عینیؒ لکھتے ہیں۔

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے اصرار پر اس وقت تدوین حدیث نہ ہوئی ہوتی تو آج اہل اسلام کے پاس احادیثِ رسول ﷺ کا عظیم ذخیرہ موجود نہ ہوتا تو امتِ مسلمہ اسوۂ نبی کی تلاش میں متفرق ہو جاتی اور صراط مستقیم گم ہو جاتا۔ فلک الحمد یا ربنا۔

امام ابوحنیفہ کو ایسا خالص و بھرپور علمی ماحول ملا جو بہت کم علماء کا نصیبہ ہوا کرتا ہے۔ فللہ الحمد۔

انہیں شیوخ و اکابرین کی حیاتِ طیبہ میں امام ابوحنیفہؒ نے علم و حکمت کا بھرپور حصہ پایا۔ اپنے اساتذہ کرام میں امام حمادؒ سے جو مشہور محدث ابراہیم نخعیؒ کے خصوصی شاگرد اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایات کے محافظ اور امین تسلیم کئے جاتے تھے۔ مسلسل بیس سال تک استفادہ کیا۔ امام حمادؒ کا انتقال ۱۲۰ھ میں ہوا اس وقت امام ابوحنیفہؒ کی عمر چالیس سال تھی اور آپ کو ان کی شاگردگی اختیار کئے اٹھارہ سال ہو چکے تھے، اہل علم نے امام حمادؒ کی جانشینی کے لئے امام ابوحنیفہؒ کا انتخاب کیا۔

Marfat.com

اس طرح امام ابوحنیفہؒ نے امام حمادؒ کے بعد مسند حدیث وفقہ کو وہ عظمت وشان دی جس پر بارہ سو سال گزر جانے کے باوجود آج بھی اہل سنت والجماعت کا ۴/۳ حصہ عمل پیرا ہے۔ فقہ حنفی کا یہ خصوصی امتیاز ہے جو اور کسی فقہ کو میسر نہ آیا۔ علاوہ ازیں سابقہ اسلامی حکومتوں کا اسی (۸۰) فیصد قانون عدالت وفوجداری فقہ حنفی رہا ہے اور آج بھی بیشتر اسلامی ممالک کا قانون عدالت فقہ حنفی پر قائم ہے۔ اللھم زد فزد

مذکورہ بالا تحقیقی حقائق اس لئے پیش کئے گئے ہیں کہ بعض حالیہ اسکالروں اور بے علم کم علم سلفیوں کو فقہ حنفی پر اجنبیت بلکہ وحشت وبیزارگی کا مرض لاحق ہو گیا ہے ان کی اصلاح کے لئے ایک مخلصانہ سعی کی گئی۔ مزید چند نکات بھی پیش ہیں۔

(اوّل) فقہ حنفی کی تدوین اس دور کا کارنامہ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خیر القرون) قرار دیا ہے۔ (کائنات ارضی کا سب سے بہترین زمانہ)

(دوم) دور صحابہؓ، دور تابعینؒ، دورِ تبع تابعینؒ کا یہی زمانہ تھا جس میں امام ابوحنیفہؒ نے زندگی بسر کی۔

(سوم) کلامِ رسول ﷺ کی مکمل حفاظت واشاعت بھی اسی دور میں ہوئی ہے۔

(چہارم) احادیث رسول ﷺ کو بھی اسی دور میں کتابی شکل دی گئی (۱)۔

یہ ایسی خصوصیات ہیں جو کسی اور فقہ کو میسر نہ آئیں۔

اسی طرح احادیث رسول ﷺ کی اوّلین کتابیں بھی فقہ حنفی کو میسر آئیں۔ ان میں چند کتابوں کے نام درج کئے جاتے ہیں۔ یہ ذہن نشین رہے کہ امام ابوحنیفہؒ کی ولادت ۸۰ھ ہے اور وفات ۱۵۰ھ ہے۔

(۱) صحیفہ ابوبکر بن حزمؒ المتوفی ۱۲۰ھ

(۲) صحیفہ ابن شہاب زہریؒ المتوفی ۱۲۵ھ

---

(۱) اس دور کے محدثین کا تعارف ہماری کتاب ''اکیس جلیل القدر تابعین'' (سیرت تابعین) کا مطالعہ کیجئے۔ گزشتہ چند سالوں سے دہلی، لاہور، کراچی کے کتب خانوں سے شائع ہو رہی ہے۔

Marfat.com

(۳) مسند ابن جریج مکیؒ المتوفی ۱۵۰ھ

(۴) مسند ابن اسحاق الصحیؒ المتوفی ۱۵۱ھ

(۵) مسند عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعیؒ المتوفی ۱۵۷ھ

(۶) مسند سفیان ثوریؒ المتوفی ۱۶۷ھ۔ کوفہ

(۷) مسند حماد بن سلمہؒ المتوفی ۱۶۷ھ۔ بصرہ

(۸) مسند ربیع بن صبیح المتوفی ۱۶۰ھ۔ بغداد

(۹) مسند سعید بن ابی عروبہؒ المتوفی ۱۵۶ھ

(۱۰) صحیفہ ہمّام بن منبہؒ المتوفی ۱۰۱ھ

(۱۱) صحیفہ وہب بن منبہؒ ۱۱۰ھ

اس دور میں ایسی احادیث کو (سنن) کا نام دیا جاتا تھا جیسا کہ آج بھی اسی نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کتابوں کی ساری احادیث امام ابوحنیفہ کو صرف دو واسطوں (تابعی، صحابی) سے ملیں ہیں۔ ایسی روایات، احادیث رسول ﷺ کی اعلیٰ ترین قسم شمار کی جاتی ہیں۔ جن کو احادیث ثنائی کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں وہ مبارک دور تھا جس میں اسماء الرجال کا علم وجود میں نہ آیا تھا اور نہ اس کی ضرورت تھی کیونکہ حدیث رسول ﷺ بیان کرنے والے صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ، یا پھر تبع تابعینؒ حضرات تھے جو تمام اہل سنت والجماعت مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق ہدایت یافتہ، امانت ودیانت، تقویٰ وطہارت والے مؤمن تھے جیسا کہ قرآن حکیم واحادیث رسول ﷺ میں آیا ہے۔ سورہ توبہ آیت نمبر ۱۰۰ مطالعہ کیجئے۔

والسابقون الاوّلون من المهاجرين ......الخ۔

ترجمہ: اور جو مہاجرین اور انصار ایمان لانے میں مقدم ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے ان کی پیروی کی (تابعین حضرات) اخلاص کے ساتھ، اللہ ان سب سے راضی ہوگیا اور وہ بھی اللہ سے راضی ہوگئے، ان کے لئے اللہ نے جنتیں بنا رکھی ہیں جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

Marfat.com

آیت مذکورہ میں اصحاب رسول ﷺ اور تابعین کرامؒ کی شان و عظمت کو جس بلیغ عنوان میں بیان کیا گیا ہے ملت کے کسی بھی طبقہ کو یہ عنوان نصیب نہ ہوا۔

امام ابوحنیفہؒ کو علم فقہ کے لئے ایسے ہی حضرات کی احادیث صحیحہ ملی ہیں۔ فللہ الحمد

رہی احادیث کی دیگر کتابیں جو مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ ہیں جیسے بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی، بیہقی، مسند ابن حبان، مسند احمد بن حنبلؒ وغیرہا یہ ساری کتابیں امام ابوحنیفہؒ کی وفات کے سو (۱۰۰) پون سو سال بعد وجود میں آئیں ہیں۔

اس حقیقت کے بعد یہ بچکانہ خیال کہ امام ابوحنیفہؒ کی فقہ حنفی، موجودہ کتب حدیث سے مطابقت نہیں رکھتی؟ بے علمی یا بدفہمی نہیں تو اور کیا ہے؟ کتاب تو بعد میں آتی ہے صاحب کتاب (مؤلف) پہلے آتا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کی حیات میں ایک بھی تو ایسا محدث نہ تھا جو مذکورہ کتب صحاحِ ستہ کا مصنف ہو، تو پھر ان کی کتابیں کیسے وجود میں آئیں گی؟ اور فقہ حنفی کے دلائل ان کتابوں میں کہاں ملیں گے؟۔

امام ابوحنیفہؒ کی وفات ۱۵۰ھ امام بخاریؒ کی وفات ۲۵۶ھ، یہی سن امام مسلمؒ کی وفات کا ہے، امام ترمذیؒ کی وفات ۲۷۹ھ، امام ابوداؤدؒ کی وفات ۲۷۵ھ، امام نسائیؒ کی وفات ۳۰۳ھ، امام ابن ماجہؒ کی وفات ۲۷۵ھ، امام شافعیؒ کی وفات ۲۰۴ھ اور امام احمد بن حنبلؒ کی وفات ۲۴۱ھ ہے۔

یہ سارے محدثین امام ابوحنیفہؒ کے سو (۱۰۰) پون سو سال بعد وجود میں آئے ہیں اور ان کی کتابیں بھی اسی لحاظ سے سو (۱۰۰) پون سو سال بعد مرتب ہوئیں ہیں۔

لہٰذا ایسی صورت میں ترجیح ان احادیث کو دی جائے گی جو امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اساتذہ و شیوخ کرام کو ملیں ہیں نہ کہ ان احادیث کو جو سو (۱۰۰) سال بعد امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، اور ان کے دیگر ہم عصر محدثین کو ملیں ہیں۔

Marfat.com

سو سال پہلے جن روایات کا مقام تھا (صحابہ وتابعین) کے دور کی احادیث وہ ہر اس روایت سے محفوظ، مضبوط اور قوی ہونگی جو سو سال بعد چار چھ راویوں کی وساطت سے ملی ہوں۔

اس لحاظ سے امام ابو حنیفہ کو جو احادیث ملی ہیں وہ اصح الاسانید ہونے کے علاوہ احادیث صحیحہ، مرفوعہ، مشہورہ، متواترہ کا مقام رکھتی ہیں۔

قارئین کرام کے پیش نظر یہ بات بھی رہے کہ بخاری شریف کو حدیث کی دیگر کتابوں پر جن وجوہات سے فضیلت حاصل ہے ان میں ایک وجہ حدیث ثلاثیات کا وجود ہے۔

یعنی بخاری شریف میں حدیث ثلاثیات موجود ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اقسام حدیث میں ایک قسم ''حدیث ثلاثی'' کی ہے جو احادیث میں اعلیٰ واشرف قسم شمار کی جاتی ہے، ثلاثی اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس میں رسول اکرم ﷺ تک صرف تین راوی ہوں۔ عام طور پر محدثین کے چار تا چھ راوی ہوا کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ اپنی کتاب بخاری شریف میں بائیس (۲۲) ثلاثیات لائے ہیں۔ یہ ایک ایسی ندرت وفضیلت ہے جو دوسری کتابوں میں نہیں ملتی (۱) اس لحاظ سے بخاری شریف کی عظمت وشان دیگر کتب حدیث سے کچھ اونچی ہو جاتی ہے۔ کتاب کی اس شان وآن کے باوجود ان بائیس (۲۲) ثلاثیات میں امام بخاری بیس (۲۰) ثلاثیات امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں کے شاگرد سے نقل کرتے ہیں۔ گویا امام بخاریؒ امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں میں شمار ہو جاتے ہیں، یہاں طبقۂ محدثین میں امام ابو حنیفہؒ کی شان وآن انفرادیت سے بھی کچھ آگے ہو جاتی ہے۔ فللہ الحمد

علاوہ ازیں ایک نکتہ یہ بھی پیش نظر رہے کہ کتاب بخاری شریف اپنی ثلاثیات کے باعث دیگر کتب حدیث میں ممتاز ومنفرد ہوگئی یہ ایک حقیقت ہے ٹھیک اسی طرح وہ احادیث (جن سے فقہ حنفی مرتب ہوئی) تین چار راوی نہیں صرف دو ایک راوی سے امام ابو حنیفہ کو ملی ہیں۔ تفصیل کے لئے جامع المسانید، کتاب الآثار، مسند ابو حنیفہؒ، مؤطا امام محمدؒ، الفقہ الاکبر، کتاب الآثار امام محمدؒ، کتاب الآثار امام ابو یوسفؒ مطالعہ کیجئے۔ (ابوزہرہ مصری، ص:۱۹۲)

امام ابو حنیفہؒ کی تمام روایات ثلاثیات سے بھی ایک درجہ اعلیٰ واشرف ہو جاتی ہیں۔

---

(۱) البتہ مسلم شریف میں تین ثلاثیات، ترمذی شریف میں ایک ثلاثی حدیث پائی جاتی ہے۔

Marfat.com

اس لحاظ سے امام صاحبؒ کی روایات کو ثنائیات (دوراویوں والی حدیث) کہا جاتا ہے جس میں تابعیؒ اور صحابیؓ ہی راوی ہوا کرتے ہیں اور وہ احادیث کی اعلیٰ ترین قسم شمار کی جاتی ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین

(ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ)

آپ کا اسم گرامی نعمان، کنیت ابو حنیفہؒ، لقب امام اعظم، والد بزرگ کا اسم گرامی ثابت بن زوطی۔ امام ابو حنیفہؒ کے ایک پوتے اسماعیل کہتے ہیں ہم لوگ نسلاً ملک فارس کے ہیں ہمارے دادا حضرت ابو حنیفہؒ ۸۰ھ میں شہر کوفہ میں پیدا ہوئے۔ ہمارے دادا کے والد حضرت ثابتؒ اپنے بچپن میں سیدنا علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، سیدنا علیؓ نے ہمارے خاندان کے لئے خیر و برکت کی دعا کی جو بعد میں حرفاً حرفاً پوری ہوئی۔

دورِ صحابہؓ

امام ابو حنیفہؒ مروانی خلیفہ عبدالملک بن مروان المتوفی ۸۶ھ کے دورِ حکومت میں پیدا ہوئے۔ یہ وہ آخری زمانہ تھا جس میں رسول اللہ ﷺ کے جمالِ مبارک سے جن خوش نصیب حضرات کی آنکھیں منور تھیں ان میں سے خاص طور پر یہ اصحاب بقید حیات تھے۔

حضرت انس بن مالکؓ المتوفی ۹۳ھ، حضرت سہل بن سعدؓ المتوفی ۹۱ھ، حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہؓ المتوفی ۱۱۰ھ، حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ المتوفی ۱۰۰ھ، حضرت عبداللہ بن حارثؓ المتوفی ۱۰۰ھ۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ سے جو فن حدیث میں امام شمار کئے جاتے ہیں فتویٰ لیا گیا (کیا امام ابو حنیفہؒ تابعی ہیں؟) جواب دیا کہ امام ابو حنیفہؒ کے زمانے میں کئی ایک صحابیؓ تھے جن سے ابو حنیفہؒ نے ملاقات کی ہے۔

مشہور اسلامی مؤرخ ابن سعدؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے حضرت انس بن مالکؓ کو دیکھا ہے۔ ان کے علاوہ اور دیگر صحابہ کرام مختلف شہروں میں موجود تھے، امام ابو حنیفہؒ

Marfat.com

کا دور طبقۂ تابعین میں شمار ہوتا ہے۔ اس میں کسی بھی اختلاف کی گنجائش نہیں لیکن جن لوگوں کو امام ابوحنیفہؒ سے کورانہ عداوت و کدورت ہے وہ ایسی بے پروبال جھوٹی تاریخی روایات سے لطف اندوز ہوتے ہیں جو امام ابوحنیفہؒ کو اس مقدس طبقہ سے جدا کرتی ہوں۔ یہ لوگ تاریخی حقیقت سے آنکھ بند کر لیتے ہیں۔ خسر الدنیا والآخرۃ

اگر کسی مؤرخ یا کسی عالم نے یہ لکھا بھی ہو کہ امام ابوحنیفہؒ نے کسی صحابی کو نہیں دیکھا، یہ اس کی اپنی رائے ہے جب کہ ملت کے مستند و مشہور ائمہ و اہل تحقیق نے پورے اعتماد کے ساتھ اس کی تردید بھی کی ہے تو پھر ایسے خواب و خیال کا کیا وزن ہو سکتا ہے؟

طبقات ابن سعدؒ کی مذکورہ بالا روایت جس کا حوالہ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے دیا ہے اس قدر مضبوط و مستند ہے کہ اکثر محدثین جن میں خطیب بغدادیؒ، علامہ سمعانیؒ مصنف کتاب الانساب، علامہ نوویؒ، علامہ ذہبیؒ، علامہ زین العابدین سخاویؒ، علامہ ابوالمحاسن دمشقیؒ نے آخری فیصلہ دیا کہ امام ابوحنیفہؒ نے حضرت انس بن مالکؓ کو دیکھا ہے۔

(عقود الجمان، ص ۵۰، تذکرۃ الحفاظ، ج:۱، ص ۱۲۶ مکتبہ دار الکتب العلمیۃ)

امام ابن عبد البرؒ نے یہ سند متصل ابو جعفر محمد بن عمروؒ اور عبداللہ بن جعفر رازیؒ اور محمد بن سماعہؒ سے امام ابوحنیفہؒ کے خصوصی شاگرد امام ابو یوسفؒ کی روایت نقل کی ہے۔

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خود امام ابوحنیفہؒ سے سنا، فرماتے تھے کہ ۹۳ھ میں میں اپنے والد کے ہمراہ حج کے لئے مکۃ المکرمہ گیا تھا اس وقت میری عمر سولہ ۱۶ سال تھی حج کے بعد مکۃ المکرمہ میں ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جن کے اطراف (۱) انسانوں کا ہجوم تھا میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ میرے والد نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی عبداللہ بن حارث بن جزءؓ ہیں (جن کی وفات ۹۹ھ میں ہوئی) ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کی وہ احادیث ہیں جن کو انہوں نے آپ سے سنا ہے۔ میں نے اپنے والد سے عرض کیا مجھ کو وہاں لے چلئے میں وہ احادیث سننا چاہتا ہوں چنانچہ میں نے وہ احادیث سنی جن کو آپ بیان کر رہے تھے ان میں یہ حدیث بھی تھی۔

---

(۱) امام ابوحنیفہؒ کی دوسری تاریخ پیدائش ۷۷ھ کے مطابق۔

Marfat.com

"قال رسول الله ﷺ من تفقه فی دین الله کفاه الله همّه ورزقه من حیث لایحتسبه "(الحدیث)
(مسند أبی حنیفة لأبی نعیم الأصبهانی، ج:۱، ص: ۲۵)

مذکورہ حدیث سے جہاں امام ابوحنیفہؒ کی تابعیت (تابعی ہونا) ثابت ہوتا ہے وہاں امام ابوحنیفہؒ کا احادیثِ رسول ﷺ کو سننا اور حاصل کرنا بھی ثابت ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں اس روایت سے امام ابوحنیفہؒ کی تاریخ پیدائش کے بارے میں جو دوسری روایت موجود ہے۔ خصوصی روشنی پڑتی ہے اس میں امام صاحب کی تاریخ پیدائش ۷۷ھ بیان کی گئی ہے۔

امام ابوحنیفہؒ نے اپنے والد کے ساتھ ۹۳ھ میں حج کیا جب آپ کی عمر ۱۶ سال تھی اس لحاظ سے آپ کی تاریخ پیدائش ۷۷ھ ہوتی ہے بعض مؤرخین نے اس روایت کو اختیار کیا ہے۔(۱)

مزید تفصیل ان کتب قدیمہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ عقود الجمان حافظ ابوالمحاسن دمشقیؒ، تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبیؒ، کتاب الانساب، تہذیب الاسماء، تہذیب التہذیب، طبقات ابن سعدؒ وغیرہ۔

حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں امام ابوحنیفہؒ نے حضرت انس بن مالکؓ کو بارہا دیکھا ہے۔ یہی بات علامہ خطیب بغدادیؒ، ابن جوزیؒ، امام مزیؒ، امام یافعیؒ، حافظ عراقیؒ، ابن حجر عسقلانیؒ، امام سیوطیؒ وغیرہم نے کہی ہے۔ (الخیرات الحسان، ص:۳۲ مکتبہ دار الکتب العلمیۃ)

علامہ ابن حجر مکیؒ نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے جن صحابہ کرامؓ سے ملاقات کی ہے ان حضرات کے یہ نام ہیں ان میں چند ایک کا اضافہ شامل ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ المتوفی ۹۳ھ، عبداللہ بن ابی اوفیؓ المتوفی ۱۰۰ھ، سہل بن سعدؓ المتوفی ۹۱ھ، عبداللہ بن انیسؓ المتوفی ۸۲ھ، عبداللہ بن جزءؓ المتوفی ۹۹ھ، جابر بن عبداللہؓ المتوفی ۹۴ھ، عائشہ بن عجرہؓ، واثلہ بن الاسقعؓ ۸۵ھ، معقل بن یسارؓ۔

نوٹ:- حضرت عبداللہ بن اُنیسؓ اور واثلہ بن الاسقعؓ، ابوحنیفہؒ کی کمسنی میں تھے

(۱) اکثر مؤرخین نے امام صاحب کی تاریخ پیدائش ۸۰ھ کو قرار دیا ہے اور اسی کو ترجیح بھی دی ہے۔

Marfat.com

تاہم رویت (دیکھنے) کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ایک صاحبزادے محمد بن ابو بکرؓ صحابی ہیں جب کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت چھ ماہ کے تھے۔ صحابیت کے لئے یہ بھی شرط نہیں کہ اس نے رسول ﷺ کو دیکھا ہو اگر رسول ﷺ نے اس مؤمن کو دیکھ لیا تو وہ صحابی ہو گیا۔

محمود بن لبید انصاریؓ جن کی عمر پانچ سال تھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے ان کی صحابیت کو امام بخاریؒ نے تسلیم کیا اور ان کی ایک روایت بھی اپنی کتاب بخاری شریف میں نقل کی ہے۔

سِنّ رشد و تعلیم

جیسا کہ بیان کیا گیا امام ابو حنیفہؒ کے بچپن کا زمانہ نہایت پُر آشوب تھا۔ مروانی خلیفہ عبدالملک بن مروان کا دور حکومت تھا اسی خلیفہ کی جانب سے شہر عراق کا گورنر مشہور زمانہ امیر حجاج بن یوسف جس کی سفاکیوں کے واقعات کتب تاریخ میں بکثرت ملتے ہیں۔ خلیفہ عبدالملک نے ۸۶ھ میں وفات پائی اس کے بعد اس کا بیٹا ولید بن عبدالملک تخت نشین ہوا اگر چہ اس کے دورِ حکومت میں اسلامی فتوحات بڑی حد تک ہوئیں لیکن باپ کی میراث سے بھی اس کو حصہ ملا تھا اسلامی و روحانی برکتوں سے یہ دور بھی خالی رہا اس دور کے بارے میں خلیفہ خامس عمر بن عبدالعزیزؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

> ''ولید ملک شام میں، حجاج بن یوسف ملک عراق میں، عثمان حجاز میں، قُرّہ ملک مصر میں، واللہ تمام دنیا ظلم سے بھر گئی۔''

ایسے پرآشوب دور میں امام ابو حنیفہؒ کی تعلیم و تربیت کے مواقع کم تھے تاہم امام ابو حنیفہؒ اپنے آبائی پیشہ (تجارت) سے وابستگی کے علاوہ شہر کے علمی حلقوں (درسِ حدیث) کی محفلوں میں شرکت کیا کرتے تھے۔

خوش بختی تھی امیر عراق حجاج ۹۵ھ میں وفات پا گیا خلیفہ ولید بن عبدالملک نے بھی ۹۶ھ میں انتقال کیا، اس کے انتقال کے بعد اس کے بھائی سلیمان بن عبدالملک نے مسند

Marfat.com

خلافت کو زینت دی اس نیک بخت خلیفہ کا ملت اسلامیہ پر جس قدر احسان ہے اس میں سب سے بڑا احسان یہ رہا کہ اس نے اپنی زندگی میں اپنے ایک عزیز عمر بن عبدالعزیزؒ کو اپنا مشیر سلطنت بنالیا تھا اور وفات سے پہلے یہ وصیت کر دی تھی کہ میرے بعد عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہوں گے۔ سلیمان بن عبدالعزیز کا انتقال ۹۹ھ میں ہوگیا۔ عمر بن عبدالعزیزؒ تخت نشین ہوئے یہ تخت نشینی اسلامی دور کا وہ عظیم کارنامہ ہے جو قیامت تک پڑھا اور سنا جاتا رہے گا۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کے تخت نشین ہوتے ہی مروانی طرز حکومت کا تختہ پلٹ گیا۔ ملک میں عدل وانصاف، علم وعمل، خیر وبرکت کی ہوائیں چلنے لگیں آزادانہ دین کی دعوت وتبلیغ کا آغاز ہوگیا ایسے ماحول میں علوم مذہبی کی رونقیں جابجا پھیل گئی۔ اسی دور میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے احادیثِ نبویہ کو جو منتشر اوراق وزبانوں پر جاری تھیں یکجا کرنے کا حکم دیا۔

وقت کے دو بڑے محدث محمد بن شہاب زہریؒ المتوفی ۱۲۵ھ، ابوبکر بن حزمؒ المتوفی ۱۲۰ھ نے اس عظیم خدمت کو قبول کیا، احادیث کا مستند ذخیرہ جمع کر دیا، تاریخِ اسلام کا یہ وہ کارنامہ ہے جو رہتی دنیا تک احادیث صحیحہ کا خزینہ شمار کیا جائے گا۔

(امام ابوحنیفہؒ کو یہی احادیث ملیں تھی جن سے فقہ حنفی مرتب ہوئی)

احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو باضابطہ طور پر مرتب کرنے کا یہ پہلا موقعہ تھا اس کے بعد دیگر کتابیں مرتب ہوئیں۔ اس لئے اسلامی تاریخ میں مذکورہ دونوں محدثین کو مدون اوّل کہا گیا ہے۔

"اول من دوّن الحدیث ابن شہاب الزھری وابوبکر بن حزم"

ترجمہ: سب سے پہلے احادیث رسول ﷺ کے جمع کرنے والے (یعنی کتابی شکل میں) محمد بن شہاب زہریؒ، اور ابوبکر بن حزمؒ ہیں۔

(فتح الباری وعینی وغیرہ)

امام ابوحنیفہؒ خود فرماتے ہیں مجھ کو بچپن میں تحصیل علم کا داعیہ اس واقعہ سے پیدا ہوا کہ میں ایک دن امام شعبیؒ المتوفی ۱۰۴ھ (جو شہر کوفہ کے ممتاز محدث تھے) کے مکان کے سامنے

Marfat.com

سے گزر رہا تھا کہ امام شعبیؒ کی نظر مجھ پر پڑی مجھ کو طلب فرمایا پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے ایک سوداگر کا نام لیا فرمایا میرا یہ مطلب نہیں بلکہ تم کہاں پڑھتے ہو؟ میں نے جواب دیا کہیں نہیں، میرے والد کی تجارت ہے اسی میں کام کرتا ہوں۔ اس پر امام شعبیؒ نے فرمایا مجھ کو تم میں علم کے جوہر نظر آرہے ہیں تم علماء کی صحبت اختیار کرو۔

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں ان کے ان مختصر کلمات نے میرے قلب کو بے قرار کر دیا اور میں نے تحصیل علم کا پختہ ارادہ کرلیا۔

یہ امام شعبیؒ وہی عظیم محدث ہیں جن کا پورا اسم گرامی عامر بن شراحیل ہے (۱) جو پانچ سو سے زائد اصحابِ رسول ﷺ کی زیارت وصحبت سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ ان میں سیدنا علیؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، حضرت ابوسعید الخدریؓ، حضرت عبادہ بن الصامتؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابوہریرہؓ، اسی طرح سے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے علم حدیث کا بھرپور حصہ پایا۔

شہر کوفہ جو امام ابوحنیفہؒ کا وطن تھا اس شہر کی جامع مسجد میں امام شعبیؒ کا حلقۂ درس تھا جس میں علمِ حدیث پڑھنے سننے والوں کی اتنی کثرت ہوا کرتی تھی کہ باری باری سے ایک ایک جماعت استفادہ کیا کرتی۔ یہ سلسلہ صبح فجر سے نصف النہار تک جاری رہتا حالانکہ یہ وہ زمانہ تھا کہ اصحابِ رسول ﷺ کی اس مسجد میں صبح وشام آمد ورفت رہا کرتی تھی۔ بعض اصحاب رسول ﷺ کو ان کی مجلس علمی میں تشریف فرما دیکھا گیا۔ ایک موقعہ پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا:

"شعبیؒ کی معلومات مجھ سے زیادہ بہتر ہیں"۔ لا الہ الا اللہ

امام زہریؒ جن کی وفات ۱۲۵ھ میں ہوئی ہے جو احادیث رسول اللہ ﷺ کو جمع کرنے والوں میں پہلے محدث ہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ اہل علم تو صرف چار ہیں۔ سعید بن المسیبؒ مدینہ منورہ میں، عامر الشعبیؒ شہر کوفہ میں، حسن بصریؒ شہر بصرہ میں، مکحول ملک شام میں، باقی سب ان کے تحت ہیں۔

---

(۱) موصوف کا تفصیلی تذکرہ ہماری کتاب "اکیس جلیل القدر تابعین" میں مطالعہ کیجئے۔

Marfat.com

بہر حال امام ابوحنیفہؒ، امام شعبیؒ کے حلقۂ درس میں شریک ہو گئے۔ احادیث رسول ﷺ کی یہ درس گاہ شہر کوفہ کی سب سے بڑی جامعہ تھی۔

ان کے علاوہ امام حمادؒ، جو حضرت انس بن مالکؓ کے خصوصی شاگردوں میں شامل ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ مدت دراز تک ان کے حلقۂ درس میں شریک رہے ہیں۔ امام حمادؒ کی وفات ۱۲۰ھ میں ہوئی، امام حمادؒ نے اپنی آخری زندگی میں امام ابوحنیفہؒ کو اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ''میں نے یہ عظیم منصب نہایت اہتمام سے سنبھالا۔''

شہر کوفہ و بصرہ ان دنوں اہل علم سے معمور تھے جابجا علمی حلقے قائم تھے ان میں معروف ترین محدثین، امام عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ، شریح بن ہانیؒ، سلمہ بن کہیلؒ، محارب بن دثارؒ، سماک بن حربؒ، امام اعمشؒ، علقمہ بن مرثدؒ، قیس بن ابی حازمؒ، محمد بن سیرینؒ، حسن بصریؒ، شعبہ بن حجاجؒ، شفیق بن سلمہؒ، اسود بن یزیدؒ، ربیع بن خثیمؒ وغیرہم، یہ حضرات علمِ حدیث کے آفتاب و مہتاب کی حیثیت رکھتے تھے۔

مذکورہ حضرات کی شان وعظمت کے لئے صرف یہی ایک بات کافی ہے کہ امیر المؤمنین فی الحدیث سفیان ثوریؒ اور امام اہل سنت والجماعت احمد بن حنبلؒ کا سلسلۂ احادیث انہیں مذکورہ محدثین تک پہنچتا ہے۔

شہر کوفہ میں ایسا کوئی محدث باقی نہ تھا جس کے آگے امام ابوحنیفہؒ نے زانوئے ادب تہہ نہ کیا ہو اور احادیث سنی نہ ہوں۔

امام ابوالمحاسن الشافعیؒ نے امام ابوحنیفہؒ کے شیوخ واساتذہ میں ۹۳ محدثین کے نام شمار کئے ہیں۔ کتاب تہذیب التہذیب، تہذیب الاسماء، تذکرۃ الحفاظ میں بھی امام ابوحنیفہؒ کے شیوخ واساتذہ کی تعداد منقول ہے صرف ایک شہر کوفہ کے ۲۹ محدثین کے نام مذکور ہیں۔ ان میں اکثر وہ حضرات ہیں جنہوں نے براہِ راست اصحابِ رسول ﷺ سے علم حاصل کیا ہے۔ کتاب تذکرۃ الحفاظ میں علامہ ذہبیؒ نے شہر کوفہ کے محدثین وائمہ کرام میں ۹۷ محدثین کا تذکرہ کیا ہے جو حفاظِ حدیث کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں اسی کتاب میں امام ابوحنیفہؒ

Marfat.com

اوران کے شاگرد رشید امام ابو یوسفؒ کا بھی تذکرہ ہے۔

امام ابو حنیفہؒ نے تحصیلِ علم کے لئے شہر بصرہ کا بھی مستقل سفر کیا ہے اور وہاں کے محدثین سے بھی احادیث کا سماع کیا ہے علاوہ ازیں حرمین شریفین (مکۃ المکرّمہ، مدینہ منورہ) کا بھی سفر کیا۔ یہاں کے عظیم محدثین میں امام عطاء بن ابی رباحؒ، امام عکرمہؒ (حضرت ابن عباسؓ کے خصوصی شاگرد) سے بھی استفادہ کیا ہے، علامہ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں امام ابو حنیفہؒ کے دوسونوے (۲۹۰) اساتذہ کا شمار کیا ہے، علامہ شامیؒ نے درمختار میں امام صاحب کے اساتذہ کی تعداد دو ہزار بتائی ہے۔ (مناقب موفق ص:۳۸)

حافظ ابوالمحاسن شافعیؒ نے کتاب عقود الجمان میں لکھا ہے۔

''ابو حنیفہ کثیر الحدیث اور اعیان حفاظ میں سے تھے''

امام عبداللہ بن المبارکؒ فرماتے ہیں: ''ابو حنیفہ علم حدیث کے اعیان حفاظ میں شامل ہیں''۔ امام سفیان بن عیینہؒ کہتے ہیں: ''امام ابو حنیفہؒ نے اپنے زمانے کے تمام محدثین کی حدیثوں کو یاد رکھا تھا''۔ امام معمر کہتے ہیں: ''حدیث کی تشریحات میں میں نے امام ابو حنیفہؒ سے بڑا اور کوئی عالم نہیں دیکھا''۔ امام حسن بن زیادؒ کہتے ہیں کہ: ''امام ابو حنیفہؒ نے چار ہزار احادیث روایت کی ہیں۔ دو ہزار امام حمادؒ سے دو ہزار دیگر محدثین سے''۔ لاالہ الااللہ۔

امام ابو حنیفہؒ اپنے ہم زمانہ محدثین کی نظر میں

ملت اسلامیہ میں امام ابو حنیفہؒ پہلے شخص ہیں جنہیں سلف صالحین نے ''امام الائمہ''، ''امام اعظم'' کا لقب دیا ہے۔

انہیں جو امتیازی خصوصیات حاصل تھیں دیگر ائمہ فقہ میں نہیں ملتی، مثلاً:

(۱) امام ابو حنیفہؒ باتفاق مؤرخین تابعی تھے جب کہ ان کے ہم عصر محدثین امام سفیان ثوریؒ المتوفی ۱۶۱ھ (کوفہ)، امام حماد بن سلمہؒ المتوفی ۱۶۷ھ (بصرہ)، محدث

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعیؒ ۱۵۷ھ (شام)، محدث ربیع بن صبیح المتوفی ۱۶۰ھ، محدث سعید بن ابی عروبہؒ المتوفی ۱۵۷ھ (ان دونوں محدثین کے صحیفوں کو بھی احادیث کی اولین کتابوں میں شمار کیا گیا ہے) تابعین ہونے کا ان حضرات کو شرف نہ مل سکا۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ پہلے امام ہیں جنھوں نے علمِ شریعت (فقہ) کو کتابی شکل دی انہی کی اقتداء میں امام مالکؒ نے اپنی کتاب مؤطا، ترتیب دی جس کو ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ'' کا خطاب دیا گیا۔

(۳) امام ابوحنیفہؒ نے اپنی مجلس علمی میں تراسی ہزار (۸۳ ہزار) مسائل تحریر کروائے ہیں ان میں اڑتیس ہزار (۳۸ ہزار) مسائل عبادات سے متعلق ہیں بقیہ پینتالیس ہزار (۴۵ ہزار) مسائل معاملات واخلاق ومعاشرت سے متعلق ہیں۔ (مناقب ابی حنیفہ للمکیؒ ص:۹۶ بیروت)

(۴) امام ابوحنیفہؒ کے کتاب اللہ وسنتِ رسول اللہ ﷺ سے اخذ کردہ مسائل کو چھ کتابوں میں جمع کیا گیا۔

(۱) جامع کبیر (۲) جامع صغیر (۳) سیر کبیر (۴) سیر صغیر (۵) مبسوط (۶) زیادات۔

ان کتابوں کی اکثر روایات موجودہ کتب فقہ وفتاویٰ میں موجود ہیں جن پر ملت اسلامیہ کا ۳/۴ حصہ عمل کرتا رہا ہے اور آج بھی یہی حال ہے۔

(۵) امام اعمشؒ المتوفی ۱۴۸ھ جن کو حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، علامہ ذہبیؒ، محدث ابن ابی عیینہؒ نے شیخ الاسلام کے لقب سے یاد کیا ہے۔ اور جن کی روایات حدیث کی تعداد چار ہزار سے زائد بیان کی جاتی ہے۔

بہر حال امام اعمشؒ سے کسی شخص نے ایک مسئلہ دریافت کیا تو فرمایا: ''اس کا صحیح جواب تو ابوحنیفہؒ ہی دے سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے علم میں برکت دی گئی ہے''۔

امام جریر بن عبداللہؒ کہتے ہیں امام اعمشؒ سے جب دقیق مسائل پوچھے جاتے تو وہ امام ابوحنیفہؒ کے پاس بھیج دیتے۔

(۶) امام ابن جریج عبدالملک بن عبدالعزیزؒ المتوفی ۱۵۰ھ نے امام ابوحنیفہؒ کی

Marfat.com

وفات پر فرمایا:

''اللہ ان پر رحم فرمائے ان کے ساتھ بہت سا علم جاتا رہا۔''

(۷) امام علی بن صالحؒ المتوفی ۱۵۱ھ نے امام ابو حنیفہؒ کی وفات پر فرمایا:

''عراق کا مفتی اور فقیہہ گزر گیا''۔

(مناقب الامام ابی حنیفۃ للذہبی،ص:۲۹ مکتبہ احیاء العارف حیدر آباد دکن)

(۸) امام مسعر بن کدامؒ المتوفی ۱۵۳ھ فرماتے تھے۔ کوفہ کے دو شخصوں کے سوا کسی اور پر رشک نہیں آتا۔ ابو حنیفہؒ اور ان کی فقہ، دوسرے حسن بن صالحؒ اور اس کا زہد وقناعت۔ (تاریخ بغداد ج:۱۴،ص:۳۲۸ مکتبہ دار الکتب العلمیۃ)

یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا تو وہ ہم پر غالب آگئے اور جب ہم زہد وقناعت میں مشغول ہوئے تو وہ ہم سے آگے نکل گئے۔ ہم نے ان کے ساتھ علم فقہ حاصل کرنا شروع کیا تو اس میں انہوں نے وہ کارنامے انجام دئے جو تم دیکھ رہے ہو۔

(مناقب الامام ابی حنیفۃ للذہبی،ص:۴۳ مکتبہ احیاء العارف حیدر آباد دکن)

(۹) امام اوزاعیؒ ۱۵۷ھ ملک شام کے فقیہہ ومحدث فرمایا کرتے تھے۔ ابو حنیفہؒ پیچیدہ مسائل کو سب اہل علم حضرات سے زیادہ جاننے والے تھے۔

(مناقب کردری ص:۹۰ بیروت)

(۱۰) امام شعبہ بن الحجاجؒ المتوفی ۱۶۰ھ جن کا لقب امیر المؤمنین فی الحدیث ہے فرمایا کرتے تھے ابو حنیفہؒ علم وفہم میں بہت بلند درجہ رکھتے ہیں جو لوگ ان پر طعن وتشنیع کرتے ہیں اللہ کی قسم یہ لوگ اپنی اس بدگوئی کی سزا اللہ کے پاس پائیں گے۔

(الخیرات الحسان ص:۴۸ مکتبہ دار الکتب العلمیۃ)

(۱۱) امام داؤد الطائیؒ المتوفی ۱۶۰ھ فرماتے ہیں امام ابو حنیفہؒ ایک روشن مینار تھے آپ کے پاس وہ علم تھا جس کو اہل ایمان کے دل قبول کرتے ہیں۔

(الخیرات الحسان ص:۴۹ مکتبہ دار الکتب العلمیۃ)

۱۶۱۸۰۱

Marfat.com

(۱۲) امام سفیان الثوریؒ المتوفی ۱۶۷ھ کے پاس ایک شخص امام ابوحنیفہؒ سے ملاقات کر کے آیا۔امام سفیان ثوریؒ نے فرمایا تم روئے زمین کے سب سے بڑے فقیہہ کے پاس سے آرہے ہو۔ (الخیرات الحسان ص:۴۵ مکتبہ دار الکتب العلمیۃ)

(۱۳) امام دارالہجرۃ مالک بن انسؒ المتوفی ۱۷۹ھ فرماتے ہیں، سبحان اللہ میں نے ابوحنیفہؒ جیسا انسان نہیں دیکھا۔ (الخیرات الحسان ص:۴۴ مکتبہ دار الکتب العلمیۃ)

(۱۴) امام وکیع بن الجراحؒ المتوفی ۱۹۵ھ فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہؒ سے بڑا فقیہہ اور کسی کو نہ دیکھا۔

(۱۵) امام یحیٰ بن معینؒ المتوفی ۲۳۳ھ فرماتے ہیں کہ امام وکیع بن الجراحؒ امام ابوحنیفہؒ کے قول پر فتوٰی دیا کرتے تھے اور ان کی احادیث کے حافظ بھی تھے۔انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کی بہت ساری احادیث سنی ہیں۔

(جامع بیان العلم وفضلہ، ج:۲ص:۲۸۸-۲۸۹ مکتبہ مؤسسۃ الریان)

(۱۶) امام سفیان بن عیینہؒ المتوفی ۱۹۸ھ فرماتے تھے۔میری آنکھوں نے ابوحنیفہؒ جیسا انسان نہیں دیکھا۔دو چیزوں کے بارے میں خیال تھا کہ وہ شہر کوفہ سے باہر نہ جائیں گی مگر وہ زمین کے آخری کناروں تک پہنچ گئیں۔ایک امام حمزہؒ کی قرأت، دوسری ابوحنیفہؒ کی فقہ۔ (تاریخ بغداد ج:۱۳،ص:۳۴۶ مکتبہ دار الکتب العلمیۃ)

(۱۷) امام یحیٰ بن سعید القطانؒ المتوفی ۱۹۸ھ فرماتے ہیں۔ہم نے ابوحنیفہؒ سے اچھی و مضبوط رائے کسی کی نہیں سنی۔(تاریخ بغداد، ج:۱۳،ص:۳۴۵ مکتبہ دار الکتب العلمیۃ)

(۱۸) امام عبدالرحمٰن بن مہدیؒ المتوفی ۱۹۸ھ فرماتے ہیں۔میں احادیث کو نقل کرنے والا ہوں، امام سفیان ثوریؒ امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں، امام سفیان بن عیینہؒ امام العلماء ہیں، امام شعبہؒ حدیث کی کسوٹی ہیں، محدث عبداللہ بن المبارکؒ حدیث کے صراف ہیں، امام یحیٰ بن سعید القطانؒ قاضی العلماء ہیں اور ابوحنیفہؒ علماء کے قاضی القضاۃ (صدر قاضی) ہیں۔(مناقب الامام ابی حنیفۃ للذہبی، ج:۲،ص:۲۵ مکتبہ احیاء العارف حیدرآباد دکن)

Marfat.com

(۱۹) محدث عبداللہ بن المبارکؒ المتوفی ۱۸۱ھ امام ابوحنیفہؒ کے مایۂ ناز شاگرد ہیں فرماتے ہیں جو لوگ امام ابوحنیفہؒ کی برائی کرتے ہیں مجھے بہت صدمہ ہوتا ہے۔ اور اندیشہ ہوتا ہے کہ ان پر کہیں اللہ کا غضب نہ ٹوٹ پڑے۔

(مناقب الامام ابی حنیفۃ للذہبی، ص:۲۲ مکتبہ احیاء العارف حیدر آباد دکن)

(۲۰) امام حفص بن غیاث المتوفی ۱۹۵ھ فرماتے ہیں امام ابوحنیفہؒ میں عیب جوئی صرف جاہل ہی کرتا ہے۔

(۲۱) امام شافعیؒ المتوفی ۲۰۴ھ فرماتے ہیں ہم سب علم فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کے عیال (محتاج) ہیں جو شخص علم فقہ میں مہارت حاصل کرنا چاہتا ہو وہ امام ابوحنیفہؒ کا محتاج ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ فقہ کے لئے موفق (صاحب توفیق) تھے۔

(تاریخ بغداد ج:۱۳، ص:۳۴۶ مکتبہ دار الکتب العلمیۃ)

(۲۲) امام یزید بن ہارونؒ المتوفی ۲۰۶ھ فرمایا کرتے تھے میں نے جن فقہاء کو دیکھا ہے ان میں ابوحنیفہؒ سے بڑا فقیہہ کسی کو نہ پایا، ایسے ہی ان سے بڑا عاقل حلیم بردبار اور صاحب تقویٰ نہیں دیکھا۔ (الخیرات الحسان ص:۷۹-۸۰ مکتبہ دار الکتب العلمیۃ)

(۲۳) امام یحیٰ بن معینؒ المتوفی ۲۳۳ھ جو سند حدیث کے جرح و تعدیل کے مسلمہ امام ہیں فرماتے ہیں: "میرے نزدیک قرأت تو بس امام حمزہؒ کی ہے اور فقہ صرف امام ابو حنیفہؒ کی"۔ (تاریخ بغداد ج:۱۳، ص:۳۴۶ مکتبہ دار الکتب العلمیۃ)

(۲۴) ابوبکر المروزیؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ کو یہ فرماتے سنا:
"ہمارے نزدیک امام ابوحنیفہؒ کی طرف خلق قرآن (۱) کے قول کی نسبت صحیح نہیں"
میں نے عرض کیا "الحمدللہ اے ابوعبداللہ کیا وہ علم کے بلند مقام پر فائز تھے؟"
امام احمد نے فرمایا "سبحان اللہ، وہ علم، ورع، زہد و ایثار میں ایسے مقام پر فائز تھے

(۱) "خلق قرآن"، علم کلام (اسلامی فلسفہ) کا ایک فوتر اشیدہ مسئلہ تھا جو خلافت بنوامیہ کے آخری دور میں شائع ہوا پھر عباسی خلفاء کی سرپرستی نے اس کو کفر و ایمان کی علامت قرار دے دیا۔ یہ اس دور کا شدید فتنہ تھا جس میں امام احمد بن حنبلؒ کو کوڑے لگائے گئے۔ (مسئلہ خلق قرآن کی وضاحت کسی جید عالم سے دریافت کرلی جائے)"

Marfat.com

جس پر کوئی نہ پہنچ سکا"۔ (مناقب الامام ابی حنیفۃ للذہبی، ص ۴۳ مکتبہ احیاء العارف حیدر آباد دکن)

(۲۵) امام ابو داؤدؒ المتوفی ۲۰۵ھ مشہور محدث ہیں فرماتے ہیں اللہ امام مالکؒ پر رحمت فرمائے وہ امام تھے اور اللہ امام ابو حنیفہؒ پر رحمت فرمائے وہ امام تھے۔

امام ابو حنیفہؒ کی حیات میں احادیث کی کتابیں

اہل علم کا اتفاق ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ المتوفی ۱۰۱ھ نے اپنے دور خلافت میں تدوین حدیث کو عملی شکل دی ہے اس دور کے دو عظیم المرتبت محدث ابو بکر بن حزمؒ المتوفی ۱۲۰ھ اور محمد بن شہاب زہریؒ المتوفی ۱۲۵ھ کو احادیثِ رسول ﷺ جمع کرنے اور ان کو کتابی شکل میں مدون کرنے کی ہدایت کی چنانچہ ان دونوں حضرات نے یہ کام انجام دیدیا، دو صحیفے وجود میں آئے۔ روئے زمین پر یہ پہلی دو حدیث کی کتابیں تھیں، جو امام ابو حنیفہؒ کو میسر آئیں علاوہ ازیں احادیث شریفہ کے یہ صحیفے بھی امام ابو حنیفہؒ کی حیات میں عام تھے۔

مسند ابن جریج مکیؒ المتوفی ۱۵۰ھ، مسند ابن اسحاق الصحی المتوفی ۱۵۱ھ، مسند عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعیؒ المتوفی ۱۵۷ھ، مسند سفیان الثوریؒ المتوفی ۱۶۷ھ کوفہ، مسند حماد بن سلمہؒ المتوفی ۱۶۷ھ، مسند ربیع بن صبیحؒ المتوفی ۱۶۰ھ کوفہ و بصرہ، مسند سعید بن ابی عروبہؒ المتوفی ۱۶۵ھ، یہ مسانید صرف کوفہ و بصرہ ہی میں نہیں بلکہ اقطاع عالم میں پھیل چکیں تھیں۔ اس دور میں ایسی احادیث کو "سنن" کا نام دیا جاتا تھا۔ جیسا کہ آج بھی اسی نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کتابوں کی ساری احادیث امام ابو حنیفہؒ کو صرف دو واسطوں سے ملیں جو احادیث رسول ﷺ کی اعلیٰ قسم شمار کی جاتی ہیں۔

فقہ حنفی کا یہ ایسا نمایاں و خصوصی امتیاز ہے جو اور کسی فقہ کو میسر نہ آیا۔ آج فقہ حنفی کے ماخذ کتب صحاح ستہ کے علاوہ کتب سنن و آثار اور دیگر مسانید، مسند دارمی، المصنف عبدالرزاق، مستدرک حاکم، صحیفہ ہمام بن منبہؒ المتوفی ۱۰۱ھ، صحیفہ وہب بن منبہؒ ۱۱۰ھ، موطا امام مالکؒ ۱۷۹ھ، موطا امام محمدؒ، المعجم الکبیر، المعجم الاوسط، المعجم الصغیر للطبرانی، کتاب المختارہ حافظ ضیاء الدین المقدسیؒ، مسند صحیح ابن عوانہؒ، مسند صحیح ابن سکن، المنتقی جارود، بیہقی،

Marfat.com

مسند ابن خزیمہؒ، مسند ابو یعلی الموصلیؒ، مسند ابو بکر البزارؒ، مسند احمد بن حنبلؒ، صحیح ابن حبانؒ۔

(مقدمۃ فتح الباری)

ان ساری کتابوں میں وہ تمام احادیث صحیحہ موجود ہیں جن کی فقہ حنفی کو ضرورت تھی۔ اور جن سے فقہ حنفی مرتب ہوئی ہے۔

مزید تفصیل کے لئے مولانا مناظر احسن صاحب گیلانیؒ کی کتاب ''تدوین حدیث'' کا مطالعہ کیجئے۔ جو اس عنوان کی آخری تحقیق ہے۔

کتب حدیث پر ایک جامع تبصرہ

محقق کبیر امام ابن حجر عسقلانیؒ نے اپنی کتاب فتح الباری شرح بخاری میں کتب حدیث پر جو تبصرہ کیا ہے وہ حقیقت کے علاوہ ایک ایسا جامع تبصرہ ہے جو بہت کم سننے اور پڑھنے میں آیا ہے۔

وہ لکھتے ہیں کہ احادیث نبویہ، عہد نبوت اور عہد صحابہ کے علاوہ اکابر تابعین کے ابتدائی دور تک کتابی شکل میں موجود نہ تھیں جس کی دو بڑی وجہ تھیں۔

پہلی بات تو یہ تھی کہ رسول ﷺ نے صحابہ کو احادیث لکھنے سے منع کر دیا تھا، پھر امام ابن حجر عسقلانیؒ یہ بھی لکھتے ہیں کہ یہ ممانعت اس لئے تھی کہ عہد نبوت میں وحی الٰہی قرآن حکیم کا نزول جاری تھا۔ ایسے ماحول میں حدیث و قرآن میں التباس (خلط ملط) کا قوی امکان ہو جاتا عام آدمی کے لئے تمیز کرنا مشکل تھا کہ یہ قرآن حکیم کی آیت ہے یا حدیث، رسول ﷺ کا کلام ہے۔ اس لئے آپ نے احادیث لکھنے اور اس کو کتابی شکل دینے سے منع فرمادیا اگر چہ آپ کے عہد مبارک میں بعض صحابہؓ کے پاس احادیث شریفہ کے دو چار چھوٹے موٹے کتابچے بھی تھے جن کو انہوں نے محفوظ کر لیا تھا تاہم رسول اللہ ﷺ کی ہدایت پر وہ ضائع کر دئے گئے۔ بخاری و مسلم اور دیگر کتب احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔

امام ابن حجر عسقلانیؒ (عہد نبوت میں احادیث کی کتابیں نہ ہونے کی) دوسری وجہ یہ لکھتے ہیں کہ:

Marfat.com

''دورِ نبوت میں اصحاب رسول ﷺ کے ذہن وفکر، قوتِ حفظ و یادداشت کچھ ایسے معجز نما طور پر پائیدار اور مضبوط تھے کہ انہیں چنداں لکھنے یا محفوظ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ تاریخ کی مستند کتابوں میں ایسے نظائر بکثرت ملتے ہیں۔ اس لئے بھی احادیث رسول ﷺ کو محفوظ کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔ پھر تابعین کے آخری دور میں باطل فرقوں کا زور وشور پیدا ہوا، عقائد و نظریات میں حذف و اضافے ہونے لگے، احادیث رسول ﷺ میں خیانت اور جھوٹ شائع ہونے لگا اور سب سے بڑا اندیشہ اصحابِ رسول ﷺ کی اموات اور قلت کا وجود سامنے آیا اس وقت الہامی طور پر امت کے تمام اکابرین کے قلوب میں احادیث رسول ﷺ کو جمع و محفوظ کرنے کا متفقہ تقاضہ پیدا ہوا اور پھر جمع حدیث کا وہ کام انجام پایا جو آج کتاب اللہ کی طرح احادیث رسول ﷺ کتابی شکل میں وجود آئی۔

(مقدمہ فتح الباری، ص:۸ مکتبہ دارالسلام)

امام ابو حنیفہؒ کے اساتذہ

امام ابو حنیفہؒ کے شیوخ و اساتذہ کی تعداد، اس دور کے دیگر ائمہ اور محدثین کے اساتذہ کرام کی تعداد سے کہیں زیادہ تھی۔ علامہ شامیؒ نے شرح درمختار میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے چار ہزار اساتذہ تھے، خود امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں میں نے کوفہ و بصرہ کا کوئی ایسا محدث نہیں چھوڑا جس کے پاس گیا نہ ہوں، صرف ان دونوں شہروں کے محدثین کی تعداد علامہ ذہبیؒ نے (۲۹۰) بیان کی ہے۔

علامہ شبلی نعمانیؒ نے اپنی کتاب ''سیرۃ النعمان (ص:۲۹-۳۰ دارالاشاعت کراچی) ''میں کوفہ کے (۲۹) اساتذہ کا ذکر کیا ہے۔

امام حمادؒ

ان اساتذہ کرام میں سب سے پہلے امام حمادؒ کا نام ملتا ہے جو شہر کوفہ کے امام اور حضرت انس بن مالکؓ صحابی رسول ﷺ کے سب سے قریب اور معتمد شاگرد ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ نے ان کی صحبت میں کم وبیش (۱۸) سال گزارے ہیں علاوہ ازیں امام حمادؒ، رسول

Marfat.com

اکرم ﷺ کے عظیم المرتبت صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے علمی وارث اور ان کے نائب بھی شمار کئے جاتے تھے۔ امام ابوحنیفہؒ نے امام حمادؒ سے وہ سب کچھ پایا جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا علمی ورثہ تھا۔

حسن بصریؒ اور امام شعبہ

امام ابوحنیفہؒ کے علم حدیث کی دوسری بڑی درسگاہ شہر بصرہ تھی جو امام المحدثین حسن بصریؒ اور امیر المومنین فی الحدیث امام شعبہؒ المتوفی ۱۶۰ھ اور امام قتادہؒ کے علوم حدیث سے مالا مال تھی یہاں سے بھی امام ابوحنیفہؒ نے علم حدیث کا بھرپور حصہ پایا، امام شعبہؒ کو دو ہزار احادیث ازبر تھیں۔

ابو المحاسن شافعیؒ نے (۹۳) محدثین کے نام شمار کئے ہیں جن سے امام ابوحنیفہؒ نے احادیث روایت کی ہیں۔ (تہذیب التہذیب، ج:۵،ص:۶۲۹-۶۳۱، تذکرۃ الحفاظ، ج:۱،ص:۱۲۶-۱۲۷)

عطاء بن ابی رباحؒ

جس زمانے میں امام ابوحنیفہؒ مکۃ المکرمہ پہنچے ان دنوں مشہور محدث تابعی عطاء بن ابی رباحؒ کا حلقۂ درس نہایت عروج پر تھا اور مستند بھی، حضرت عطاء بن ابی رباحؒ اکثر صحابہ کرام کی خدمت میں رہے ہیں اور ان کے علوم کے وارث بھی بنے ہیں۔ خود حضرت عطاءؒ کا بیان ہے کہ میں نے دوسو (۲۰۰) سے زائد اصحابِ رسول ﷺ کو پایا اور ان سے استفادہ کیا ہے۔ ان کے علم و فضل کا یہ حال تھا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مکۃ المکرمہ میں عطاء بن ابی رباحؒ کے ہوتے ہوئے لوگ میرے پاس کیوں آتے ہیں؟

حج کے زمانے میں ہر سال حکومت کی جانب سے یہ اعلان ہوا کرتا تھا کہ شیخ عطاء بن ابی رباحؒ کے علاوہ کوئی شخص فتویٰ نہ دے، بڑے بڑے ائمہ حدیث امام اوزاعیؒ، امام زہریؒ، امام عمرو بن دینارؒ وغیرہم امام عطاء بن ابی رباحؒ کے حلقۂ درس سے نکل کر امام کہلائے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ نے علم حدیث کا بڑا حصہ امام عطاء بن ابی رباحؒ سے پایا۔ امام عطاء بن ابی رباحؒ کا انتقال ۱۱۵ھ میں ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ و برکاتہ۔

Marfat.com

عکرمہؒ

مکۃ المکرّمہ کے محدثین میں جن سے امام ابوحنیفہؒ نے احادیث سماعت کیں ہیں، حضرت عکرمہؒ کا نام بھی خصوصیت سے ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے خصوصی شاگردوں میں تھے حضرت ابن عباسؓ نے اپنی زندگی ہی میں ان کو اجتہاد و فتویٰ نویسی کا مجاز کردیا تھا۔ کم وبیش ستر (۷۰) مشہور تابعین ان کے شاگرد تھے، امام ابوحنیفہؒ بھی ان میں شامل ہیں۔

فقہائے سبعہؒ

امام ابوحنیفہؒ نے ۱۰۲ھ کے قرب وجوار میں شہر مدینہ منورہ کا بھی سفر کیا ہے جہاں عالمِ اسلام کے فقہائے سبعہ مقیم تھے جن کا فتویٰ تمام اسلامی سلطنتوں میں رائج تھا امام ابو حنیفہؒ کا سفر ایسے وقت ہوا جب کہ ان فقہائے سبعہ میں دو فقیہہ سلیمانؒ اور سالم بن عبداللہؒ موجود تھے۔ حضرت سلیمانؒ ام المؤمنین سیدہ میمونہؓ کے پروردہ غلام تھے اور فقہائے سبعہ میں ان کا دوسرا نمبر تھا۔ دوسرے حضرت سالمؒ سیدنا عمر فاروقؓ کے پوتے تھے جنہوں نے اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے تعلیم پائی تھی۔ امام ابوحنیفہؒ ان دونوں بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے احادیث کی سماعت کی۔

امام اوزاعی

امام ابوحنیفہؒ نے ملک شام کے مجتہد و محدث، امام اوزاعیؒ اور امام مکحولؒ سے بھی اکتسابِ علم کیا ہے جو اپنے زمانے میں مجتہد اور صاحب مذہب کہلایا کرتے تھے جیسا کہ ائمہ اربعہ صاحب مذہب ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ جو امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں خود فرماتے ہیں کہ میں نے ملک شام کا سفر کیا امام اوزاعیؒ سے ملاقات کی، اثنائے گفتگو امام اوزاعیؒ نے پوچھا شہر کوفہ میں ابوحنیفہؒ نامی کون شخص ہے جو دین میں نئی نئی باتیں ظاہر کررہا ہے۔ میں نے اس کا

Marfat.com

جواب نہ دیا۔ اپنے گھر آیا دوسرے دن چند کاغذات لے گیا، امام اوزاعیؒ نے وہ کاغذات امام عبداللہ بن مبارکؒ کے ہاتھ سے لے لئے۔ سرورق یہ لکھا تھا ''قال نعمان بن ثابتؒ الخ'' ...... امام اوزاعیؒ دیر تک پڑھتے رہے پھر دریافت کیا یہ نعمان کون ہیں؟ میں نے کہا یہ وہی نعمان ہیں جن کو آپ نے بدعتی کہا تھا۔ امام اوزاعیؒ نے اپنی خطا پر معذرت چاہی اور فرمایا کہ یہ نہایت بلند پایہ شخص ہیں ان کے فضل وکمال نے دوسروں کو حاسد بنا دیا۔ امام ابو حنیفہؒ نے بھی امام اوزاعیؒ کے علم حدیث سے استفادہ کیا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ اس خصوصیت کے ساتھ تمام محدثین کے ہاں معروف ہیں کہ ان کے شیوخ حدیث بے شمار ہیں امام ابوحفص کبیرؒ نے دعویٰ کیا ہے کہ ابوحنیفہؒ نے کم از کم چار ہزار محدثین سے احادیث روایت کیں ہیں۔ علم حدیث میں ایسے حضرات کم ہی پائے جاتے ہیں جن کے اساتذہ چار ہزار سے کم ہوں۔ اور ایسے حضرات تو بہت ہیں جن کے اساتذہ ہزار سے زائد تھے۔ علامہ سخاویؒ نے کتاب فتح المغیث میں ان حضرات کے نام بھی لکھے ہیں، ابوالمحاسن شافعیؒ نے عقود الجمان میں تین سو انیس (۳۱۹) کے نام بقید حسب ونسب لکھے ہیں اور آخر میں لکھا ہے کہ میں نے اپنی دوسری کتاب میں جس کا نام ''تحصیل السبیل'' ہے ان کے تفصیلی حالات بھی لکھے ہیں یہ سب امام ابوحنیفہؒ کے شیوخ ہیں۔ علامہ شبلی نعمانیؒ نے اپنی کتاب (سیرۃ النعمان ص: ۳۲ دارالاشاعت) میں امام ابوحنیفہؒ کے ان اساتذہ کے نام درج کردئے ہیں جن میں کسی کو اختلاف نہیں ان کی تعداد (۷۷) لکھی ہے یہ نام تاریخ کی ان مسلمہ کتب سے لئے ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، طبقات الحفاظ علامہ ذہبیؒ، تہذیب الکمال، کتاب الآثار امام محمدؒ، معارف ابن قتیبہؒ، مرآۃ الجنان یافعیؒ۔

آخر میں لکھتے ہیں یہ تعداد سرسری طور سے انتخاب کی ہے زیادہ چھان بین کرتے تو شاید ''عقود الجمان'' کی فہرست کے برابر اترتے (جن میں تین سو ۳۰۰ سے زائد شیوخ کے نام ہیں) علاوہ ازیں امام ابوحنیفہؒ کے شیوخ اکثر تابعین کرامؒ ہیں جن کو رسول ﷺ تک صرف ایک واسطہ (صحابی کا) ہے بقیہ وہ شیوخ ہیں جو ایک مدت تک بڑے بڑے تابعین

Marfat.com

کی صحبت میں رہے ہیں۔ اس انفرادی خصوصیت کی بناء پر امام ابوحنیفہؒ ائمہ اربعہ میں وہ پہلے امام ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ کی احادیث ایک یا صرف دو واسطوں سے ملی ہیں۔ جو آج بھی احادیث کی سب سے اعلیٰ وارفع قسم شمار کی جاتی ہیں۔

ان احادیث کو حدیث ثنائی (صرف دوراوی والی حدیث) کہا جاتا ہے جو حدیث ثلاثی سے افضل واعلیٰ درجہ رکھتی ہیں۔ بخاری شریف اس لئے بھی افضل الکتب کہلائی گئی کہ اس میں بائیس ثلاثیات موجود ہیں (۱) اور ترمذی شریف میں صرف ایک حدیث ثلاثی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کی اکثر روایات حدیث ثلاثی سے ایک درجہ بلند حدیث ثنائی کہلاتی ہیں جو حدیث کا سب سے بڑا درجہ ہے۔ یہ عامۃ الناس کی بے علمی یا کم علمی نہیں اصل مسئلہ تو اہل علم کا ہے اس میں سلفی مکتب فکر نے بہت ٹھوکریں کھائی ہیں۔ یا اسفی علی جھل ، اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون .

امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد اور ان کا تعارف

امام ابوحنیفہؒ درس وتدریس کا دائرہ اس قدر وسیع تھا کہ خلیفۂ وقت کے حدودِ سلطنت بھی اس سے زیادہ وسیع نہ تھے۔ حافظ ابو المحاسن شافعیؒ نے (۹۱۸) شخصوں کے نام بقید حسب ونسب لکھے ہیں جو امام ابوحنیفہؒ کے حلقۂ درس سے مستفید ہوئے ہیں ان میں چالیس حضرات ایسے بھی ہیں جو دیگر ائمہ فقہ کو میسر نہ آئے ان لوگوں کی عظمت وشان سے فقہ حنفی کی خوبی اور عمدگی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے اور امام ابوحنیفہؒ کی جلالت علمی وفہمی کا اندازہ بھی۔ خطیب بغدادیؒ نے امام وکیع بن الجراحؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک موقع پر امام وکیعؒ کے پاس چند اہل علم جمع تھے کہ کسی نے کہا کہ اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ نے غلطی کی۔ وکیعؒ بولے ابوحنیفہؒ کیونکر غلطی کر سکتے ہیں جب کہ ابو یوسفؒ، زفرؒ، یحیٰ بن زائدہؒ، حفص بن غیاثؒ، حبانؒ، قاسم بن معنؒ، داؤد الطائیؒ وفضیل بن عیاضؒ جیسے علم وفضل کے مینارے، زہد

(۱) جن میں گیارہ ثلاثیات مکی بن ابراہیم سے اور چھ امام عاصم النبیل سے اور تین محمد بن عبداللہ انصاری سے مروی ہیں اور یہ تینوں امام ابوحنیفہؒ کے تلامذہ میں سے ہیں تو گویا بخاری کی بیس ثلاثیات کے راوی حنفی ہوئے۔

Marfat.com

تقویٰ کے ستارے جس شخص کے ساتھ ہوں وہ کیا غلطی کر سکتا ہے اور اگر کرتا بھی تو یہ علم وعمل کے سلاطین اس کو کب غلطی پر قائم رہنے دیتے؟

امام شافعیؒ فرمایا کرتے تھے جو شخص علم فقہ میں کمال حاصل کرنا چاہے اس کو امام ابو حنیفہؒ کی فقہ کی طرف رخ کرنا چاہئے۔ اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے اگر امام محمد بن حسن شیبانیؒ (شاگرد امام ابو حنیفہؒ) مجھ کو نہ ملتے تو شافعیؒ، شافعیؒ نہ ہوتا اور کچھ نہ ہوتا۔

بہر حال امام ابو حنیفہؒ کے چند مشہور شاگردوں کا تذکرہ ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) امام یحیٰ بن سعید القطانؒ ولادت سنہ ۱۲۰ھ وفات ۱۹۸ھ

علامہ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ فن اسماء الرجال (سند حدیث کا علم) سب سے پہلے جنہوں نے رائج کیا وہ یہی یحیٰ بن سعید القطانؒ تھے۔ اس کے بعد ان کے شاگردوں میں امام یحیٰ بن معینؒ، علی بن المدینیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، علی بن الفلاسؒ، ابو خیثمہؒ نے اس فن میں گفتگو کی، پھر ان کے بعد ان کے شاگردوں، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ وغیرہ نے کلام کیا۔ بہر حال علم حدیث کا ایسا عظیم امام، امام ابو حنیفہؒ کو میسر آیا۔ امام احمد بن حنبلؒ فرمایا کرتے تھے میں نے اپنی آنکھوں سے یحیٰ بن سعید القطانؒ جیسا امام کسی کو نہیں دیکھا۔ ایسا بے مثال امام، امام ابو حنیفہؒ کی مجلس میں اکثر شریک ہوا کرتا تھا اور اپنی اس شاگردگی پر فخر کرتا تھا۔

اس وقت تک تقلید خاص کا رواج نہ تھا تاہم امام یحیٰ بن سعید القطانؒ امام ابو حنیفہؒ کی تحقیق ہی پر تقلید کرتے تھے ان کا قول ہے "قد اخذنا باکثر اقوالہ" یعنی ہم نے ابو حنیفہؒ کے اکثر اقوال اخذ کئے ہیں۔ علامہ ذہبیؒ نے کتاب تذکرۃ الحفاظ میں جہاں امام وکیع بن الجراحؒ کا ذکر کیا ہے، لکھا ہے کہ "کان یفتی بقول ابی حنیفہؒ و کان یحیٰ بن سعید القطان یفتی بقولہ ایضاً"۔

ترجمہ: امام وکیعؒ حضرت ابو حنیفہؒ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور امام یحیٰ بن سعید القطانؒ بھی انہی کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔

(تہذیب التہذیب حافظ ابن حجرؒ، ج:۶، ص ۸۲)

Marfat.com

(۲) محدث عبداللہ بن المبارکؒ المتوفی ۱۸۱ھ

یہ بھی امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں میں ہیں امام نوویؒ نے کتاب تہذیب الاسماء میں ان کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

''وہ امام جن کی امامت وجلالت پر اہل علم کا اتفاق ہے اور جن کے ذکر سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے اور جن کی محبت سے مغفرت کی امید کی جاسکتی ہے''۔

عام طور پر انہیں امیر المؤمنین فی الحدیث کے لقب سے پکارا جاتا تھا ایک مرتبہ ان کے شاگردوں میں سے کسی نے حافظ عبداللہ بن المبارکؒ کو یا عالم الشرق کہہ کر خطاب کیا ،امام سفیان الثوریؒ جو مشہور محدث ہیں اس موقع پر موجود تھے، بولے کیا غضب ہے وہ تو عالم الشرق والغرب ہیں۔

ایسے ہی امام احمد بن حنبلؒ کا قول ہے کہ وہ امام عبداللہ بن المبارکؒ کو اسی عنوان سے خطاب کیا کرتے تھے۔

خود امام عبداللہ بن المبارکؒ کا قول ہے فرماتے تھے کہ میں نے چار ہزار محدثین سے احادیث حاصل کی ہیں ان میں ایک ہزار وہ شیوخ ہیں جن سے امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے روایت کی ہے۔

یہی بات امام عبداللہ بن المبارکؒ فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ ابوحنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ کے ذریعے میری دستگیری نہ فرماتے تو میں ایک عام انسان سے بڑھ کر کچھ نہ ہوتا۔ ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے ۱۸۱ھ میں وفات پائی۔ رحمة الله ورضوانه عليه

(۳) امام یحیٰ بن زکریا المتوفی ۱۸۲ھ

مشہور محدث ہیں علامہ ذہبیؒ نے کتاب تذکرۃ الحفاظ میں صرف ان محدثین کا تذکرہ کیا ہے جو حافظ الحدیث کہلاتے تھے چنانچہ یحیٰ بن زکریاؒ کو انہی لوگوں میں شمار کیا ہے بلکہ اس طبقہ میں سب سے پہلے ان ہی کا نام درج کیا ہے یہ بھی امام ابوحنیفہؒ کے خصوصی شاگرد ہیں۔

امام علی بن المدینیؒ جو امام بخاریؒ کے مشہور استاذ ہیں کہا کرتے تھے کہ یحیٰ بن

Marfat.com

زکریاؒ کے انتقال پر علم کا خاتمہ ہوگیا۔ صحاح ستہ میں ان کی روایت سے بہت سی احادیث ہیں وہ محدث وفقیہہ دونوں حیثیت سے ممتاز تھے اوران دونوں علوم میں بڑا کمال رکھتے تھے۔

یہ امام ابوحنیفہؒ کے خصوصی شاگردوں میں شمار ہوتے تھے ایک مدت تک امام صاحب کی خدمت میں رہے۔ علامہ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں ان کو صاحب ابی حنیفہؒ (ابوحنیفہ کے خصوصی شاگرد) کا لقب دیا ہے۔

(میزان الاعتدال، ج:۴، ص:۳۴۸، الجواہر المضیہ، ج:۳، ص:۵۸۵-۵۸۶)

شہر مدائن میں قاضی القضاۃ (چیف جج) کے منصب پر فائز تھے۔ وہیں ۱۸۲ھ بعمر (۶۳) سال وفات پائی۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم

(٤) امام وکیع بن الجراحؒ المتوفی ۱۹۷ھ

علم حدیث کے ارکان میں شمار کیے جاتے ہیں امام احمد بن حنبلؒ کو ان کی شاگردی پر فخر تھا، چنانچہ جب وہ ان کی روایت سے کوئی حدیث بیان کرتے تو ان لفظوں سے شروع کرتے۔ یہ حدیث مجھ سے اس شخص نے روایت کی ہے کہ تیری آنکھوں نے اس جیسا کسی کو بھی نہ دیکھا ہوگا۔ (تہذیب الاسماء علامہ نوویؒ ۲/۱۴۵)

یہی تاثر امام یحیٰ بن معینؒ کا تھا اکثر ائمہ حدیث نے ان کی شان میں اس قسم کے کلمات لکھے ہیں۔ بخاری ومسلم میں اکثر ان کی روایات سے حدیث مذکور ہیں۔

یہ امام ابوحنیفہؒ کے خاص شاگرد تھے امام ابوحنیفہؒ سے بہت سی حدیثیں سنی تھیں۔ اکثر مسائل میں امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کیا کرتے تھے اوران ہی کے قول کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔

(عقود الجمان ۱۵۳، تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۲۲۳- ۲۲۴، تاریخ بغداد ۱۳/۴۷۵)

(٥) امام یزید بن ہارونؒ المتوفی ۲۰۶ھ

فن حدیث کے مشہور امام ہیں بڑے بڑے ائمہ حدیث ان کے شاگرد ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ، علی بن المدینیؒ، یحیٰ بن معینؒ، ابن ابی شیبہؒ نے ان کے سامنے زانوئے شاگردی تہہ کی ہے۔ علامہ نوویؒ نے لکھا ہے کہ ان کے شاگردوں کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔ یحیٰ بن ابی طالب

Marfat.com

کا بیان ہے کہ ایک بار میں ان کے حلقۂ درس میں شریک تھا لوگ حاضرین کی تعداد کا اندازہ کم وبیش ستر (۷۰) ہزار کے قریب شمار کر رہے تھے۔ کثرتِ حدیث میں لوگ ان کی مثال دیا کرتے تھے خود فرماتے ہیں کہ مجھ کو بیس ہزار سے زائد احادیث یاد ہیں۔ علی بن المدینیؒ (استاد امام بخاریؒ) کہا کرتے تھے کہ میں نے ان سے زیادہ کسی کو حافظِ حدیث نہیں دیکھا۔

یزید بن ہارونؒ خود کہا کرتے تھے میں نے امام ابوحنیفہؒ سے بہت ساری احادیث سنی ہیں یہ ایک مدت تک امام ابوحنیفہؒ کی صحبت میں رہے ہیں۔

علامہ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں جہاں ان لوگوں کے نام لکھے ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہؒ سے حدیثیں روایت کی ہیں ان میں امام یزید بن ہارونؒ کا نام بھی لکھا ہے۔ امام یزید بن ہارونؒ کا قول ہے کہ میں نے بہت سارے محدثین سے ملاقات کی لیکن امام ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر کسی کو نہ پایا۔

یہ ۱۱۷ھ میں پیدا ہوئے ۲۰۶ھ میں وفات پائی۔ صلواۃ اللہ علیہ و برکاتہ

(٦) امام حفص بن غیاث المتوفی ۱۹۶ھ

بہت بڑے محدث تھے خطیب بغدادیؒ نے ان کو کثیر الحدیث لکھا ہے۔ علامہ ذہبیؒ نے ان کو حافظِ حدیث شمار کیا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے ان سے احادیث نقل کی ہیں۔ ان کی یہ خصوصیت تھی کہ احادیثِ رسول ﷺ زبانی بیان کرتے اور آگے کوئی کتاب یا کاغذ نہیں رکھا کرتے ایسی احادیث تین تا چار ہزار انہیں ازبر تھیں۔ یہ امام ابو حنیفہؒ کے محبوب شاگردوں میں تھے۔ نہایت مقرب و بااخلاص، امام ابوحنیفہؒ کو ان سے بہت انس و تعلق تھا فرمایا کرتے تھے کہ حفص میرے دل کا سکون ہے۔

امام حفص ۱۱۷ھ میں پیدا ہوئے ۱۹۶ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

(میزان الاعتدال، ج:۱ص:۵۵۷-۵۵۸ مکتبہ دار الفکر)

(۷) امام ابو عاصم النبیل المتوفی ۲۱۲ھ

ان کا نام ضحاک بن مخلدؒ ہے۔ مشہور محدث ہیں، کتاب صحیح البخاری و صحیح مسلم میں ان

Marfat.com

کی روایت سے کئی احادیث موجود ہیں۔علامہ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ ان کی توثیق پر سارے اہل علم کا اتفاق ہے۔نہایت بلند پایہ محدث اور نہایت پارسا و متقی انسان تھے۔

امام بخاریؒ نے روایت بیان کی ہے کہ خود امام ابو عاصمؒ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب سے میں یہ سنا ہے کہ غیبت حرام ہے پھر میں نے آج تک کسی کی غیبت نہیں کی۔

یہ امام ابو حنیفہؒ کے خصوصی شاگردوں میں ہیں خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ کسی نے ان سے پوچھا امام سفیان ثوریؒ زیادہ فقیہہ ہیں یا ابو حنیفہؒ؟ فرمایا: موازنہ تو ان چیزوں میں ہوتا ہے جو ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہوں۔امام ابو حنیفہؒ نے تو فقہ کی بنیاد ڈالی۔سفیان ثوریؒ تو صرف فقیہہ ہیں۔

امام ابو عاصم النبیلؒ نے ۲۱۲ھ نوے (۹۰) سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۸) امام عبد الرزاق بن ہمامؒ ۲۱۱ھ

علامہ ذہبیؒ نے ان کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے احد الاعلام الثقات (بڑے نامور محدث) کتاب صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ ان کی روایات سے مالا مال ہیں۔

امام احمد بن حنبل سے کسی نے پوچھا حدیث کی روایت میں آپ نے امام عبد الرزاق سے بڑھ کر کسی کو دیکھا ہے۔جواب دیا نہیں۔بڑے بڑے ائمہ حدیث امام سفیان بن عیینہؒ، یحیٰی بن معینؒ، علی بن المدینیؒ، امام احمد بن حنبلؒ علمِ حدیث میں ان کے شاگرد تھے طالبانِ حدیث بہت دور دور سے قطع منازل کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے حتیٰ کہ اس دور میں بعض حضرات کا قول تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی شخص کے پاس اس قدر دور دراز سے مسافتیں طے کر کے لوگ نہیں آئے۔حدیث میں امام عبد الرزاقؒ کی ایک کتاب موجود ہے جو جامع عبد الرزاق کے نام سے معروف ہے۔امام بخاریؒ نے اعتراف کیا ہے کہ میں نے اس کتاب سے استفادہ کیا ہے ایک دفعہ ملاقات کے لئے بھی یمن کا سفر کیا، اثنائے راہ کسی نے اطلاع دی کی امام عبد الرزاقؒ کا انتقال ہو گیا ہے واپس ہو گئے۔

بعد میں معلوم ہوا کہ خبر غلط تھی پھر جانے کا موقع نہ ملا البتہ امام عبد الرزاقؒ کی سند سے

Marfat.com

احادیث بیان کرتے تھے۔

امام عبدالرزاقؒ نے بھی علم حدیث میں امام ابوحنیفہؒ سے روایات نقل کی ہیں اور ان کی خدمت میں بارہا حاضری دی ہے۔ان کا قول تھا کہ میں نے علم وحکمت میں امام ابوحنیفہؒ سے بڑا کسی کو نہ پایا۔

امام عبدالرزاقؒ کی پیدائش ۱۲۶ھ اور وفات ۲۱۱ھ میں ہوئی۔

(میزان الاعتدال، ج:۲،ص:۴۷۰-۴۷۴ مکتبہ دارالفکر)

(۹) امام داؤد الطائی المتوفی ۱۶۰ھ

داؤد الطائیؒ جہاں امت کے بڑے متقی و پارسا مشہور ہیں وہاں علم فقہ واجتہاد میں بھی بڑی شہرت رکھتے ہیں۔محدثین کے یہاں یہ بلا اختلاف ونزاع ثقہ اور مستند ہے۔

محارب بن دثارؒ المتوفی ۱۱۶ھ جو مشہور محدث ہیں کہا کرتے تھے کہ داؤد اگر پچھلے زمانے میں ہوتے تو اللہ تعالیٰ قرآن میں ان کا قصہ بیان کرتا۔(جیسا کہ قرآن حکیم کا مزاج ہے)

ابتداء میں علم فقہ وحدیث کو حاصل کیا پھر علم کلام میں کمال پیدا کیا اور بحث ومناظرہ میں مشغول ہو گئے ایک دن کسی شخص سے گفتگو کرتے کرتے اس پر ایک کنکری پھینک ماری اس کو یہ ناگوار گزرا کہنے لگا داؤد تمہاری زبان اور ہاتھ دونوں دراز ہو چلے۔

ان پر عجیب تاثر پیدا ہوا بحث ومناظرہ آخر دم تک ترک کر دیا پھر علم حدیث وفقہ میں مشغول ہو گئے۔امام محمد بن حسن شیبانیؒ فرمایا کرتے تھے کہ مشکل مسائل میں اکثر داؤد الطائی سے مدد لیا کرتا تھا۔

یہ امام ابوحنیفہؒ کے خصوصی شاگردوں میں تھے اور تدوین فقہ میں ان کے شریک ومعاون رہے۔ ۱۶۰ھ میں وفات پائی۔اسکنه الله الفردوس (تاریخ ابن خلکان ۲۵۹/۱)

(۱۰) قاضی ابویوسف المتوفی ۱۸۲ھ

قاضی ابویوسفؒ کا اسم گرامی یعقوب تھا ان کا سلسلۂ نسب انصار مدینہ سے ملتا ہے یہ ۱۱۳ھ یا ۱۱۷ھ میں بمقام کوفہ پیدا ہوئے۔ابتداء میں محنت مزدوری کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

فرصت کے اوقات میں امام ابوحنیفہؒ کی مجلس میں بیٹھا کرتے۔ ایک دن باپ نے ان کو امام صاحب کی مجلس سے اٹھالیا اور اپنے کام میں شریک کرلیا۔ دو چار دن کے بعد امام ابوحنیفہؒ نے ابویوسفؒ کے بارے میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ معاشی تنگی کی وجہ سے باپ نے انہیں کام میں لگا دیا ہے۔ امام صاحبؒ نے ابویوسفؒ کو طلب کیا اور ۱۰۰ درہم کی تھیلی دے کر فرمایا کہ یہ اپنے گھر خرچ کے لئے دے دو اور مجلس میں آیا کرو اسی طرح ماہانہ امام ابوحنیفہؒ تعاون کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا ذہن وحافظہ دیا تھا کہ مختصر عرصہ میں علوم پر بصیرت حاصل کرلی۔ حافظ ابن عبدالبرؒ جو ایک بڑے محدث ہیں فرماتے ہیں کہ ابویوسفؒ محدثین کے پاس حاضر ہوتے اور ایک جلسہ میں پچاس ساٹھ احادیث سن کر یاد کرلیتے تھے۔ علم تفسیر، مغازی اور علم فقہ کے عظیم رکن تھے۔ علم حدیث میں ان کا یہ پایہ تھا کہ حفاظ حدیث میں شمار کیے جانے لگے۔ یحییٰ بن معینؒ کہا کرتے تھے کہ اہل کوفہ میں کوئی شخص کثیر الحدیث نہ تھا۔ امام احمد بن حنبلؒ فرمایا کرتے تھے کہ "کان مستنداً فی الحدیث"۔ علم حدیث میں مستند تھے۔ امام مزنیؒ جو امام شافعیؒ کے مشہور شاگرد ہیں کہا کرتے تھے کہ "ابویوسف اتبع القوم للحدیث" ابویوسفؒ قوم میں سب سے زیادہ قابل اعتماد ہیں۔

خطیب بغدادیؒ نے اپنی تاریخ میں امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ابتداءً جب علم حدیث کا شوق ہوا تو میں ابویوسفؒ کی مجلس میں حاضر ہوا۔

امام یحییٰ بن معین، امام احمد بن حنبلؒ، اور بہت سارے محدثین نے امام ابویوسفؒ سے احادیث نقل کی ہیں یہ تمام اقوال علامہ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں نقل کیے ہیں۔

اور یہ بات تو مسلم ہے کہ فقہ حنفی کی تدوین وتالیف میں امام ابویوسفؒ شریک ہیں۔

امام ابویوسفؒ نے ۵ ربیع الاول ۱۰۵ھ میں وفات پائی۔ ادخله الله فی جوار رحمته

(۱۱) امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ المتوفی ۱۸۹ھ

(صاحب ابی حنیفہؒ)

ان کا اصلی وطن شہر دمشق (ملک شام) تھا یہ ۱۳۵ھ میں قریب کے قریہ واسطہ میں

Marfat.com

پیدا ہوئے پھر ان کا کوفہ جانا ہوا، وہاں بڑے بڑے محدثین وفقہاء کی صحبت اٹھائی۔ امام مسعر بن کدامؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام مالک بن دینارؒ، امام اوزاعیؒ، سے حدیثیں روایت کی۔ کم وبیش دو سال تک امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں رہے یہ فقہ حنفی کے دوسرے بازوشمار کئے جاتے ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کی وفات کے بعد قاضی ابویوسفؒ سے تکمیل علم کیا پھر مدینہ منورہ جا کر امام مالکؒ سے حدیث پڑھی۔ صرف بیس سال کی عمر میں مسند درس پر بیٹھے۔ امام محمد بن الحسنؒ کی درسگاہ سے اگرچہ بہت سے علماء نے تکمیل علم کی۔ لیکن ان سب میں امام شافعیؒ کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے کہ امام شافعیؒ نے علم کا بھرپور حصہ پایا۔ ہمارے زمانے کے کم علم اور کوتاہ نظروں کو اس پر تعجب ہے لیکن یہ غلطی گزشتہ زمانے میں بھی علامہ ابن تیمیہؒ سے سرزد ہوئی لیکن آج پھر دہرایا جارہا ہے۔ حق کو دبایا تو جاسکتا ہے مٹایا نہیں جاسکتا۔ تاریخ ورجال کی کتابیں اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے کافی ہیں، مطالعہ کیا جائے۔

علم حدیث میں امام محمد بن الحسنؒ کی مشہور کتاب ''موطا امام محمدؒ'' آج بھی موجود ہے اس کے علاوہ کتاب الحج بھی جس میں اکثر حدیثیں روایت کی ہیں۔

امام محمدؒ کی تصنیفات تعداد میں بہت ہیں فقہ حنفی کا مدار انہیں کتابوں پر ہے، ان کی یہ چھ کتابیں مشہور ومعروف ہیں جو موجودہ فتاویٰ حنفیہ کا ماٰخذ ہیں۔

مبسوط، جامع صغیر، جامع کبیر، زیادات، کتاب الحج، سیر صغیر وسیر کبیر۔

(۱۲) امام زفرؒ المتوفی ۱۵۸ھ

امام زفرؒ عربی النسل تھے، ابتدائی عمر میں علم حدیث سے شغل تھا اسی وجہ سے علامہ نوویؒ نے ان کو صاحب الحدیث میں شمار کیا ہے پھر علم فقہ کی جانب توجہ کی اور اخیر عمر تک یہی مشغلہ رہا۔ (تہذیب الاسماء ۱/۱۹۷)

امام یحیٰ بن معینؒ جو اسماء الرجال کے مسلّم امام تسلیم کئے جاتے ہیں ان کا قول ہے۔

''زفر صاحب الرأی ثقة مأمون''

Marfat.com

ترجمہ: زفر صاحب اجتہاد، ثقہ، محفوظ العلم آدمی تھے۔

(تہذیب اللغات: نوویؒ ۱/۱۹۷)

بعض لوگوں نے ان کی تضعیف کی لیکن مبہم قابل اعتماد نہیں، ان کو اجتہادی مسائل میں درجہ کمال حاصل تھا۔ امام ابوحنیفہؒ کی مجلس فقہ کے ارکان میں شامل تھے۔ قضاء کا عہدہ بھی ملا تھا ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے ۱۵۸ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۳) قاسم بن معنؒ المتوفی ۱۷۵ھ

بہت بڑے محدث تھے ان کی شان و عظمت کے لئے یہ کافی ہے کہ کتب صحاح ستہ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) کے مصنفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں ان کو علم حدیث وفقہ دونوں میں کمال حاصل تھا۔ امام ابوحنیفہؒ سے نہایت محبت واخلاص کا معاملہ تھا۔ امام صاحب کی مجلس علمی کے یہ بھی رکن تھے۔

۱۷۵ھ میں انتقال فرمایا۔ رحمة الله وبركاته عليه۔

(۱۴) امام اسد بن عمرو

یہ پہلے شخص ہیں جن کو امام ابوحنیفہؒ کی مجلس میں تحریر کا کام سپرد کیا گیا تھا بہت بڑے رتبہ کے شخص ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ نے ان سے بھی احادیث نقل کی ہیں۔ اور امام یحیٰ بن معینؒ نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ ہلال رازیؒ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہارون رشید مکہ مکرمہ گیا تھا طواف سے فارغ ہو کر خانہ کعبہ میں داخل ہوا اور ایک جگہ بیٹھ گیا تمام اہل دربار اور ہاشمی سردار کھڑے تھے مگر ایک شخص خلیفہ ہارون کے برابر بیٹھا رہا۔ مجھ کو تعجب ہوا لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ اسد بن عمروؒ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں۔

(الجواہر المضیہ ۱/۳۷۸ مکتبہ مؤسسۃ الرسالۃ)

(۱۵) محدث علی بن مسہرؒ المتوفی ۱۸۹ھ

علی بن مسہرؒ نے علم حدیث امام اعمشؒ اور امام ہشام بن عروہؒ سے حاصل کیا تھا۔ یہ

Marfat.com

بھی اتنے بڑے محدث تھے کہ امام بخاریؒ وامام مسلمؒ نے ان سے احادیث نقل کیں ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ ان کے فضل وکمال کا اعتراف کرتے تھے۔ امام سفیان ثوریؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی تصنیفات پر جو اطلاع حاصل کی، علی بن مسہرؒ ہی کے ذریعہ حاصل کی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے خصوصی شاگردوں میں تھے۔ شہر موصل کے قاضی تھے۔ ۱۸۹ھ میں انتقال کیا۔ علیہ الرحمۃ۔ (الجواہر المضیہ ۲/۶۱۳-۶۱۴ مکتبہ مؤسسۃ الرسالۃ)

(۱۶) محدث عافیہ بن یزید

یہ وہی عالم ہیں جن کی نسبت امام ابوحنیفہؒ مجلسِ تصنیف میں فرمایا کرتے تھے کہ جب تک عافیہ بن یزیدؒ نہ آچکیں کسی مسئلہ کو قلم بند نہ کرو۔ علامہ ذہبیؒ نے ان کی نسبت لکھا ہے کہ ’’کان من خیار القضاۃ‘‘ نیک نام قاضیوں میں شمار تھا۔

(۱۷) محدث حبانؒ المتوفی ۱۷۲ھ

کثیر الروایۃ تھے۔ امام ابن ماجہؒ نے ان کی متعدد روایات اپنی کتاب سنن ابن ماجہ میں نقل کیں ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ سے خصوصی تعلق رکھتے تھے۔ امام صاحب بھی ان کی قوتِ حفظ کے مداح تھے ۱۷۲ھ میں انتقال کیا۔

(۱۸) محدث مندلؒ المتوفی ۱۶۸ھ

یہ امام حبانؒ کے بھائی تھے۔ علم حدیث میں امام ابوحنیفہؒ، امام اعمشؒ، ہشام بن عروہؒ، عاصم بن الاحولؒ، سے روایات نقل کیں ہیں۔ نہایت متقی متورع انسان تھے۔ امام ابوحنیفہؒ سے انہیں خصوصی تعلق تھا۔ ۱۶۸ھ میں انتقال کیا۔ (میزان الاعتدال ۱۶۵/۴ مکتبہ دار الفکر)

امام ابوحنیفہؒ اور منصب حدیث

امام ابوحنیفہؒ کو علم حدیث میں کیا مرتبہ حاصل تھا اور ان کا محدث، حافظ الحدیث ہونا گزشتہ اوراق میں آپ نے پڑھ لیا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ جس شخص نے بیس سال کی عمر سے علم حدیث پر توجہ دی ہو اور ایک مدت تک اسی کام میں مشغول رہا ہو اور جس نے کوفہ

Marfat.com

(بلد العلم) کے مشہور شیوخ حدیث سے سند فضیلت لی ہو اور جو مکۃ المکرّمہ کے حرم محترم کی درسگاہوں میں تحصیل حدیث کرتا رہا ہو اور جس کو بلد الرسول مدینہ منورہ کے شیوخ نے عزت دی ہو اور جس کے اساتذۂ حدیث میں عطاء بن ابی رباحؒ، نافع بن عمرؒ، عمر بن دینارؒ، محارب بن دثارؒ، امام اعمش کوفیؒ، امام باقرؒ، علقمہ بن مرشدؒ، مکحول شامیؒ، اوزاعیؒ، محمد بن مسلم زہریؒ، ابو اسحاق السبیعیؒ، عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرجؒ، ہشام بن عروہؒ، سلیمان بن یسارؒ وغیرہم ہوں۔ یہ سب حضرات علم حدیث کے ارکان ہیں اور جن کی روایات سے امام بخاریؒ وامام مسلمؒ مالا مال ہیں ایسا شخص کس رتبہ کا حامل ہوگا؟ علاوہ ازیں امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں کو بھی دیکھا جائے امام یحیٰ بن سعید القطانؒ جو علم حدیث، جرح وتعدیل کے امام ہیں۔ امام عبدالرزاقؒ بن ہمام جن کی ''جامع کبیر'' سے امام بخاریؒ نے استفادہ کیا ہو۔ یزید بن ہارونؒ جو امام احمد بن حنبلؒ کے استاذ ہیں، امام وکیع بن الجراحؒ جن کی نسبت امام احمد بن حنبلؒ فرمایا کرتے تھے کہ علم حدیث میں میں نے ان کا ہمسر نہیں دیکھا۔ امام عبداللہ بن مبارکؒ جو علم حدیث میں امیر المؤمنین فی الحدیث تسلیم کئے جاتے ہیں۔ یحیٰ بن زکریاؒ جن کو امام علی بن المدینیؒ (امام بخاریؒ کے استاذ) ''رأس العلم'' کہا کرتے تھے۔ یہ سب حضرات علم حدیث کے آفتاب ومہتاب امام ابوحنیفہؒ کے نہ صرف شاگرد تھے بلکہ برسوں انہوں نے ان کے دامن فیض میں تعلیم پائی تھی اور اس تعلق پر ان حضرات کو فخر وناز بھی تھا یہ سب امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں، امام عبداللہ بن المبارکؒ کہا کرتے تھے اگر اللہ امام ابوحنیفہؒ اور سفیان الثوریؒ سے میری مدد نہ کرتا تو میں ایک عام آدمی ہوتا۔

(تہذیب التہذیب ۶۳۰/۵ مکتبہ داراحیاء التراث العربی)

امام وکیع بن الجراحؒ اور یحیٰ بن ابی زائدہؒ، امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں اتنی مدت تک رہے کہ عام طور پر ان دونوں کو صاحب ابی حنیفہؒ کہا جانے لگا۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسے عظیم المرتبت حضرات جو حدیث ودرایت کے پیشوا اور مقتدا ہوں کیا کسی معمولی شخص کے زانوئے تلمذ تہہ کر سکتے ہیں؟ ''فاعتبروا یا اولی الالباب'' امام ابوحنیفہؒ کا مجتہد مطلق ہونا ایک ایسا مسلّمہ مسئلہ ہے جس کا گزشتہ بارہ سو (۱۲۰۰) سال کی اس طویل مدت میں کسی نے انکار

Marfat.com

نہیں کیا۔

علامہ ذہبیؒ جو زمانہ مابعد کے تمام محدثین کے پیشوا اور امام ہیں حفاظ حدیث کے حالات میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔ دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ یہ ان لوگوں کا تذکرہ ہے جو علم نبوی کے حامل ہیں اور جن کے اجتہاد پر اعتماد کیا جاتا ہے اسی کتاب میں امام ابو حنیفہؒ کے خصوصی شاگرد امام ابو یوسفؒ کو بھی حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ ۱/۷ مکتبہ دار الکتب العلمیۃ)

یہ تمام باتیں اس بات کی شہادت ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کو علم حدیث میں وہ مقام و مرتبہ حاصل تھا جس کے حامل امت میں چند ایک نفوس ہی ہیں جن پر حدیث و فقہ کی بلندیاں ختم ہو گئیں۔ محدثین کی تعداد اگرچہ بے شمار ضرور ہے لیکن ایسے محدثین جو اصول فقہ کے موجد و معلم ہوں، چند ایک ہی پیدا ہوئے ہیں۔

امام بخاریؒ جو حدیث میں امامت کا درجہ رکھتے ہیں، فقہ اسلامی میں ان کی خدمات ویسی نہیں جیسا ائمہ اربعہ میں پائی جاتی ہیں۔ اس کے باوجود کسی نے امام بخاریؒ یا دیگر محدثین کرام پر فقہ اسلامی میں قلتِ علم کا الزام نہیں لگایا۔ کیونکہ ان کا یہ میدان ہی نہ تھا۔ تو پھر امام ابو حنیفہؒ پر ایسا غیر معقول الزام کیوں؟

علم حدیث اور علم فقہ دو مستقل علم ہیں اور دونوں کے میدان بھی علیحدہ علیحدہ ہیں حقیقت یہ ہے کہ دورِ اول میں جو لوگ علم حدیث کے درس و تدریس میں مشغول تھے ان میں دو طبقات ہو گئے۔

پہلا طبقہ

وہ جن کا کام صرف حدیثوں اور روایات کو جمع کرنا تھا یہ حضرات حدیث کو برائے حدیث نقل کرتے تھے ان کو معنی و مطلب حتی کہ ناسخ و منسوخ سے بھی کچھ سروکار نہ تھا۔

دوسرا طبقہ

وہ جن کا کام احادیث سے احکام کا اخراج، مسائل کا استنباط وغیرہ سے بحث کرنا

Marfat.com

ہوتا تھا۔ اگر احکام میں کوئی واضح صراحت نہ ملتی تو قیاس سے کام لینا اور مفہوم حدیث کو ظاہر کرنا اور مسئلہ کی حیثیت کو واضح کرنا اگر چہ یہ دونوں طبقات حدیث ہی سے وابستہ ہیں اور حدیث ہی کی خدمت میں مشغول ہیں تاہم وصفِ غالب کے لحاظ سے دونوں کا میدان ایک جیسا نہیں۔ پہلے طبقے کو اہل روایت و اہل حدیث کہا گیا اور دوسرے طبقے کو مجتہدین اور اہل فقہ کے نام سے پکارا گیا۔ تاکہ دونوں کی خدمات ممتاز ہو جائیں۔

امام مالکؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام اوزاعیؒ، اسی لئے اہل فقہ کہلائے کہ وہ محدث ہونے کے ساتھ مجتہد مستقل اور بانی مسلک بھی تھے ایسے ہی امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ وغیرہم کا حال ہے۔ علمِ حدیث کے لئے علم فقہ کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن علم فقہ کے لئے علم حدیث کی ضرورت اور اس میں مہارت بھی ضروری ہے اس لحاظ سے فقیہہ علم فقہ کے علاوہ علم حدیث کے ماہر اور کامل کو کہا جاتا ہے۔ امتِ مسلمہ میں جس کثرت سے محدثین پیدا ہوئے ہیں ایسے ہی ائمہ وفقہاء کی کثرت رہی ہے۔ اللھم متعنا بعلومھم وفیوضھم ونور قبورھم۔

فقہ اسلامی کی تدوین

جیسا کہ لکھا گیا امام ابو حنیفہؒ کی زندگی کا نصب العین قانونِ شریعت کو مدون کرنا تھا جس کے لئے احادیث کا وجود ضروری تھا امام ابو حنیفہؒ نے احادیث نبویہ کے حصول کے لئے جن جن ائمہ حدیث سے استفادہ کیا ان کی تفصیل گزشتہ اوراق میں درج کر دی گئی ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے جو اصول وضوابط مدون کئے وہ قانونِ اسلامی کا ابدی کارنامہ ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔

" پہلے میں کتاب اللہ اور سنتِ نبویہ کو اختیار کرتا ہوں جب کوئی مسئلہ کتاب اللہ اور سنتِ نبویہ میں نہ ملے تو صحابہ کرامؓ کے اقوال واعمال کو اختیار کرتا ہوں اس کے بعد دوسروں کے فتاویٰ کے ساتھ اپنے اجتہاد وقیاس پر توجہ دیتا ہوں، جب مسئلہ قیاس واجتہاد پر آجاتا ہے

Marfat.com

تو پھر اپنے اجتہاد کو ترجیح دیتا ہوں۔ (موفق، ج:۱، ص:۲۲)

امام ابوحنیفہؒ کا یہ زریں اصول آج تک وہی وزن رکھتا ہے جو ابتداء میں رکھتا تھا اس میں کسی بھی امام مجتہد کو اختلاف نہیں، تدوین فقہ میں بقیہ تینوں ائمہ کا یہی اصول رہا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کا یہ اصول ان کا اپنا خانہ زاد نہ تھا بلکہ اس مشہور حدیث کی پیروی تھی جس میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو وصیت کی تھی۔

حضرت معاذؓ کو آپ نے یمن کا حاکم بنا کر روانہ کرتے وقت پوچھا اے معاذؓ تم کس بنیاد پر فیصلے کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پہلے کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا اگر اس میں کوئی جواب نہ ملے تو آپ کی ہدایت وسنت کے مطابق فیصلہ کرونگا، اگر اس میں بھی نہ ملے تو اپنی عقل ورائے سے فیصلہ کرونگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس جواب پر اپنی مسرت کا اظہار فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے اپنے رسول کے قاصد کو اسی بات کی توفیق دی جس کو اس کا رسول پسند کرتا ہے۔ (ابوداؤد ۲/۱۴۹، ترمذی ۱/۲۴۷)

امام ابوحنیفہؒ نے اپنے سینکڑوں شاگردوں میں چالیس ایسے ماہر و کامل حضرات کو منتخب کیا تھا جو علوم اسلامیہ میں مسلمہ حیثیت رکھتے تھے۔ مجلسِ تدوین فقہ کے بارے میں مشہور محدث وکیع بن الجراحؒ لکھتے ہیں۔

"امام ابوحنیفہؒ کے کام میں کس طرح غلطی ہو سکتی ہے جب کہ واقعہ یہ ہے کہ ان کی مجلس میں امام ابویوسفؒ، محمد بن الحسن الشیبانیؒ، زفرؒ جیسے قیاس اور اجتہاد کے ماہر موجود ہوں اور حدیث کے بارے میں یحیٰ بن زکریاؒ، حفص بن غیاثؒ، حبانؒ، مندلؒ، عبداللہ بن المبارکؒ جیسے ائمہ حدیث ہوں، اور لغت وعربیت کے ماہر قاسم بن معنؒ جیسے حضرات شامل تھے۔ علاوہ ازیں زہد وتقویٰ میں شہرۂ آفاق داؤد الطائیؒ فضیل بن عیاضؒ جس شخص کے ہم نشین ہوں وہ کیونکر خطا کر سکتا ہے؟ اور اس کو خطا پر کس طرح چھوڑا جا سکتا ہے؟"

امام وکیع بن الجراحؒ کا یہ تبصرہ اس صورت میں پیش آیا تھا جب کہ کسی شخص نے ان کی مجلس میں یہ کہہ دیا تھا کہ فلاں مسئلہ میں ابوحنیفہؒ سے خطا ہوگئی۔ اس پر وکیعؒ برس پڑے اور مذکورہ تبصرہ کر دیا۔ (جامع المسانید ص:۳۳)

Marfat.com

بہر حال امام ابو حنیفہؒ کا یہ کام ۱۲۰ھ سے ۱۵۰ھ تک جاری رہا۔ یہ کام امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے شاگردوں کا ایک ایسا لازوال کارنامہ ہے جس کی نظیر اسلامی تو اسلامی غیر اسلامی تاریخوں میں بھی نظر نہیں آتی۔ فجزاه الله عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء۔

فقہ امام ابو حنیفہؒ کی کتابیں

فقہ حنفی کا سرمایہ

علامہ کوثریؒ نے لکھا ہے کہ کتاب الرائے، کتاب اختلاف الصحابہ، کتاب الرد علی قدریہ، العالم والمتعلم، کتاب الآثار، مسند ابی حنیفہؒ، فقہ اکبر، (کتاب الآثار جس کو امام ابو حنیفہؒ نے چالیس ہزار احادیث سے مرتب کیا) (المناقب للموفق، ج:۲، ص:۹۰، عقود الجواہر، ج:۱، ص:۲۳)

امام شافعیؒ فرمایا کرتے تھے۔

”من لم ینظر فی کتب ابی حنیفة لم یتبحر فی الفقه“

ترجمہ: جو شخص امام ابو حنیفہؒ کی کتابوں سے بے نیاز رہے گا اس کو علم میں مہارت نصیب نہ ہوگی۔

(اخبار ابی حنیفہ ۸۷/۱ مکتبہ عالم الکتب)

شیخ الاسلام یزید بن ہارونؒ فرماتے ہیں کہ اگر تم فقیہہ بننا چاہتے ہو تو امام ابو حنیفہؒ کی کتابوں کا مطالعہ کرو میں نے کسی بھی فقیہہ کو ان کی کتابوں سے بے نیاز نہیں دیکھا۔

(تاریخ بغداد، ج:۳، ص:۳۴۲ مکتبہ دار الکتب العلمیۃ)

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام ابو حنیفہؒ فقہ اسلامی کے مرتب اوّل ہیں اور دیگر ائمہ نے آپ کی ہی تحقیقات سے استفادہ کیا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے فقہی مجموعہ کا ذخیرہ آپ کے دونوں شاگرد امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ کا مرہون منت ہے وہ کتابیں جو (کتب فقہ ابی حنیفہؒ) کے نام سے مشہور ہیں ان کے نام درج کئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

کتب ظاہرالروایہ

اس میں چھ کتابیں شمار کی جاتی ہیں۔

(۱) جامع صغیر

اس کتاب میں امام محمدؒ نے امام ابو یوسفؒ کی روایت سے امام ابوحنیفہؒ کے تمام مسائل جمع کئے ہیں اس کتاب کے مسائل کی تعداد (۵۳۳) ہے جن میں (۱۷۰) مسائل میں امام محمدؒ نے اختلاف بھی کیا ہے۔اس کتاب کی چالیس شروحات لکھی گئیں۔

(الجواہر المضیہ ج:۲،ص:۴۴۹)

(۲) جامع کبیر

یہ کتاب جامع صغیر کی طرح ہے مگر اس میں مسائل زائد ہیں۔اس کتاب میں امام ابوحنیفہؒ کے اقوال کے ساتھ امام ابو یوسفؒ اور امام زفرؒ کے بھی اقوال شامل ہیں۔ ہر مسئلہ کی دلیل بھی ہے۔ بعد کے فقہاء نے اصول فقہ کے مسائل اسی کتاب سے اخذ کئے ہیں۔اس کتاب کی بھی کئی ایک شرحیں ہیں۔

تبصرہ:-

اس کتاب کی جامعیت اور وسعت و تحقیقی کیفیت دیکھ کر ایک عیسائی عالم مسلمان ہو گیا تھا۔اس کا دلچسپ تبصرہ یہ تھا۔

''جب مسلمانوں کے چھوٹے محمد (محمد بن حسن الشیبانیؒ) کا یہ حال ہے تو بڑے محمد (ﷺ) کا کیا حال ہوگا؟'' لاالہ الااللہ .

(۳) مبسوط

یہ امام محمدؒ کی پہلی کتاب ہے'' الاصل '' کے نام سے مشہور ہے۔اس کتاب میں امام محمدؒ نے سینکڑوں مسائل جمع کئے ہیں جن کا امام ابوحنیفہؒ نے جواب دیا ہے اور وہ مسائل

Marfat.com

بھی ہیں جن میں امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ نے اختلاف بھی کیا ہے۔

(٤) زیادات

اس کتاب میں وہ مسائل ہیں جو جامع کبیر، جامع صغیر میں درج ہونے سے رہ گئے تھے۔

(٥) السیر الصغیر

اس کتاب میں حکومت وسیاست اور جہاد کے مسائل درج ہیں جب امام اوزاعیؒ (ملک شام کے محدث) نے اس کتاب کو دیکھا تو اس کو پسند کیا اور طعن بھی کیا کہ عراق کے علماء کو سیاست وحکومت سے کیا تعلق؟ امام محمدؒ نے جب یہ طعن سنا تو سیر کبیر مرتب کی۔

(٦) السیر الکبیر

یہ کتاب (۱۶۰) اجزاء پر مشتمل ہے جب امام محمدؒ نے اس کتاب کو مرتب کیا تو شام کے محدث وقت امام اوزاعیؒ نے بہت پسند کیا۔ علامہ ابن القیمؒ نے فرمایا: ''امام محمدؒ کی یہ آخری کتاب ہے''۔

یہ چھ کتابیں فقہ حنفی کی بنیاد اور اس کا سرمایہ ہیں۔

چوتھی صدی ہجری کے آغاز میں ابوالفضل محمد بن احمد مروزی المعروف حاکم شہیدؒ نے ''الکافی'' کے نام سے ایک کتاب لکھی اس میں کتب ظاہر الروایات کے تمام مسائل جمع کردیئے ہیں۔

امام سرخسیؒ نے اس ''کتاب الکافی'' کی (۳۰) جلدوں میں شرح لکھی ہے جو ''المبسوط'' کے نام سے مشہور ہے جو آج بھی ہر جگہ مہیا ہے۔

کتب النوادر

کتب ظاہر الروایہ کے علاوہ امام محمدؒ کی دیگر کتب فقہ کو ''کتب النوادرات'' کہا جاتا ہے۔ جس میں لسانیات، جرجانیات، ہارونیات، امالی امام محمدؒ، نوادر ابن رستم نامی

Marfat.com

کتابیں شامل ہیں۔ان کتابوں کے مسائل موجودہ کتب فقہ اور فتاویٰ میں پائے جاتے ہیں۔

ان فقہی مسائل کے دلائل وہ احادیث ہیں جو کتب صحاح ستہ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) وغیرہ سے ڈیڑھ سو (۱۵۰) سال پہلے مسانید وآثار وسنن کے نام سے معروف تھیں۔ایسی ساری احادیث کو حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ارشد تلامذہ میں شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے ''اعلاء السنن'' نامی کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ جو آج ہر کتب خانے میں دستیاب ہے۔ **فللہ درہ**

چودھویں صدی ہجری کا یہ عظیم کارنامہ آج ان سب اسکالروں وسلفیوں کی زبان بندی کے لئے کافی ہے جو فقہ حنفی کو احادیث رسول ﷺ کے خلاف کہا کرتے ہیں جنہوں نے راویانِ حدیث پر کلام کیا ہے اور ہر وہ حدیث جو ان کی نظر وفکر اور مسلک کے خلاف ہو کچھ نہ کچھ جواب دے کر دوسروں کو خاموش کر دینے کی ناکام کوشش کی ہے خاص طور پر ان عوام کو جو حدیث تو حدیث عربی زبان سے بھی واقف نہیں ہیں خوب خوب گمراہ کیا ہے۔ **اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون۔**

یہ ان کا اپنا کردار ہے جس پر وہ مطمئن ہیں۔ **وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔**

یہ حضرات یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ کس راوی پر کلام نہیں کیا گیا جو ان کے راویوں پر کلام نہ کیا جائے گا؟ جن احادیث کو ضعیف کہا گیا انہی احادیث کے راویوں کی تائید وتوثیق کو بحال بھی کیا جاتا ہے۔

ایک محقق ایک راوی کو غیر ثقہ وضعیف کہتا ہے تو دوسرے محقق نے اس کی تائید وتوثیق کی ہے۔کتب اسماء الرجال میں اس کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں جو اہل علم پر مخفی نہیں۔ بے علم یا کم علم کو تو سمجھایا جا سکتا ہے۔ پڑھے لکھے جن کو کون سمجھائے؟ بخاری ومسلم کی بعض روایات پر کلام کیا گیا۔لیکن بعض دوسروں نے اس کو قبول کیا تو کیا ایسی روایات کو ضعیف اور جھوٹی، من گھڑت جیسا کہ موجودہ دور کے سلفیوں واسکالروں کا شعار ہے کیا کہا جائے گا؟

Marfat.com

اور کیا ان کا نقل کرنا گناہ و گمراہی سمجھا جائے گا؟ بسوفت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی

امام بخاریؒ کی کتاب بخاری شریف کے (۴۳۰) اپنے خصوصی راویوں میں سے اسی (۸۰) راوی ایسے ہیں جن پر اہل علم نے کلام کیا ہے تو کیا ان سب احادیث کو ضعیف شمار کیا جائے گا؟ اور کیا ان کا اعتبار نہ ہوگا؟

ایسے ہی کتاب مسلم شریف کے چھ سو بیس (۶۲۰) خصوصی راویوں میں سے ایک سو ساٹھ (۱۶۰) راوی ایسے ہیں جن پر اہل تحقیق نے کلام کیا ہے (دیکھئے مقدمہ فتح الباری ص:۵) تو پھر کیا ان سب کی احادیث کو ضعیف اور غیر معتبر کہا جائے گا؟ دور حاضر کے اسکالروں اور سلفیوں کا یہ بڑا المیہ ہے کہ انہوں نے احادیث ضعیفہ کی نہ حقیقت کو سمجھا اور نہ سمجھنے کی کوشش کی۔ کسی حدیث کا ضعیف ہونا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ حدیث جھوٹی، من گھڑت یا دیوانہ کلام ہے۔ جیسا کہ ان کی زبانوں کا تکیۂ کلام ہے۔ بارہ سو (۱۲۰۰) سال سے ایسی ضعیف احادیث مستند کتابوں میں نقل ہوتی آرہی ہیں اور ان پر کلام در کلام ہوتا چلا آرہا ہے پھر بھی ان کو محدثین نقل کرتے آرہے ہیں کیوں نہ پہلے ہی دن ان روایات کو کتابوں سے نکال دیا گیا ہوتا؟ خود بخاری شریف کی پہلی اور آخری حدیث ''غریب'' شمار کی گئی ہے جو احادیث ضعیفہ کی ایک قسم ہے اس کے باوجود روز اول سے آج تک بلا کسی نکیر واعتراض کے کتاب بخاری میں نقل ہوتے آرہے ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک نقل ہوتے رہیں گے۔

یہ ان کے علم و عقل کا افلاس نہیں تو اور کیا ہے کہ روایوں پر کلام کر کے کلام رسول ﷺ کو مجروح کرنا بلکہ اس کا انکار کر دینا اور اس کو جھوٹی و من گھڑت قرار دینا انکارِ حدیث کا چور دروازہ نہیں تو اور کیا ہے؟ اس حقیقت کو ہم دو چار مثالوں سے واضح کرنا چاہتے ہیں۔

راویوں پر تنقید کی حقیقت

پہلی مثال:

جابر جعفیؒ (کوفی) ایک مشہور راویٔ حدیث ہیں جن کو دعویٰ تھا کہ ہزاروں احادیث

Marfat.com

کے وہ حافظ ہیں، ان کے بارے میں ناقدین حدیث کی مختلف رائے ہیں۔

امام سفیاں الثوریؒ کا قول ہے کہ میں جابر جعفیؒ سے زیادہ محتاط کسی اور راوی کو نہیں دیکھا۔

امام شعبہؒ (جو امیر المؤمنین فی الحدیث کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں) فرمایا کرتے تھے جابر جعفیؒ ایک ایسا ویسا قسم کا راوی ہے (غیر معتبر)

امام سفیان ثوریؒ نے جب یہ سنا تو امام شعبہؒ سے فرمایا اگر تم جابر جعفیؒ کے بارے میں گفتگو کرو تو میں تمہارے بارے میں گفتگو کروں گا۔ اسی طرح امام وکیع بن الجراحؒ کا قول ہے کہ تم لوگ کسی بات میں شک کرو تو کرلو لیکن جابر جعفیؒ کے بارے میں کچھ نہ کہو وہ ثقہ (قابل اعتماد) ہیں۔

دوسری مثال:

"الاذنان من الرأس" الحدیث (ابو داؤد ۱۸/۱ باب صفة وضوء النبی)۔ یعنی وضو میں سر کے مسح کے لئے جو پانی لیا جاتا ہے وہی پانی کان کے مسح کے لئے کافی ہے۔ (فقہ حنفی یہی ہے) جدید پانی لینے کی ضرورت نہیں۔

امام شافعیؒ کی طرف سے جواب دیا گیا کہ مذکورہ حدیث میں دو راوی ایک سنان بن ربیعہ مضطرب الحدیث ہیں اور دوسرے راوی شہر بن حوشب کو امام ابن عدیؒ نے ضعیف کہا ہے۔

فقہ حنفی میں اس کا یہ جواب دیا گیا کہ امام احمد بن حنبلؒ اور امام یحیٰ بن معینؒ نے شہر بن حوشبؒ کو ثقہ کہا ہے اور پہلے سنان بن ربیعہؒ کے بارے میں کہا ہے کہ ان کا غیر ثقہ ہونا ثابت نہیں۔ دیکھئے یہاں بھی ایک راوی کے بارے میں مختلف رائے ہے۔

تیسری مثال:

"من مس ذکرہ فلیتوضأ" الحدیث (ابو داؤد ۲۴/۱) شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یہی حکم بعض ائمہ حدیث کا مسلک ہے۔

Marfat.com

امام نسائیؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کا ایک راوی اسحاق غیر ثقہ ہے۔ لیکن امام یحیٰ بن معینؒ اور امام شعبہؒ نے ان کو ثقہ کہا ہے یہاں بھی ایک راوی کے بارے میں مختلف رائے ہے۔

چوتھی مثال:

نماز میں بار بار ہاتھ نہ اٹھانے (عدم رفع یدین) والی حدیث کا ایک راوی عاصم بن کلیب کو بعض ائمہ نے ضعیف کہا ہے لیکن امام نسائیؒ نے ان کی توثیق کی ہے (یعنی قابل اعتماد قرار دیا ہے۔) یہاں بھی ایک راوی کے بارے میں دونوں کلام ہیں یہ آپ کا اپنا فیصلہ ہے کہ جس کسی کو چاہے اختیار کر لیں۔ لیکن یہ اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ یہ عوامی کام نہیں ہے اسکالروں نے اس کو عام کر دیا۔ انا للہ۔

پانچویں مثال:

ابوداؤد شریف (۱۱۸/۱) کی ایک حدیث (لاصلوۃ الابقرآن : الحدیث) (تلاوت قرآن کے بغیر نماز نہیں) کے ایک راوی جعفر بن میمون کو امام نسائیؒ نے ضعیف کہا ہے۔

لیکن امام احمد بن حنبلؒ نے انہیں صالح الحدیث (ثقہ) کہا ہے اسی طرح امام یحیٰ بن معینؒ اور امام ابن حبانؒ نے بھی انہیں ثقات (قابل اعتماد) راویوں میں شمار کیا ہے۔

علوم حدیث میں یہ مسئلہ ایسا پیچیدہ اور اہم ترین ہے کہ کوئی قطعی فیصلہ کرنا مشکل اور قلیل الوجود ہو جاتا ہے ایک شخص کو بہت سے لوگ نہایت ثقہ، متدیّن، راست باز خیال کرتے ہیں، اسی شخص کو دوسرے حضرات ضعیف الروایۃ، غیر ثقہ، نا قابلِ اعتماد سمجھتے ہیں۔ یہ سب اپنی اپنی معلومات کے تحت ہوا کرتا ہے۔ لطف تو یہ کہ ہر دو تبصرہ نگار اس رتبہ کے ہوتے ہیں کہ جن کی عظمت وشان سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

امام بخاریؒ و امام مسلمؒ میں اگرچہ سخت اختلاف نہیں ہے۔ تاہم بہت سارے راویوں کے بارے میں دونوں اختلاف کرتے ہیں ایک قابلِ حجت جانتا ہے تو دوسرا انہیں تسلیم نہیں کرتا۔

Marfat.com

علامہ نوویؒ نے مقدمہ شرح مسلم میں بعضوں کے نام لکھے ہیں اور محدث حاکم کی کتاب المدخل سے نقل کیا ہے کہ ان راویوں کی تعداد جن سے امام مسلمؒ نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں احتجاج کیا ہے اور امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں ان سے حجت نہیں لی ایسے راوی چھ سو پچیس (۶۲۵) ہیں۔ کتاب میزان الاعتدال دیکھی جائے تو سینکڑوں راوی ایسے ملتے ہیں جن کے ثقہ ہونے اور غیر ثقہ ہونے میں سخت اختلاف پایا جاتا ہے اور یہ طبعی بات ہے کہ جو لوگ احادیث رسول ﷺ میں مشغول ہیں ان کو راویوں کی نیک نامی، نیک شہرت پر ہی اکتفاء کرنا پڑتا ہے۔ اگرچہ جرح و تعدیل کے اصول و قواعد موجود ہیں لیکن وہ قواعد اور اصول بھی خود اجتہادی اور مختلف فیہ ہیں۔ ایسے اصول سے ظن غالب کا لحاظ تو کیا جاسکتا ہے۔ یقین و قطعیت کیونکر تسلیم کی جائے گی؟ لہٰذا کسی صاحب علم کی تنقید یا تبصرہ سے متاثر ہونے کی ضرورت نہیں۔

محض اپنی تنقید و تبصرے سے کسی راوی کو ضعیف یا غیر ثقہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ تاہم یہ خود اس کا اپنا فیصلہ ہوگا دوسروں پر کیونکر لاگو ہوگا، جب کہ دیگر اہل علم اس سے اختلاف بھی کرتے ہوں۔

امام بخاریؒ کے اپنے خصوصی راویوں میں (جن میں امام مسلمؒ کا کوئی راوی شریک نہیں) (۴۳۰) چار سو تیس راوی ہیں ان میں کم و بیش (۸۰) اسی راوی ایسے بھی ہیں جن پر ضعیف ہونے کا حکم لگایا گیا ہے۔ اسی طرح امام مسلمؒ کے اپنے خصوصی راویوں میں (جن میں امام بخاریؒ کا کوئی راوی شریک نہیں) چھ سو بیس (۶۲۰) ہیں ان میں کم و بیش ایک سو ساٹھ (۱۶۰) راوی ایسے ہیں جن پر ضعیف ہونے کا حکم لگایا گیا ہے۔ (مقدمہ فتح الباری ص:۱۴)

اس حقیقت کے بعد بھی کتاب بخاری اور کتاب مسلم "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" کہلائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ ہم نے لکھا ہے کہ راوی پر تنقید و تبصرہ کوئی الٰہی یا وحی الٰہی جیسا پختہ حکم نہیں ہوتا بلکہ اپنی اپنی معلومات کے تحت کیا جاتا ہے۔ اور جن اصولوں کے تحت بھی کیا جاتا ہے وہ بھی تو اپنے ہی ظنی و معلوماتی قسم کے تبصرے ہوا کرتے ہیں ان سے بھی کوئی قطعیت یا یقین پیدا نہیں ہوتا بلکہ یہ سب ظنی و قیاسی ہوا کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں جن

Marfat.com

راویوں پر ناقدین نے تبصرہ کیا ہے اسی درجے کے دوسرے ناقدین نے انہی راویوں کو عادل، ثقہ قرار دیا ہے۔ تو پھر ایسی صورت میں کس کا فیصلہ قبول کیا جائے گا؟ اور کونسی حدیث رسول ﷺ کو اختیار کیا جائے گا؟ جب کہ راویوں کے اختلاف سے حدیث رسول ﷺ ناقابلِ قبول بلکہ رد کی جارہی ہے۔ **نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔**

مذکورہ بالا تفصیل کے بعد ایک اہم اور نہایت اہم نکتہ بھی مطالعہ کریں۔ کتب حدیث میں ایسی سینکڑوں احادیث ہیں جن کو اسماء الرجال کے علماء نے ضعیف ومنکر وشاذ قرار دیا ہے۔ یہ ساری احادیث ایسی ہیں جن کو نقل کرنے والے چار چار، چھ چھ راوی ہوتے ہیں ان میں صرف ایک راوی کسی کی تحقیق میں غیر ثقہ قرار پایا تو بقیہ چار پانچ راویوں کا اعتبار اور ان کا اعتماد بے قیمت و بے قدر کیونکر ہو گیا اور وہ سب کے سب ایک راوی کے غیر ثقہ ہونے پر بے قیمت و بے قدر کیونکر ہو گئے؟ فاعتبروا یا اولی الالباب۔

اسماء الرجال کا علم موجودہ اسکالروں اور سلفیوں نے غلط سمجھا اور اس کا استعمال بھی غلط کیا۔ تفصیل کسی عالم حدیث سے معلوم کیجئے انشاءاللہ حق واضح ہو جائے گا۔

فقہ حنفی کی مختصر تاریخ

فقہ حنفی کا سارا دارومدار حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صحابی رسول ﷺ کی ذات اقدس پر موقوف ہے اور اس فقہ کی بنیاد وہ احادیث رسول ﷺ ہیں جن کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ کو رسول اللہ ﷺ سے جو نسبت و تعلق تھا وہ بہت کم صحابہؓ کو نصیب ہوا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ کو رسول ﷺ کے ساتھ جو خلوت وجلوت اور ہم نشینی وقربت حاصل تھی ایسے صحابہ کم پائے جاتے ہیں۔ کتاب صحیح مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اپنے وطن یمن سے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے لئے چند دن مدینہ منورہ آئے۔ وہاں ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس کثرت سے آتے جاتے دیکھا کہ کوئی وقت ایسا نہ ہوتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی

Marfat.com

میں حاضر نہ ہوں الا یہ کہ آپ اپنے حجرۂ مبارکہ میں چلے جائیں۔

حضرت ابن مسعودؓ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی موجودگی ہی میں فتویٰ دینے کی اجازت دے رکھی تھی شکل وصورت، علم وعمل میں وہ رسول اللہ ﷺ کے شبیہ سمجھے جاتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے علوم جن اصحاب کو خصوصیت سے ملے ہیں ان میں حضرت ابن مسعودؓ ممتاز ہیں۔ ایسے اصحاب کی تعداد چھ عدد بیان کی جاتی ہے۔ (فتح الباری)

حضرت ابن مسعودؓ نے اپنے سینکڑوں شاگرد چھوڑے ہیں جن میں نامی گرامی حضرت علقمہؒ، حضرت اسودؒ، حضرت عبیدہؒ، اور حضرت حارثؒ ہیں۔

حضرت علقمہؒ نہایت نام آور ہوئے ہیں۔ حضرت علقمہؒ اگرچہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں پیدا ہو چکے تھے لیکن کم سن اور شیر خوار تھے رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف نہ ہو سکے۔ البتہ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، سیدہ عائشہ صدیقہؓ، حضرت حذیفہ بن الیمانؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت خبابؓ، اور کئی ایک صحابہؓ سے احادیث نقل کیں ہیں۔

خاص طور سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت وصحبت میں اس اہتمام سے پابندی کی ہے کہ ان کے طور طریقہ، رفتار وگفتار، علم وعمل میں ان کے مشابہ ہو گئے۔ عام طور پر حضرت علقمہؒ کو حضرت ابن مسعودؓ کا ثانی کہا جانے لگا۔

خود حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ میں نے پڑھا لکھا اور حاصل کیا وہ سب علقمہؒ کو دیدیا اب میری معلومات علقمہ کی معلومات سے زیادہ نہیں۔ لا الہ الا اللہ۔

حضرت علقمہؒ کے بارے میں اس سے زیادہ اور کیا توثیق ہو سکتی ہے کہ خود حضرات صحابہؓ اُن سے مسائل دریافت کرنے آیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگردوں میں اگر کوئی شخص حضرت علقمہؒ کا ہمسر تھا تو وہ حضرت اسودؒ تھے۔ (حضرت علقمہؒ وحضرت اسودؒ کا مستند تذکرہ ہماری کتاب ''اکیس ۲۱ جلیل القدر تابعین'' میں مطالعہ کیجئے۔) حضرت علقمہؒ وحضرت اسودؒ کے انتقال کے بعد حضرت ابراہیم نخعیؒ مسند نشین ہوئے اور علم فقہ کو بہت کچھ وسعت دی یہاں تک کہ انہیں ''فقیہہ العراق'' کا لقب ملا۔ علم حدیث میں ''صرافی الحدیث'' (علم حدیث کی کسوٹی) کہلائے

Marfat.com

گئے۔ امام شعبیؒ نے (جنہوں نے پانچ سو سے زائد اصحاب رسول ﷺ کو پایا ہے۔) حضرت ابراہیم نخعیؒ کی وفات پر فرمایا:

''ابراہیمؒ نے کسی کو نہیں چھوڑا جوان سے زیادہ عالم فقیہہ ہو۔'' اس پر ایک شخص نے تعجب سے پوچھا کہ کیا امام حسن بصریؒ اور امام ابن سیرینؒ بھی؟ امام شعبیؒ نے فرمایا حسن بصریؒ، ابن سیرینؒ کا کیا تذکرہ؟ شہر کوفہ، بصرہ، ملک شام، حجاز مقدس میں بھی کوئی ایسا شخص نہیں جو ان جیسا یا ان کے برابر ہو۔ لاالہ الااللہ۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ کے زمانے میں فقہ کا غیر مرتب ذخیرہ جمع ہو گیا تھا جو ان کے شاگردوں کے یہاں زبانی محفوظ تھا کیونکہ یہ وہ دور تھا جس میں تصنیف و تالیف کا رواج ابھی پورے طور پر رائج نہ ہوا تھا۔ علم فقہ کا یہ ذخیرہ حضرت حمادؒ (امام ابوحنیفہؒ کے استاذ) کے پاس محفوظ رہا جو حضرت ابراہیم نخعیؒ کے خصوصی شاگردوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ امام ابراہیم نخعیؒ کی وفات کے بعد امام حمادؒ ان کے جانشین بنے۔ مسند علمی انہی کو ملی، اس دور میں کہا جاتا تھا کہ امام حمادؒ، امام ابراہیم نخعیؒ کے مجموعہ فقہ کے بہت بڑے حافظ ہیں۔ امام حمادؒ کا انتقال ۱۲۰ھ میں ہوا اسی سن میں امام ابوحنیفہؒ کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے جملہ شاگردوں کا حلقہ میسر آیا اور کوفہ میں ان کی درسگاہ ''مرجع عام'' قرار پائی۔

فقہ حنفی کا ذخیرہ

امام ابوحنیفہؒ کے اخذ کردہ مسائل کا آج جو ذخیرہ دنیا میں موجود ہے وہ امام صاحب کے چند ایک ممتاز و نامی گرامی شاگردوں کا مجموعہ ہے جن کے یہ نام ہیں۔

قاضی ابویوسفؒ، امام محمد بن حسن شیبانیؒ، امام زفرؒ، امام حفص بن غیاثؒ، امام حبانؒ، امام داؤد الطائیؒ۔ ان مسائل کی احادیث جامع المسانید کے اندر ہیں جو ۱۵ ضخیم جلدوں میں موجود ہیں۔ جس کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں آپ نے پڑھا ہے۔

علاوہ ازیں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ صاحب کے ارشد تلامذہ میں شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد تھانویؒ نے ایک عظیم الشان کتاب ''اعلاء السنن'' نامی مرتب کردی

Marfat.com

جس میں فقہ حنفی کی کل احادیث صحیحہ کو جمع کر دیا گیا ہے۔ جواب تک متفرق کتابوں میں درج ہوتی چلی آرہی تھیں۔اس کتاب کا ہر مسلمان کے پاس ہونا ضروری ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء .

دوسری کتاب ''آثار السنن، مسند ابی حنیفہؒ ''اس کے علاوہ ہیں جن میں فقہ حنفی کی احادیث صحیحہ جمع ہیں۔ مذکورہ کتابیں کراچی، لاہور، دہلی، دیوبند، سہارنپور کے کتب خانوں میں دستیاب ہیں۔

فقہ حنفی اور قرآن وحدیث

اہل سنت والجماعت کی فقہ اربعہ (فقہ حنفی، فقہ شافعی، فقہ مالکی، فقہ حنبلی) جو بارہ سو (۱۲۰۰) سال سے ممالک اسلامیہ کا قانون عدالت رہا ہے آج بھی وہی حیثیت رکھتا ہے۔ اس طویل عرصے میں دیگر مکاتب فکر کی جماعتوں میں بھی قانونِ اسلامی رائج رہا ہے۔تاہم فقہ اربعہ قرآن وحدیث سے قریب تر رہا ہے۔ خاص طور پر فقہ حنفی صدیوں تک اسلامی سلطنت کا قانون اور اس کی عدالتوں کا دستور بنا رہا اور آج بھی اکثر اسلامی ممالک میں یہی قانون نافذ ہے۔

فقہ حنفی کی قرآن وحدیث سے قربت اور موافقت جو اس کی امتیازی علامت ہے چند مثالوں سے یہاں ظاہر کی جارہی ہیں۔اہل علم خود فیصلہ کریں۔

(۱) پہلی مثال:

امام بخاریؒ نے قرأت فاتحہ خلف الامام کے بارے میں حدیث ''لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب '' سے ہر نماز خواہ کوئی تنہا پڑھ رہا ہو یا امام کے پیچھے پڑھ رہا ہو، سری نماز ہو یا جہری نماز ہو، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری قرار دیا ہے ورنہ نماز باطل ہو جائے گی۔

امام ابوحنیفہؒ اس مسئلے میں جیسا کہ ان کا امتیازی وصف ہے سب سے پہلے قرآن حکیم سے استدلال کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ قرآن حکیم نے یہ ادب سکھلایا ہے کہ جب

Marfat.com

قرآن پڑھا جائے تو قرآن کو سنو اور خاموش رہو۔ وہ آیت یہ ہے "اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا" الآیۃ" (الاعراف، آیت ۲۰۴) ترجمہ: جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنو اور خاموش رہو۔ چپ رہنے اور کان لگانے کا یہ حکم عمومی ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر حالت میں تلاوت قرآن پر توجہ دینا ضروری ہے۔ یہی اساس نمازوں میں بھی جاری ہوگی جب کہ قرآن کی تلاوت نماز کا اہم رکن بھی ہے۔

علاوہ ازیں بیسیوں احادیث سے ثابت ہے کہ مذکورہ آیت نمازوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس لحاظ سے مقتدی کو امام کے پیچھے خاموش کھڑا ہونا چاہیئے۔ اب اگر وہ بھی قرأت کرتا ہے تو یہ آیت کے مفہوم کے مخالف عمل ہوگا جس کی کیسے اجازت دی جا سکتی ہے۔

امام بخاری کا یہ ارشاد کہ مذکورہ آیت خطبۂ جمعہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ جب امام خطبہ دے تو سنیں اور خاموش رہیں۔ نماز سے اس کا تعلق نہیں۔ امام بخاری اپنی جلالت علمی و حدیث دانی میں جس مقام پر ہیں اس میں کسی کو اختلاف بھی نہیں تاہم امام بخاری کا یہ جواب سطحی اور بے وزن ہے کیونکہ مذکورہ آیت کا مصداق اگر خطبۂ جمعہ کو تسلیم کر لیا جائے تو ان بیسیوں احادیث کا کیا جواب ہے جس میں مذکورہ آیت کا نماز کے بارے میں نازل ہونے کا ذکر ہے؟

علاوہ ازیں امام بخاریؒ کا جواب ان تمام اہل علم کے اجماعی فیصلہ کے خلاف بھی ہو جاتا ہے جو یہ فرماتے ہیں کہ سبب نزول کے خاص ہونے سے لازم نہیں آتا کہ اس کا حکم بھی خاص (مخصوص) ہو بلکہ اس آیت کا حکم عام ہو جاتا ہے۔ قرآن کی تلاوت کے وقت اس کو سننا اور خاموش رہنا ضروری ہوگا۔ قرآن خواہ خطبہ جمعہ میں پڑھا جائے یا نماز میں یا عام حالت میں۔

امام بخاریؒ کو یہ اشتباہ سہو یا تقلید اساتذہ کی وجہ سے پیش آیا جو بھی صورت ہو بہر حال یہ ان کی اپنی شخصی فکر و نظر کا مسئلہ ہے جو کل امت پر واجب نہیں۔

بہر حال ہم کو یہ بتانا تھا کہ امام ابو حنیفہؒ کسی بھی مسئلہ میں پہلے قرآن حکیم کے منشاء و مراد کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ اور احادیث صحیحہ سے اس کی مراد و منشاء کو ظاہر کرتے ہیں آیت

Marfat.com

قرآن کی تاویل نہیں کرتے بلکہ حدیث کی تاویل کرتے ہیں۔ احادیث رسول ﷺ میں جہاں نماز پڑھنے والوں کو سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے وہ تنہا نماز پڑھنے والوں کو ہے جن میں امام بھی شامل ہے اور امام کے پیچھے پڑھنے والوں کا حکم ان احادیث صحیحہ پر موقوف ہے جن میں امام کی قرأت کو مقتدی کی قرأت قرار دیا گیا ہے اور مقتدی کو امام کے پیچھے خاموش کھڑے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد) ان کتابوں میں وہ ساری احادیث ہیں۔

(۲) دوسری مثال:

امام ابوحنیفہؒ کی تحقیق یہ ہے کہ نماز میں آمین آہستہ کہی جائے، امام بخاریؒ کی رائے یہ ہے کہ آمین بلند آواز سے کہی جائے۔ امام بخاریؒ نے یہ حدیث پیش کی کہ جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔ لیکن امام بخاریؒ نے توجہ اور غور سے کام نہیں لیا۔ اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ بھی متفق ہیں کہ مقتدی کو بھی آمین کہنا چاہئے۔ گفتگو کہنے یا نہ کہنے سے متعلق نہیں بلکہ آہستہ اور آواز سے کہنے کے بارے میں ہے۔

حدیث بخاری میں صرف آمین کہنے کی ہدایت ہے، جہراً و سراً سے اس کا کوئی تعلق نہیں، امام ابوحنیفہؒ بھی اس کے قائل ہیں۔

پھر مذکورہ حدیث سے آمین بالجہر کیوں کر ثابت ہوسکتی ہے؟ جب کہ احادیث صحیحہ سے آمین آہستہ کہنا بھی ثابت ہے۔ (ہماری کتاب ''رسول اکرم ﷺ کی اذان و نماز'' کا مطالعہ کیجئے جس میں نماز کی ساری احادیث درج کردی گئی ہیں۔)

(۳) تیسری مثال:

امام ابوحنیفہؒ کی تحقیق یہ ہے کہ ایک تیمّم سے کئی ایک فرض نماز ادا کی جاسکتی ہیں جیسا کہ ایک وضو سے کیا جاسکتا ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کی رائے یہ ہے ہر فرض نماز کے لئے نیا تیمّم کرنا ضروری ہے۔

احادیث میں ہر دو فریق کے دلائل موجود ہیں لیکن امام ابوحنیفہؒ جیسا کہ ان کا امتیازی

Marfat.com

وصف ہے کہ ایسی صورت میں جب کہ ایک ہی مسئلہ میں دو متعارض اور مخالف احادیث ہوں پہلے قرآن کے مفہوم و منشاء کو جاننا چاہتے ہیں پھر احادیث کو قرآنی مفہوم کے تحت کر دیتے ہیں تفصیل اس کی یہ ہے۔

قرآن حکیم نے وضو کرنے کے لئے پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمّم کرنے کا حکم دیا ہے۔

(فان لم تجدوا ماءً فتیمموا صعیداً طیباً. الآیہ) سورۃ النساء، آیت ۴۳

ترجمہ: اگر وضو کے لئے پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو۔

جو حیثیت وضو کے حکم کی ہے وہی تیمّم کی ہے جب ہر نماز کے لئے جدید وضو کی ضرورت نہیں تو جدید تیمّم کی بھی ضرورت نہیں۔ احادیث میں جدید تیمّم کا جو حکم آیا ہے وہ واجب و ضروری نہیں بلکہ افضل و بہتر عمل سمجھا جائے گا۔ اس طرح احادیث اور قرآن حکیم میں اختلاف و تضاد نہیں ہوگا۔ دونوں اپنے اپنے محل پر درست ہیں۔

(۴) چوتھی مثال:

امام ابوحنیفہؒ کی تحقیق ہے کہ تیمّم کے ساتھ نماز پڑھنے والے کو اثنائے صلوۃ پانی میسر آجائے تو تیمّم ٹوٹ جائے گا۔ پانی سے وضو کر کے نماز کا اعادہ کیا جائے گا۔

امام مالکؒ اور امام محمدؒ کی تحقیق یہ ہے کہ اسی تیمّم سے نماز پوری کر لی جائے۔ نماز کے بعد تیمّم خود بخود ٹوٹ جائے گا۔

امام ابوحنیفہؒ کا استدلال قرآن کی اس آیت سے ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ اگر پانی نہ پاؤ تو تیمّم کرلو۔

تیمّم کی اجازت پانی نہ ملنے پر مشروط تھی جب شرط ختم ہوگئی تو مشروط (تیمّم) بھی ختم ہوگیا۔ لہٰذا نماز بے تیمّم و بے وضو ہوگئی، پھر پانی سے وضو کر کے نماز کا اعادہ کرنا چاہئے۔

اگر احادیث قرآن کے اس مفہوم سے ہٹ کر ہیں تو احادیث کی تاویل کی جائے گی نہ کہ قرآن کے مفہوم کو بدلا جائے۔ ایسی صورت میں نہ قرآن حکیم کا مفہوم بدلا اور نہ

Marfat.com

احادیث کا انکار کیا گیا۔(احادیث کی تاویل علماء سے دریافت کرلی جائے۔)

(۵) پانچویں مثال:

حضرت امام شافعیؒ کی تحقیق یہ ہے کہ عورت اگر بالغہ عاقلہ ہوتو ہر حال میں اپنے ولی (سرپرست) کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح نہیں کرسکتی اس کو اپنے ولی سے اجازت لینی ضروری ہے۔

اس کے برعکس حضرت امام ابوحنیفہؒ کے یہاں عاقلہ بالغہ لڑکی کو اپنا نکاح آپ کرلینے کا اختیار ہے وہ اپنے نکاح میں خودمختار ہے اس اختلاف پر دونوں کی طرف قرآن وحدیث کے دلائل موجود ہیں۔ تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔

امام شافعیؒ نے اپنی کتاب ''کتاب الام'' میں بڑے شدومد سے لکھا ہے کہ وہ دلیل اس آیت پر مبنی ہے:۔

''وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ : الآیہ (سورہ بقرہ، آیت ۲۳۲)

ترجمہ: جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت کو پہنچیں تو ان کو اس بات سے نہ روکو کہ وہ اپنے پہلے شوہروں سے دوبارہ نکاح کرلیں۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ'' فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ '' کا خطاب اولیاء وسرپرستوں کو ہے انہیں منع کیا جارہا ہے کہ ایسی عورتوں کو اپنے سابقہ شوہروں سے دوبارہ نکاح کرنے سے نہ روکیں۔ معلوم ہوا کہ سرپرستوں کو نکاح روکنے کا اختیار ہے۔ لہٰذا عورت اپنے ولی وسرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کرسکتی۔

امام شافعیؒ کا مذکورہ استدلال سطحی قیاس ورائے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ کسی کو منع کرنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ شخص اجازت یافتہ تھا تب ہی تو منع کررہا ہے۔ ہم بہت سی باتوں میں مداخلت اور ممانعت کرتے ہیں حالانکہ کسی ایک بات کا بھی ہم کو اختیار نہیں ہوتا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ امام شافعیؒ کی نظر وفکر سے اس کا تعلق نہیں ان کے کسی مقلد ومستفید کا

Marfat.com

جواب ہوگا۔ امام رازیؒ جو مسلکاً شافعی ہیں اپنی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ آیت مذکورہ کے معنی جو نقل کئے گئے ہیں، آیت کی یہ مراد نہیں ہے کسی مقلد کا جواب ہوگا۔

امام ابوحنیفہؒ نے جیسا کہ ان کا زرین اصول ہے جس مسئلہ کا تعلق قرآن حکیم سے ہو پہلے وہ قرآن کی تشریح فرماتے ہیں اور منشاء قرآنی کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں آیت مذکورہ کا ترجمہ اوپر لکھا جا چکا ہے اس کا واضح مطلب اور مفہوم یہی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اکثر یہ دستور تھا کہ لوگ اپنی بیویوں کو طلاق دیدیتے تھے اور اس غیرت سے کہ جو عورت ان کے ہم بستر ہو چکی ہے دوسرا نکاح کر کے دوسرے کے آغوش میں چلی جائے۔ اس عورت کو دوسرا نکاح کرنے سے روک دیا جاتا تھا۔ ایسی وہمی و فرضی رسم کو مٹانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور سابقہ شوہروں کو بھی منع کیا کہ ایسا ظلم نہ کریں۔ طلاق کے بعد عورت کو اختیار ہے وہ بے شوہری کی حالت میں رہیں یا کسی اور سے نکاح کرلیں۔ مذکورہ آیت میں ایک لفظ یہ بھی ہے کہ "اَنْ یَّنْکِحْنَ اَزْوَاجَھُنَّ" کہ وہ عورتیں خود اپنا نکاح اپنے سابقہ شوہروں سے کرلیں۔

نکاح کرنے کا تعلق خود ان کی اپنی ذات کو بتایا جا رہا ہے کسی ولی یا سرپرست کی ذات کو نہیں۔ آیت کی یہ تفسیر صاف و غیر مبہم ہے۔

بہرحال جس حدیث میں عورت کو اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے وہ تعلیم و تربیت کے لئے ہے کہ لڑکی اپنے مستقبل کی تعمیر میں خودرائی کا فیصلہ نہ کرے بلکہ ماں باپ یا ولی کے حوالہ کردے جو تجربہ کار اور زمانہ شناس ہیں زیادہ سے زیادہ ممانعت کا حکم ارشادی امر ہے جو خیرخواہی کے لئے دیا جاتا ہے وجوب کے لئے نہیں۔ لڑکی جب بالغ ہو جائے تو وہ خود مختار ہو جاتی ہے لین دین اور اپنے معاملات میں۔

امام ابوحنیفہؒ نے مذکورہ حدیث کے مقابلہ میں دوسری حدیث صحیح بھی پیش کی "الایم احق بنفسھا من ولیھا" (مسلم شریف ۱/۴۵۵) بے شوہر والی عورت اپنے نکاح کرنے میں اپنے ولی سے زیادہ اختیار رکھتی ہے (یعنی ولی کی اجازت بہتر ہے) واجب یا ضروری نہیں۔

Marfat.com

(٦) چھٹی مثال:

امام ابوحنیفہؒ کی تحقیق یہ ہے کہ وضو میں صرف چار فرض ہیں ۔منہ دھونا، کہنیوں تک ہاتھ دھونا، سر کا مسح کرنا، دونوں پیروں کو ٹخنے تک دھونا۔

امام شافعیؒ دو فرضوں کا اور اضافہ کرتے ہیں نیت کرنا، اور ترتیب سے وضو کرنا۔

امام مالکؒ وضو میں موالات (یعنی پے در پے وضو کرنا) کو بھی واجب قرار دیتے ہیں۔

امام احمدؒ چاروں فرضوں کے علاوہ پانچویں بسم اللہ کہنے کو بھی ضروری قرار دیتے ہیں ۔اگر کسی نے قصداً نہ کہا تو وضو باطل ہو جائے گا۔امام ابوحنیفہؒ نے اس قرآنی مسئلے کو پہلے تو قرآن حکیم سے ثابت کیا کہ قرآن میں صرف چار اعضاء کا ذکر ہے ان کے علاوہ جو امور ہیں وہ فرض تو نہیں ہو سکتے یعنی نیت، بسم اللہ کہنا، موالات وغیرہ کا آیت میں کہیں وجود نہیں البتہ موالات کا گمان بظاہر لفظ ''واؤ'' سے پیدا ہو سکتا ہے لیکن عربی لغت کے علماء کا اتفاق ہے کہ لفظ ''واؤ'' کے مفہوم میں پے در پے کا مفہوم شامل نہیں ہوتا۔امام رازیؒ نے اپنی تفسیر کبیر میں موالات کی فرضیت کے لئے اگر چہ دو چار دلیلیں لکھی ہیں لیکن انہیں تاویل سے زیادہ اہمیت نہیں دی جا سکتی ہے۔ **فمن شاء فلیطالعها۔**

امام ابوحنیفہؒ نے وضو میں قرآنی تشریح کے مطابق چار فرض قرار دئے ہیں باقی امور احادیث کی روشنی میں سنت ہوں گے یا مستحب۔

(٧) ساتویں مثال:

امام ابوحنیفہؒ کی تحقیق یہ ہے کہ عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔امام شافعیؒ اس کے مخالف ہیں ان کا استدلال قرآن کی آیت:

''وَاِنْ كُنْتُمْ مَرْضٰىٓ اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ . الآیہ (سورۃ النساء، آیت ۴۵)

ترجمہ: اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص استنجاء سے فارغ ہو کر آئے یا تم نے عورت کو چھوا ہو پھر تم کو پانی نہ ملے تو تیمّم کر لو۔(یعنی

Marfat.com

نماز کے وقت اگر پانی نہ ملے تو جیسے بیمار آدمی وضو نہیں کرسکتا ہے ایسے ہی مسافر جس کو راہ میں پانی نہ ملے پاک مٹی سے تیمّم کرلے)

ان تین موقعوں کے ساتھ چوتھا موقع عورت کو چھونے کا بھی بیان کیا گیا ہے پھر اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے لہٰذا ایسا شخص بھی پانی نہ ملے تو تیمّم کرسکتا ہے۔

فقہ کی زبان میں چھونے کے مسئلے کو ''مس المرأۃ'' کہا جاتا ہے۔ امام شافعیؒ کا مسلک یہی ہے کہ عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ جیسا کہ ان کا زرین اصول ہے کہ قرآنی مسئلے کو پہلے قرآن ہی سے حل کرتے ہیں پھر احادیث سے اس کی مزید وضاحت کرتے ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ عورت کو چھونے سے جماع و مقاربت کرنا مراد ہے اور یہ قرآن کریم کا اپنا خصوصی طرز ادا ہے کہ ایسے تنزیہی امور کو صراحۃً تعبیر نہیں کرتا بلکہ کنایہ اور مجازی عنوان سے ادا کرتا ہے۔

خود اسی مذکورہ آیت میں الغائط کا لفظ پاخانہ کے لئے استعمال کیا ہے جو حقیقی معنی میں نہیں کنائی لفظ ہے۔ الغائط کے اصلی معنی تو ہموار زمین کے ہیں لیکن اس سے جائے ضرورت یعنی پیشاب، پاخانہ مراد ہے۔

اگر اصلی معنی مراد لئے جائیں تو آیت کے یہ معنی ہوں گے ''اگر تم ہموار زمین سے آؤ تو وضو کرنا لازم ہوگا'' اور یہ کسی کا بھی قول نہیں ہے۔

ایسے ہی آیت میں ''اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ'' سے مراد جماع و مقاربت کرنا مراد ہے۔ کیونکہ آیت میں غسل جنابت وطہارت کے مسائل بیان کئے جارہے ہیں۔ ''مس''، یعنی صرف چھونا مراد نہیں ہوسکتا۔

اگرچہ یہ کوئی پیچیدہ یا مغلق مقام نہیں، بات چیت کا عام عنوان ہے جو قرآن حکیم نے کنائی عنوان سے اس کو ادا کیا ہے۔ امام شافعیؒ جیسے امام حدیث وفقہ پر یہ کیسے مخفی رہا ہوگا۔ ایک ظاہر بیں انسان کو تعجب ضرور ہوتا ہے اس لئے ہمارا خیال ہے کہ امام شافعیؒ کی یہ دلیل

Marfat.com

نہیں ہوگی بلکہ ان کے کسی شاگرد یا مقلد نے بیان کیا ہوگا باقی احادیث اپنے مقام پر ہیں۔ اہل علم سے مراجعت کرلیں۔

(۸) آٹھویں مثال:

امام ابوحنیفہؒ کی تحقیق ہے کہ نماز میں امام اور مقتدی کو آمین سراً (آہستہ) کہنا چاہئے۔

امام بخاریؒ جہر کے قائل ہیں یعنی آمین آواز سے کہی جائے اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو (الحدیث) یہاں امام بخاریؒ پر یہ اعتراض کیا گیا کہ آمین کہنے سے اونچی آواز کیونکر ثابت ہوئی؟ آہستہ کہنے پر بھی یہی کہا جاتا ہے کہ اس نے آمین کہی۔ حدیث شریف میں امام کے ولا الضالین کہنے پر مقتدی کو آمین کہنے کا حکم دیا گیا ہے، اگر آواز سے کہنا مراد ہوتا تو حدیث شریف میں جہر کا کوئی عنوان ہوتا مثلاً اس طرح ارشاد فرمایا جاتا جب امام آمین کہے تو تم بھی آواز سے آمین کہو وغیرہ۔ لہٰذا امام بخاریؒ کا یہ فرمانا کہ آمین آواز سے کہی جائے حدیث کے مفہوم میں شامل نہیں یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ امام بخاریؒ نے امام کے پیچھے مقتدی کے سورۃ الفاتحہ پڑھنے کی حدیث نقل کی ہے کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھتا (الحدیث)

یہاں خود امام بخاریؒ نے مقتدی کو سورۃ الفاتحہ چپکے سے (بغیر آواز) پڑھنے کا حکم دیا جبکہ حدیث میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہے لہٰذا مقتدی کو سورہ فاتحہ آواز سے پڑھنی چاہئے، جس کا کوئی قائل نہیں۔ خود امام بخاریؒ بھی اس کے قائل نہیں، لہٰذا آواز سے آمین کہنے کا مفہوم حدیث شریف سے ثابت نہیں ہوتا۔

امام ابوحنیفہؒ کی بھی یہی تحقیق ہے کہ ولا الضالین کے بعد امام اور مقتدی دونوں کو آمین کہنا چاہئے یہ امام بخاریؒ کی حدیث کے خلاف نہیں۔ بحث آمین کہنے میں نہیں ہے وہ تو دونوں کہیں گے۔

بحث جہر یا سر (آواز سے یا بغیر آواز) کہنے میں ہے امام ابوحنیفہؒ جیسا کہ ہم بارہا لکھ چکے ہیں۔ پہلے کلام اللہ سے استدلال کرتے ہیں پھر احادیث ذکر کرتے ہیں اس کے بعد

Marfat.com

مسئلے کی پوری تحقیق بیان کر دیتے ہیں۔

احادیث میں جہاں آمین آواز سے کہنا ثابت ہے وہاں آہستہ کہنا بھی ثابت ہے۔

"عن وائل بن حجرؓ قال صلی بنا رسول الله ﷺ فلما قرأ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین، قال آمین، واخفی بها صوته"۔

ترجمہ: وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی جب آپ نے غیر المغضوب علیهم ولا الضالین پڑھا تو خفی آواز میں آمین کہی۔

(مسند احمد، ج ۴، ص: ۳۸۹، دار قطنی، ج: ۱، ص: ۶۸۶، حدیث ۱۲۵۵)

اس کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں ہماری کتاب (رسول اکرم ﷺ کی اذان ونماز) کا مطالعہ کیجئے، جس میں نماز واذان، عیدین، صلوۃ جنازہ، وتر، عورتوں کی نماز کا طریقہ وغیرہ احادیث صحیحہ کی روشنی میں جمع کر دیا گیا ہے۔

بہر حال امام ابو حنیفہؒ نے آمین کے جہر وسر کے بارے میں احادیث کے اختلاف کو قرآن حکیم پر پیش کیا جیسا کہ ان کا زرین اصول ہے۔

قرآن حکیم نے انبیاء کرام علیہم السلام کی بعض دعاؤں کا بھی ذکر کیا ہے۔ انہوں نے چپکے چپکے اپنے رب کو پکارا سیدنا زکریا علیہ السلام نے اپنی آخری زندگی میں اولاد کے لئے دعا کی اس کا تذکرہ اس طرح ملتا ہے "اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا" الآیہ (سورہ مریم، آیت ۲)

ترجمہ: انہوں نے اپنے رب سے چپکے چپکے دعا کی میرے رب بڑھاپے سے میری ہڈیاں کمزور ہو گئیں، سر کے بال پک گئے ہیں (یعنی سارے اسباب ختم ہو گئے) پھر بھی میں آپ کو پکار کر محروم نہ رہوں گا، مجھ کو ایک وارث نبوت (لڑکا) عطا فرما دے۔ الخ

سیدنا زکریا علیہ السلام کی دعا میں خفیہ (چپکے چپکے) کا اضافہ دعا کی اس اعلیٰ کیفیت کو ظاہر کر رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے یعنی چپکے چپکے دعا کرنا۔

Marfat.com

اور یہ تو سارے مفسرین کا قول ہے کہ آمین دعا ہے اور قرآنی تصریح کے بعد اس کو خفی آواز میں ادا کرنا چاہئے۔

ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے ''ادعوا ربکم تضرعا وخفیة. الآیة (سورہ اعراف، آیت ۵۵)

ترجمہ: اپنے رب سے آہ وزاری اور خفیہ طور سے دعا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ دعا میں اعتداء (آواز کی بلندی) پسند نہیں کرتا۔

آیت کے الفاظ میں جہاں دعا آہستہ آہستہ چپکے چپکے کرنے کی ترغیب ہے وہاں دعا میں بلند آواز اللہ کو پسند نہیں اس کا بھی ذکر ہے۔ لہٰذا دعا (آمین) کو بھی آہستہ کہنا چاہیئے۔

ایک موقعہ پر صحابہ کرام زور زور سے اللہ کو پکار رہے تھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''لوگو تم کسی غائب یا بہرے کو نہیں پکار رہے ہو'' الحدیث

بہر حال وہ احادیث جو قرآنی منشاء کے خلاف پڑتی ہیں وہ یا تاویلی روایات ہیں یا ابتداء زمانے کی احادیث ہیں جب کہ نماز میں سلام کلام کرنا وغیرہ جائز تھا اسی طرح وہ احادیث جن میں آمین آہستہ کہنا آیا ہے وہ قرآن حکیم کے منشاء سے مطابقت رکھنے کی وجہ سے قابل ترجیح ہونگی۔

امام ابوحنیفہؒ نے انہی احادیث سے اپنی تحقیق ثابت کی کہ نماز میں آمین آہستہ کہنا چاہیئے کیونکہ آمین دعا ہے اور آہستہ آواز میں کی جاتی ہے۔

رہی بات احادیث کی تفصیلی بحث تو وہ کتب فقہ میں موجود ہے کسی عالم باخبر سے معلوم کرلی جائے۔

مسائل شرعیہ میں صحابہ کرام کا اختلاف

ائمہ مجتہدین کے اختلافات کی وضاحت کے بعد پہلے خود صحابہ کرام کا مسائل شرعیہ میں مختلف ہو جانا اور دلائل سے دوسری صورت کو ساکت یا اس کی تاویل کرنا بیان کیا گیا۔

اب اجمالی طور پر ان مسائل کی چند مثالیں درج کی جاتی ہیں جن میں صحابہ کرام نے

Marfat.com

ایک دوسرے سے اختلاف کیا اگر کوئی تعصب سے ہٹ کر غور کرے تو اس کو پوری طمانینت مل جائیگی کہ ائمہ مجتہدین کا مختلف ہو جانا یقیناً ضروری تھا انہوں نے آپس میں اختلاف کر کے کوئی نیا اسلام تعمیر نہیں کیا اور تدوین فقہ میں جو کچھ بھی طریقہ اختیار کیا وہ ان کا اپنا خانہ زاد نظریہ نہ تھا بلکہ اپنے پیش رو اصحاب رسول ﷺ کے فکر و استدلال کی نقل تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کی تائید و تقلید میں ارشاد فرمایا ہے۔

"ماانا علیه واصحابی" (الحدیث) حدیث صحیح

ترجمہ: جس طریقہ پر میں اور میرے اصحاب ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہو۔ (ترمذی شریف ۲/۹۳ باب افتراق ھذہ الامۃ)

اصحاب رسول نے جن مسائل میں اختلاف کیا ہے اس کی چند مثالیں یہاں بیان کی جاتی ہیں ویسے کتب حدیث سے اگر جمع کیا جائے تو سینکڑوں مسائل ایسے ملیں گے جن میں اصحاب رسول نے اپنی اپنی معلومات کے تحت اختلاف کیا ہے۔

ہمارے استاذ شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے دوران درس یہ واقعہ بیان کر کے ہم کو حیرت میں ڈال دیا۔ پیارو (یہ شیخ الحدیثؒ کا تکیۂ کلام تھا) بچپن میں مجھ کو ایک مرتبہ اختلاف صحابہ جمع کرنیکا شوق اٹھا، میں نے نماز کی صرف دو رکعت میں تکبیر تحریمہ سے سلام پھیرنے تک تیس سے زائد اختلاف صحابہ کے اقوال پائے۔ (اسکی حقیقت کسی عالم سے پوچھ لی جائے)

(۱) سمندر کے پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے یہ اکثر صحابہ کرام کا قول ہے۔ لیکن عبداللہ بن عمرؓ اس کو مکروہ کہا کرتے تھے۔

(۲) جمعہ کے دن خوشبو لگانا مستحب اور بہتر عمل ہے عام صحابہ اس کے قائل تھے لیکن حضرت ابو ہریرہؓ اس کو ضروری و واجب کہا کرتے تھے۔

(۳) میت پر رونے دھونے (باآواز) میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔ یہی قول حضرت ابن عمرؓ اور سیدنا عمر بن الخطابؓ کا ہے۔ اس کے برخلاف سیدہ عائشہ صدیقہؓ اس کا شدت سے انکار کرتی تھیں۔

Marfat.com

(۴) حضرت ابو ہریرہؓ رمضان کے قضا روزوں کو پے درپے رکھنا واجب کہا کرتے تھے حضرت ابن عباسؓ نے اس کو ضروری قرار نہ دیا۔

(۵) جو چیزیں آگ پر پکائی جاتی ہیں (مثلاً گوشت، ترکاری، چاول وغیرہ) اس کے استعمال کے بعد نماز پڑھنا ہو تو وضو کرنا ضروری ہوگا یہی حکم حضرت انسؓ، ابن عمرؓ، ابو ہریرہؓ، عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں ان کے برخلاف خلفاء اربعہ اور عام صحابہ کرامؓ وضو کو ضروری قرار نہیں دیتے۔

(۶) نماز پڑھنے والے کے آگے سے کوئی عورت گزر گئی تو مصلی کی نماز فاسد ہو جائے گی ۔یہی حکم گدھے کے گزرنے پر ہوگا۔ یہ قول حضرت انسؓ و حضرت ابن عمرؓ کا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ کا نہیں بلکہ حضرت عائشہؓ اس پر سخت ناراضگی کا اظہار کرتی تھیں۔

(۷) اکثر صحابہ غسل میں عورت کو اپنے سر کے سارے بالوں کا دھونا بھی ضروری کہتے ہیں سیدہ عائشہؓ اس کے خلاف تھیں بلکہ تعجب کا اظہار کرتی تھیں۔ وہ صرف بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچ جانا کافی قرار دیا کرتی تھیں۔

(۸) پیشاب، پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی جانب پشت یا منہ کرنا منع ہے حضرت ابوایوب انصاریؓ، حضرت ابو امامہؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت سہل بن حنیفؓ وغیرہم کا یہی قول تھا۔ لیکن حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت ابو قتادہؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ اور سیدہ عائشہ صدیقہؓ و حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس کی اجازت دیا کرتے تھے۔

(۹) جہری نماز (فجر، مغرب، عشاء) میں سورہ فاتحہ سے پہلے ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' آواز سے پڑھنا درست نہیں (بلکہ آہستہ پڑھنا چاہئے) یہی عمل حضرت عبداللہ بن مغفلؓ، حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ و حضرت علیؓ کا تھا۔

برخلاف اس کے حضرت ابن عباسؓ، ابو ہریرہؓ، ابن عمرؓ و ابن زبیرؓ آواز سے پڑھنے

Marfat.com

کے قائل تھے جیسا کہ سورہ فاتحہ جہر سے پڑھی جاتی ہے۔

(۱۰) امام کو نماز میں سورہ فاتحہ میں ولا الضالین کے بعد آمین اونچی آواز سے کہنا چاہئے۔
حضرت وائل بن حجرؓ کے علاوہ اور صحابہ ایسا ہی کہا کرتے تھے لیکن دیگر اکثر صحابہ آمین آہستہ کہنے کے قائل تھے۔

(۱۱) نماز میں دونوں ہاتھوں کا کانوں تک اٹھانا (رفع یدین) صرف ایک مرتبہ ہی ہے۔ اور وہ افتتاح صلوۃ کے وقت تکبیر تحریمہ کیساتھ پھر پوری نماز میں کسی جگہ نہیں۔ یہی عمل وقول حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت براء بن عازبؓ اور دیگر اہل علم صحابہ کرامؓ کا ہے۔

لیکن حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور جابر بن عبداللہؓ، حضرت ابو ہریرہؓ و حضرت انسؓ وغیرہم کے ہاں تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع کرتے وقت اور رکوع کے بعد سر اٹھاتے وقت بھی رفع یدین کرنا چاہئے۔ ان حضرات کا یہی عمل تھا۔

(ترمذی، ج:۱،ص:۵۹ کتاب الصلوۃ، باب رفع الیدین عند الرکوع)

امام ابو حنیفہؒ کی ایک اساسی فکر

تمام فقہائے امت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ حدیث ثابت ہو جانے کے بعد قیاس ورائے کا کوئی وزن نہیں رہتا، اس کو ایک طرف رکھ دیا جاتا ہے۔ اور حدیث رسول ﷺ کو اختیار کر لیا جاتا ہے۔ اگرچہ فکر ہر فقیہ کا نصب العین ہوا کرتا ہے۔ خاص طور پر ائمہ اربعہ کا شعار رہا ہے لیکن اس فکر میں امام ابو حنیفہؒ ممتاز نظر آتے ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ کا یہ مشہور زمانہ قول ہزار سال سے نقل ہوتا آرہا ہے۔ ''اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِی'' جب حدیث ثابت ہو جائے وہی میرا مذہب ہے۔ لا الہ الا اللہ

حتیٰ کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ احادیث ضعیفہ کو قیاس ورائے پر ترجیح دیتے ہیں جس کی بیسیوں مثالیں کتب فقہ میں موجود ہیں بطور ثبوت اور دلیل دو چار مثالیں یہاں درج کی

Marfat.com

جارہی ہیں۔

ایک دفعہ امام ابوحنیفہؒ مدینہ منورہ گئے وہاں امام باقرؒ سے جو خاندانِ سادات کے سرخیل ہیں ملاقات ہوگئی، تعارف کے بعد امام باقرؒ کو بتایا گیا کہ یہ امام ابوحنیفہؒ ہیں جو آپ کے نانا جان رسول اللہ ﷺ کے ارشادات پر اپنے قیاس ورائے کو ترجیح دیتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا یہ آپ کو غلط خبر پہنچی ہے، پھر امام ابوحنیفہؒ نے ان سے نہایت ادب واحترام کے ساتھ چند سوالات کئے اوران کے خود جوابات بھی دئے۔

فرمایا: بتلایئے عورت کمزور ہے یا مرد؟ امام باقرؒ نے کہا عورت۔ فرمایا: میراث میں عورت کا کتنا حصہ ہے؟ اور مرد کا کتنا؟ امام باقرؒ نے فرمایا: مرد کو دو حصہ اور عورت کو ایک حصہ۔ امام صاحب نے فرمایا: اگر میں قیاس ورائے سے کام لیتا تو عورت کو دو حصے اور مرد کو ایک حصہ قرار دیتا کیونکہ مرد کی بنسبت عورت کمزور اور قابل رحم ہے۔

پھر فرمایا: نماز افضل ہے یا روزہ؟ امام باقرؒ نے جواب دیا: نماز، امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر میں رائے اور قیاس سے کام لیتا تو عورت سے ایام حیض کی نمازوں کو ادا کرنے کی ہدایت کرتا اور روزوں کی نہیں کیونکہ نماز افضل ہے۔

پھر امام صاحب نے پوچھا منی زیادہ نجس ہے یا پیشاب؟ امام باقرؒ نے جواب دیا پیشاب، امام صاحب نے فرمایا کہ اگر میں قیاس سے کام لیتا تو پیشاب کرنے پر غسل واجب قرار دیتا اور منی خارج ہونے سے وضو کرنے کا حکم دیتا کیونکہ پیشاب منی سے زیادہ ناپاک ہے۔

پھر فرمایا وضو میں خفین (چمڑے کے خاص جوتوں) پر جو مسح کیا جاتا ہے وہ خفین کے اوپری حصے پر کیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں صراحت آئی ہے اگر میں قیاس سے کام لیتا تو خفین کے نیچے تلوے پر مسح کرنا ضروری قرار دیتا۔

اس قسم کے دو چار اور مسائل بیان کرنے کے بعد فرمایا میں تو ضعیف احادیث پر بھی اپنے قیاس کو ترک کر دیتا ہوں امام باقرؒ اٹھ کھڑے ہوئے اور امام صاحب کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

Marfat.com

رائے وقیاس کی حیثیت

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ پہلے میں کتاب اللہ اور سنت نبویہ کو اختیار کرتا ہوں جب کوئی مسئلہ کتاب اللہ اور سنت نبویہ میں نہ ملے تو صحابہ کرام کے اقوال اختیار کرتا ہوں اس کے بعد دوسروں کے فتاویٰ اور اقوال میرے نزدیک برابر اہمیت رکھتے ہیں۔اس لئے کہ وہ بھی رجال (اہل علم) اور ہم بھی رجال ہیں۔ جب امام شعبیؒ، امام ابراہیم نخعیؒ، امام ابن سیرینؒ، امام عطاء بن ابی رباحؒ، امام سعید بن المسیبؒ وغیرہم سب حضرات قیاس کرتے ہیں تو میں بھی قیاس کرتا ہوں۔

جیسا کہ گزشتہ صفحات میں لکھا گیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ حدیثِ ضعیف کے مقابلہ میں اپنے قیاس کو بھی ترک کر دیتے ہیں یہ ایسی فکر ہے جو دیگر ائمہ مجتہدین کی فکر میں خال خال ہی ملتی ہیں۔اس کے باوجود امام ابوحنیفہ کو قیّاس، اہل الرائے کہا گیا، تعصب اور حسد کی اس سے زیادہ اور کیا مثالیں ہوں گی۔

قاضی ابن ابی لیلیٰ خلافتِ بنوامیہ کی عدالت کے صدر قاضی تھے۔امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں کبھی اچھے خیالات کا اظہار کرتے اور کبھی تنقید وتبصرہ بھی کر دیتے ان سے جب یہ پوچھا گیا تو فرمایا ''الفتی محسود'' ابوحنیفہؒ محسود ہیں۔یعنی ان کے کمالات وفضائل پر حسد کیا جاتا ہے۔

بہرحال امام ابوحنیفہؒ کی یہ اساسی فکر ان کی فقہ میں بکثرت پائی جاتی ہے اعتراض وہی شخص کرتا ہے جو امام کی نظر وفکر سے ناواقف اور بغض وعناد کا مریض ہو چکا ہو۔

امام ابوحنیفہؒ کے ترک قیاس کی چند اور مثالیں

امام ابوحنیفہؒ کی یہ تحقیق ہے کہ نماز میں آواز سے ہنسنے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے۔امام صاحب نے اس کو اس حدیث سے ثابت کیا ہے جس کو محدثین نے ''حدیث القهقهة فی الصلوة'' کے عنوان سے نقل کیا ہے مسجد نبوی شریف میں نماز ادا کی جا رہی تھی اثناء صلوۃ

Marfat.com

ایک نابینا صحابی آ گئے اور کسی چیز سے ٹکرا کر گر پڑے بعض مصلی حضرات ہنس پڑے، سلام کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''من کان منکم قهقه فلیعد الوضوء والصلوة'' (سنن دار قطنی ۳۰۶/۱)

ترجمہ: جنہوں نے قہقہہ لگایا وہ وضو اور نماز کا دوبارہ اعادہ کریں۔

اگر چہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ نے اس کو اپنا مسلک بنایا اور قیاس کو ترک کر دیا۔

قیاس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ ہنسنے سے نہ وضو ٹوٹنا چاہئے نہ نماز کیونکہ وضو ٹوٹتا ہے خروج ریح یا خروج نجاست (خون) وغیرہ سے یہاں ایسی کوئی بات پیش نہ آئی قیاس کا تقاضہ تو یہی ہے کہ وضو نہ ٹوٹے لیکن امام صاحب نے اپنے قیاس کو ایک حدیث ضعیف کے مقابلہ میں ترک کر دیا۔ اور حدیث پر عمل کیا لیکن امام شافعیؒ نے قیاس کو ترجیح دی اور وضو نہ ٹوٹنے کا فتویٰ دیا ہے۔

دوسری مثال:

احادیث کی ایک قسم مراسیل ہے جو احادیث ضعیفہ میں شمار کی جاتی ہیں۔ حدیث مرسل اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کو تابعی اپنے استاذ صحابی رسول ﷺ کا نام ترک کر کے خود ''قال رسول اللہ ﷺ'' کہتا ہو، قیاس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ ایسی روایت کو قبول نہ کرنا چاہیے کیونکہ راوی نے رسول اللہ ﷺ کو جب دیکھا ہی نہیں تو قال رسول اللہ ﷺ کہنا صحیح نہیں۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ نے ایک شرط کے ساتھ ایسی روایت کو قبول کیا ہے اور اپنے قیاس کو ترک کر دیا۔

امام ابراہیم نخعیؒ جو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے علمی وارث ہیں اکثر روایات مرسلہ بیان کرتے تھے ان کا کہنا تھا کہ میں جب کسی راوی کا واسطہ ترک کرتا ہوں تو اسی وقت کرتا ہوں جب کہ اس روایت کو ایک سے زائد راوی روایت کرتے ہوں۔

یہی حال امام حسن بصریؒ کا تھا ان کی احادیث میں بھی مراسیل احادیث بکثرت ملتی

Marfat.com

ہیں علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ حسن بصریؒ کی مراسیل احادیث مرفوعہ صحیحہ کا حکم رکھتی ہیں۔
ان کے علاوہ اور بھی محدثین ہیں جو مرسل احادیث نقل کرتے ہیں کتب احادیث میں خاص طور پر صحاح ستہ میں احادیث مراسیل پائی جاتی ہیں۔ اگرچہ یہ احادیث ضعیفہ کی قسم ہیں۔ تاہم روز اول سے محدثین نے ان کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ اور آج بھی یہی حال ہے جو لوگ امام ابوحنیفہؒ پر قیاس ورائے کا الزام لگاتے ہیں وہ خوف آخرت سے بے نیاز ہو کر امام صاحب پر تہمت والزام لگاتے ہیں۔ وہ اپنی آخرت سیاہ کر رہے ہیں۔

فقہ اسلامی کے راہ نما اصول

کسی بھی دین و مذہب کے ارکان ہوا کرتے ہیں اور اس پر اس کا قیام ہوتا ہے مذہب اسلام جو آفاقی و آخری دین ہے اس کے بھی اصول وارکان ہیں جس کی تفصیل اسلامی کتابوں میں موجود ہے۔
اسی دین ومذہب کے اعمال وعبادات ومعاشرت کی تفصیل کا نام علم فقہ ہے، گویا علم فقہ قرآن وحدیث کے منشاء ومراد کا نام قرار پاتا ہے۔
علم فقہ کے اصول قرآن وحدیث میں موجود ہیں ائمہ محدثین میں امام ابوحنیفہؒ پہلے مجتہد ہیں جنہوں نے انکو یکجا کیا اور قیامت تک اہل علم کے لئے راہ نما اصول قائم کر دیئے۔
آج انہیں اصول پر ملت اسلامی کا ۳/۴ حصہ عمل پیرا ہے۔ الحمد لله
اسلام کے قواعد و اصول کو پڑھنے کے بعد شریعت اسلامی کی شان وآن کا پتہ چلتا ہے کہ خدائی نظام کس قدر وسیع وعریض و ہمہ گیر ہے کہ انسان کی کسی بھی ضرورت کی رہنمائی قرآن وحدیث سے مل جاتی ہے خواہ مذہبی ہوں یا معاشی یا سیاسی ہوں۔
امام ابوحنیفہؒ کے مرتب کردہ اصول وقواعد جو انہوں نے اپنی مجلس فقہ میں مرتب کئے جس کا تعارف ابتدائی اوراق میں آ چکا ہے۔ سینکڑوں کی تعداد میں ہیں، اس مختصر کتاب میں اس کا احاطہ ممکن نہیں البتہ حنفی فقیہہ علامہ ابن نجیمؒ کے جمع کردہ (۳۵) اصول سے جو بڑی جامعیت رکھتے ہیں بطور نمونہ چند ایک اصول یہاں درج کئے جاتے ہیں جو امّ القواعد کی

Marfat.com

حیثیت رکھتے ہیں ورنہ اہل علم حضرات نے تین سو سے زائد قواعد نقل کئے ہیں۔
(مقتبس من الاشباہ والنظائر)

قاعدہ نمبر ۱

لَا ثَوَابَ اِلَّا بِالنِّیَّۃِ ۔ ترجمہ: کسی بھی عمل کا ثواب بغیر نیت کے نہیں ملتا۔

یہ ایک عظیم و جامع قاعدہ ہے جس سے کئی مسائل کا جواب دیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ثواب کا تعلق آخرت سے ہے اور آخرت میں وہی عمل کام آئے گا جو اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے کیا جاتا ہے۔

اس قاعدہ کا حاصل یہ ہے کہ عبادت وعادت میں تفریق کی جائے، عبادت پر ثواب ملتا ہے اور عادت ثواب سے خالی ہوتی ہے جیسے چلنا پھرنا، سانس لینا، سونا، کھانا پینا وغیرہ یہ ثواب سے خالی اعمال ہیں۔ یا مثلاً جانور کا ذبح کرنا کبھی تو کھانے وفروخت کرنے کے لئے ہوتا ہے تو یہ جائز یا پسندیدہ عمل ہے اور کبھی قربانی یا صدقہ خیرات کے لئے ہوتا ہے یہ عبادت ہے جس پر ثواب ملتا ہے اور کسی انسان کی تعظیم وتکریم کے لئے جانور ذبح کرنا یہ حرام عمل ہے۔ اس طرح سے مذکورہ قاعدہ سے سینکڑوں مسائل نکالے جاتے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۲

اَلْیَقِیْنُ لَایَزُوْلُ بِالشَّکِّ ۔ ترجمہ: یقین شک سے باطل نہیں ہوتا۔

یعنی ایک چیز یقینی ہے اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں تو وہ اپنی اس حالت پر باقی رہے گی، محض کسی شک وشبہ پر اس کی یقینیت متاثر نہ ہوگی کیونکہ شک میں یقین نہیں ہوتا لہٰذا غیر یقین، یقین کو باطل نہیں کرسکتا۔

مثلاً پانی کی ذات پاک ہے لہٰذا وہ اپنی ہی صفت پاکی پر قائم رہے گا۔ محض شک وشبہ سے ناپاک نہیں ہوگا۔ اگر کسی نے اپنی آنکھ سے دیکھا یا کسی معتبر شخص نے اس پانی کی ناپاکی اظہار کیا تو اس وقت پانی کو ناپاک کہا جائے گا۔

Marfat.com

یا مثلاً کسی مسلمان کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے، محض اس شبہ سے کہ اس نے ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا یا نہیں؟ گوشت حرام نہ ہوگا۔ کیونکہ مسلمان کا ذبیحہ حلال ہے۔ اس قاعدہ سے بھی سینکڑوں مسائل نکالے گئے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۳

اَلْمَشَقَّةُ تَجْلِبُ التَّيْسِيْرَ ۔ ترجمہ: تنگی و مشقت سہولت و آسانی پیدا کرتی ہے۔

یعنی احکام شریعت یا اعمال اسلامی میں اگر غیر معمولی تنگی و شدت ہو تو اس میں شریعت نے چھوٹ اور نرمی دی ہے کہ اس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

مثلاً حالت سفر میں نماز جمعہ، نماز عیدین اور نماز با جماعت ادا کرنا ضروری قرار نہیں دیا جمعہ کے بجائے نماز ظہر ادا کر لے اور فرض نماز تنہا پڑھ لے۔ اسی طرح حالت سفر میں چار رکعت والی نماز کو دو رکعت سے پوری کر لے۔

یا مثلاً مرض و بیماری میں یا بیماری میں اضافہ ہونے کے اندیشہ سے وضو کے بجائے تیمّم کر لینا جائز ہے۔ یا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں تکلیف یا مشقت ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے اس قسم کے بیسیوں حالات میں شریعت کی اس سہولت سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

قاعدہ نمبر ۴

مَاجَازَ لِعُذْرٍ بَطَلَ بِزَوَالِہٖ ۔ ترجمہ: جو سہولتیں عذر کی وجہ سے جائز تھیں وہ زوال عذر کے بعد ختم ہو جاتی ہیں۔

یعنی شریعت اسلامی نے تکلیف و شدید مشقت میں جو نرمی و سہولت دی تھیں وہ عارضی تھیں مشقت و عذر کے بعد از خود ختم ہو جاتی ہیں پھر عمل اپنی اصل شکل و صورت پر آ جاتا ہے۔ قاعدہ نمبر ۳ میں اس کی مثال موجود ہیں۔

قاعدہ نمبر ۵

اَلدِّمَاءُ كُلُّهَا نَجِسَةٌ وَيُسْتَثْنٰى مِنْهُ عَشَرَةُ دِمَاءٍ۔

Marfat.com

ترجمہ: ہر جاندار کا خون ناپاک ہے البتہ دس (۱۰) خون اس حکم سے خارج ہیں۔

(۱) شہید کا خون۔ (۲) وہ خون جو گوشت کے رگوں میں باقی رہتا ہے۔ (۳) وہ خون جو جگر میں ہوتا ہے۔ (۴) وہ خون جو کبدہ (کلیجی) میں رہتا ہے۔ (۵) بھیڑ بکری کے قلب کا خون۔ (۶) جو انسان کے بدن سے جدا نہ ہوا ہو۔ (۷) مکھی مچھر کا خون۔ (۸) جوں کا خون۔ (۹) مچھلی کا خون۔ (۱۰) پسو کا خون۔

اگر چہ یہ دس عدد حیوانات کا خون بھی خون ہے لیکن یہ دم مسفوح نہیں جس کو قرآن حکیم نے بیان کیا ہے (دم مسفوح کی تعریف کسی عالم سے دریافت کرلی جائے)

قاعدہ نمبر ۶

اَلْاُمُوْرُ بِمَقَاصِدِ هَا۔ ترجمہ: دیناوی کام مقاصد کے تحت ہوا کرتے ہیں۔

یعنی رفاع عام کے لئے جو کام کئے جاتے ہیں جیسے دواخانے، سرائے خانے، مسافر خانے، یتیم خانے، تالاب و کنویں وغیرہ اگر نیت اخلاص ورضائے الٰہی کی ہے تو عبادت اور کارثواب ہے، ورنہ قیامت کے دن حسرت وندامت۔ اور مثلاً انگور کی خرید وفروخت شراب بنانے کے لئے ہے تو حرام ہے ورنہ جائز۔ یہی حال انگور کی کاشت کا ہے۔

قاعدہ نمبر ۷

اَلْعِبَادَةُ اِذَا بَطَلَ وَصْفُهَا لَا يَبْطُلُ اَصْلُهَا۔

ترجمہ: عبادت کا وصف وحال بدل جائے تو اصل عبادت باطل نہیں ہوتی۔

یعنی ہر عمل کی ایک صورت وشکل ہوتی ہے جیسے نماز، حج وعمرہ، صدقات وزکوۃ وغیرہ کی خاص خاص شکلیں ہیں اگر یہ بدل جائیں تو نماز، حج، زکوۃ وغیرہ ادا تو ہوجائیں گی لیکن اس کا ثواب واجر ضائع ہوجائے گا۔ مثلاً نماز میں قیام، رکوع، سجود وغیرہ صحیح طریقہ سے نہیں

Marfat.com

کیا، منافقوں کی نماز کی طرح ادا کیا (نَقرَ الدِّیک) نماز کی فرضیت تو ادا ہو جائے گی قضا کرنے کی ضرورت نہیں۔

یہ چند ایک اصول ہیں جو علم فقہ کے قواعد کہلاتے ہیں۔ ان قواعد سے ائمہ مجتہدین نے سینکڑوں مسئلے اخذ کئے ہیں اور آئندہ بھی جدید تقاضوں کا حل انہی اصولوں سے نکالا جائے گا یہ قواعد قرآن وحدیث سے ثابت ہیں (۱)۔

امام ابو حنیفہؒ کی مجلس علمی میں جس کے چالیس عظیم الشان ارکان تھے۔ تراسی ہزار (۸۳۰۰۰) مسائل ضبط کئے گئے جو آج فقہ حنفی کی بیسیوں کتابوں میں موجود ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ کے مجلس علمی کے ارکان کے نام و مختصر تذکرہ بیان کیا جا چکا ہے یہاں ان کی مکمل فہرست بھی مزید بصیرت کے لئے دی جاتی ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کی مجلس علمی کے ارکان

۱	امام زفرؒ	وفات ۱۵۸ھ	۲۱	امام اسد بن عمروؒ	وفات ۱۸۸ھ
۲	امام مالک بن مغولؒ	وفات ۱۵۹ھ	۲۲	امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ	وفات ۱۸۹ھ
۳	امام داؤد الطائیؒ	وفات ۱۶۰ھ	۲۳	امام علی بن مسہرؒ	وفات ۱۸۹ھ
۴	امام مندل بن علیؒ	وفات ۱۶۸ھ	۲۴	امام یوسف بن خالدؒ	وفات ۱۸۹ھ
۵	امام نصر بن عبدالکریمؒ	وفات ۱۶۹ھ	۲۵	امام عبداللہ بن ادریسؒ	وفات ۱۹۲ھ
۶	امام عمرو بن میمونؒ	وفات ۱۷۱ھ	۲۶	امام فضل بن موسیٰؒ	وفات ۱۹۲ھ
۷	امام حبان بن علیؒ	وفات ۱۷۲ھ	۲۷	امام علی بن ظبیانؒ	وفات ۱۹۲ھ
۸	امام ابو عصمہؒ	وفات ۱۷۳ھ	۲۸	امام حفص بن غیاثؒ	وفات ۱۹۴ھ
۹	امام زہیر بن معاویہؒ	وفات ۱۷۳ھ	۲۹	امام وکیع بن الجراحؒ	وفات ۱۹۷ھ
۱۰	امام قاسم بن معینؒ	وفات ۱۷۵ھ	۳۰	امام ہشام بن یوسفؒ	وفات ۱۹۷ھ
۱۱	امام حماد بن ابو حنیفہؒ	وفات ۱۷۶ھ	۳۱	امام یحیٰ بن سعید القطانؒ	وفات ۱۹۸ھ

(۱) تفصیل کے لئے علامہ ابن نجیمؒ کی کتاب الاشباہ والنظائر اور شرح الاشباہ حموی دیکھئے۔

Marfat.com

۱۲	امام ہیاج بن بسطامؒ	وفات ۱۷۷ھ	۳۲	امام شعیب بن اسحاقؒ	وفات ۱۹۸ھ
۱۳	امام شریک بن عبداللہؒ	وفات ۱۷۸ھ	۳۳	امام ابوحفص بن عبدالرحمنؒ	وفات ۱۹۹ھ
۱۴	امام عافیہ بن یزیدؒ	وفات ۱۸۰ھ	۳۴	امام ابومطیع بلخیؒ	وفات ۱۹۹ھ
۱۵	امام عبداللہ بن مبارکؒ	وفات ۱۸۱ھ	۳۵	امام خالد بن سلیمانؒ	وفات ۱۹۹ھ
۱۶	امام ابویوسفؒ	وفات ۱۸۲ھ	۳۶	امام عبدالحمیدؒ	وفات ۲۰۳ھ
۱۷	امام محمد بن نوحؒ	وفات ۱۸۲ھ	۳۷	امام حسن بن زیادؒ	وفات ۲۰۴ھ
۱۸	امام ہشیم بن بشیر السلمیؒ	وفات ۱۸۳ھ	۳۸	امام ابوعاصم النبیلؒ	وفات ۲۱۳ھ
۱۹	امام ابوسعید یحیٰی بن زکریاؒ	وفات ۱۸۴ھ	۳۹	امام مکی بن ابراہیمؒ	وفات ۲۱۵ھ
۲۰	امام فضیل بن عیاضؒ	وفات ۱۸۷ھ	۴۰	امام حماد بن دلیلؒ	وفات ۲۱۵ھ

(ملخص من امالی الاحبار والجواہر المضیہ)

امام ابوحنیفہؒ کی تصنیفات

علامہ جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں۔

من مناقب ابی حنیفةؒ التی انفرد بها انه اول من دون علم الشریعة ورتبه ابواباً.(تبییض الصحیفه ص ۱۲۹ مکتبه ادارة القرآن)

ترجمہ: امام ابوحنیفہؒ کی امتیازی خصوصیات جن میں وہ یگانہ ہیں۔ایک شان یہ ہے کہ انہوں نے شریعت کی ترتیب وتدوین میں سب سے پہلے قلم اٹھایا۔

ان کے بعد جو دوسرے امام نے اس کی نقل کی وہ امام مالکؒ ہیں جنہوں نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''مؤطا امام مالکؒ '' ترتیب دی ہے۔قاضی ابوالعباس نے اپنی کتاب ''اخبار ابی حنیفہ'' میں متصل سند سے عبدالعزیز بن محمد دراوردیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ امام

Marfat.com

مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ کی کتاب سے استفادہ کرتے تھے۔

قال كان مالك ينظر فی كتب ابی حنيفة و ينتفع بها

ترجمہ: امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ کی کتابوں کا مطالعہ کرتے اور ان سے مستفید ہوا کرتے تھے۔ (مناقب ذہبی، ص:۱۱)

تصنیف وتالیف کے ابتدائی دور میں علوم وفنون کی حفاظت کا یہی طریقہ تھا کہ مشائخ واساتذہ کا زبانی تعلیم وتدریس کا طریقہ تھا، استاذ احادیث کو زبانی طور پر بیان کرتے اور شاگرد حضرات ان کو اپنے حفظ و یادداشت میں محفوظ کر لیتے۔ یہی طریقہ عام طور پر رائج تھا۔ اگرچہ بعض شاگردان احادیث کو تحریر بھی کرلیا کرتے تھے پھر آگے یہ ہی طریقہ رائج ہوگیا۔ اس طرح مشائخ واساتذہ کے صحیفے وجود میں آئے۔ جیسا کہ ہم نے لکھا ہے ابتدائی دور میں طریقۂ تعلیم وتعلم عام طور پر زبانی ہوا کرتا تھا جس کو شاگرد اپنے استاذ کی زبانی سنا کرتا پھر اسی سماعت شدہ مجموعہ کو اپنے استاذ کا صحیفہ قرار دیتا اور وہ صحیفہ استاذ کے نام ہی پر مشہور ہو جاتا جیسا کہ علامہ دقیق العیدؒ کے افادات ''احکام الاحکام'' جس کو ان کے قابل شاگردوں میں قاضی محمد اسماعیل نے مرتب کیا پھر وہ ''ابن دقیق العیدؒ'' کے نام سے مشہور ہوگیا۔ امام ابوحنیفہؒ نے بھی اپنے مشہور زمانہ شاگردوں قاضی ابو یوسفؒ، محمد بن الحسن الشیبانیؒ، زفر بن ہذیلؒ، حسن بن زیادؒ کے سامنے دوران درس جو احادیث بیان کیں ہیں انہیں ان حضرات نے حدثنا، اخبرنا وغیرہ (جو نقل حدیث کے الفاظ ہیں) کہہ کر احادیث جمع کی ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کے ان درسی افادات کا نام ''کتاب الآثار'' ہے جو دوسری صدی ہجری کے ابتدائی زمانے میں مرتب ہوئی۔

''کتاب الآثار'' سے پہلے احادیث نبویہ کے جتنے بھی مجموعے اور صحیفے تھے ان کی ترتیب کتابی شکل میں نہ تھی بلکہ احادیث نبویہ کو سلسلہ وار جمع کر دیا گیا تھا یا پھر فرداً فرداً اصحاب رسول ﷺ کی احادیث جمع کر دی گئیں۔ ''کتاب الآثار'' اس دور کی پہلی کتاب ہے جس نے بعد میں آنے والے محدثین کے لیے ترتیب وتبویب کے راہ نما اصول فراہم کئے۔

Marfat.com

''کتاب الآثار'' (چار ہزار احادیث رسول ﷺ سے انتخاب)

حدیث کے دیگر کتابوں کی طرح ''کتاب الآثار'' کے راویوں کی تعداد بھی بے شمار ہے اور انہی حضرات کی روایت سے ''کتاب الآثار'' وجود میں آئی، علامہ شبلیؒ نے ''کتاب الآثار'' کے کئی ایک نسخوں کی نشاندہی کی ہے جو امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی گئیں ہیں۔ ان کی تعداد (۱۳) بیان کی ہیں لیکن عام شہرت چار نسخوں کو حاصل ہوئی۔

(سیرۃ النعمان ص ۶۷ دار الاشاعت)

(۱) کتاب الآثار	بروایت امام محمدؒ ۱۸۹ھ
(۲) کتاب الآثار	بروایت امام ابو یوسفؒ ۱۸۲ھ
(۳) کتاب الآثار	بروایت امام زفرؒ ۱۵۸ھ
(۴) کتاب الآثار	بروایت حسن بن زیادؒ ۲۰۴ھ

پھر ان چار نسخوں میں امام محمدؒ کی روایت کردہ کتاب کو سب سے زیادہ شہرت اور قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں۔

''والموجود من حديث ابى حنيفة مفرداً انما هو كتاب الآثار التى رواها محمد بن الحسن عنه''

(تعجيل المنفعة برجال الأئمة الاربعة، ص : ۱۹ ابن حجر غسقلانیؒ مكتبه دار الكتب العلميه)

ترجمہ: اس وقت امام ابو حنیفہؒ کی احادیث میں ''کتاب الآثار'' موجود ہے جسے امام محمد بن الحسنؒ نے روایت کیا ہے۔

مشہور محقق شیخ ابو زہرہ مصریؒ نے کتاب الآثار کے بارے میں یہ حقیقت ظاہر کی ہے۔

یہ کتاب علمی طور پر تین وجوہ سے ممتاز و نادر الوجود ہے اول یہ کہ یہ کتاب امام ابو حنیفہؒ کی روایت کردہ احادیث کا مجموعہ ہے۔ دوم یہ کہ فتاویٰ صحابہؓ اور احادیث مرسلہ کا کیا مقام ہے اس کو امام ابو حنیفہؒ نے واضح کیا ہے۔ سوم کوفہ و بصرہ کے تابعین فقہاء کے فتاویٰ اور

Marfat.com

اقوال تک ہماری رسائی ہو جاتی ہے۔ یہ امام ابوحنیفہؒ کا کارنامہ ہے جنہوں نے تابعین کے واسطوں سے احادیث رسول ﷺ ہم تک پہنچائیں جو احادیث کی اعلیٰ قسم شمار ہوا کرتی ہیں۔

جیسا کہ ہم نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کا زمانہ صحابہ کرام اور کبار تابعین کا زمانہ تھا۔ امام ابوحنیفہؒ نے چالیس ہزار احادیث سے کتاب الآثار مرتب کروائی۔ علامہ ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں۔

"ان الامام ذکر فی تصانیفه نیفا وسبعین الف حدیث وانتخب الآثار من الاربعین الف حدیث." (عقود الجواهر، ج: ۱، ص: ۲۳. مناقب علی قاری، ج: ۲، ص ۴۷۴)

ترجمہ: امام ابوحنیفہؒ نے اپنی تصانیف میں (۷۰) ستر ہزار سے زائد احادیث بیان کی ہیں۔ اور چالیس ہزار احادیث سے "کتاب الآثار" منتخب کی ہے۔ جس کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں آچکا ہے۔

امام شافعیؒ کا ارشاد ہے:

"من لم ینظر فی کتب ابی حنیفة لم یتبحر فی الفقه"

ترجمہ: جو شخص امام ابوحنیفہؒ کی کتابوں سے بے نیاز رہا اس کو علم فقہ میں مہارت حاصل نہ ہوئی۔ (اخبار ابی حنیفہ ۱/۸۷ مکتبہ عالم الکتب)

شیخ الاسلام یزید بن ہارونؒ نے ایک شخص کے استفسار پر فرمایا:

"مارأیت احداً من الفقهاء یکره النظر فی قوله"

ترجمہ: میں نے کسی بھی فقیہ کو امام ابوحنیفہؒ سے بے نیاز نہیں دیکھا۔

(تاریخ بغداد، ج:۱۳، ص:۳۴۲ مکتبہ دارالکتب العلمیۃ)

امام طحاویؒ جو بہت بڑے محدث ہیں جن کی کتاب "شرح معانی الآثار للطحاوی" صحاح ستہ کی کتابوں کی طرح معروف ہے۔ مسلکاً شافعی تھے کثیر غور وفکر کے بعد مسلک احناف اختیار کیا جب ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا میرے ماموں امام مزنیؒ جو امام شافعیؒ کے بڑے شاگردوں میں شامل ہیں، امام ابوحنیفہؒ کی کتابوں کا مطالعہ کیا کرتے تھے میں نے بھی یہی مسلک اختیار کرلیا۔ (وفیات الاعیان ۱/۷۱)

Marfat.com

امام طحاویؒ کی یہ عظیم الشان کتاب شرح معانی الآثار (طحاوی شریف) کتب حدیث میں مشہور و معروف ہے فقہ حنفی کی ساری احادیث صحیحہ اس کتاب میں موجود ہیں۔ محدثین میں امام طحاویؒ وہ واحد محدث ہیں جنہوں نے علم فقہ (مسائل شرعیہ کے اثبات) میں حدیث کے ساتھ دلیل عقلی کو بھی بیان کیا ہے۔

اسی طرح فقہ کو دلیل نقلی (قرآن و حدیث) کے ساتھ دلیل عقلی (اجتہاد) سے مضبوط کیا گیا۔

امام طحاویؒ کی یہ کتاب ہر کتب خانہ میں پائی جاتی ہے۔ وللہ الحمد

جامع المسانید:

امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں حاسدوں و مخالفوں نے یہ مشہور کر دیا کہ امام ابو حنیفہؒ کی کوئی کتاب نہیں دراصل یہ قول فرقۂ معتزلہ کا ہے جو امام ابو حنیفہؒ کے دور کا بہت بڑا فتنہ تھا جس کی بیخ کنی کے لئے امام ابو حنیفہؒ کے کارنامے آج بھی مشعلِ راہ ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ کی تصانیف مخصوص کتابوں کے نام سے نہیں جیسا کہ ہم نے گذشتہ صفحات میں لکھا ہے۔ اس دور میں کتابوں کی صورت و شکل آج کی طرح نہیں ہوا کرتی تھی۔ اوراق و صحیفے ہوا کرتے تھے جس میں استاذ کی تقریر کو محفوظ کر لیا جاتا تھا بلکہ زیادہ حصہ اپنی ذہنی قوت یادداشت میں محفوظ کر لیا جاتا۔ یہ اس وقت کا ایسا نادر کارنامہ ہے جو دیگر آسمانی و غیر آسمانی مذاہب میں کہیں نظر نہیں آتا۔ قرآنِ حکیم بھی تو ایسے ہی جمع کیا گیا اس کا بڑا حصہ زبانوں اور دلوں میں محفوظ کیا گیا پھر اس کو من و عن دوسروں تک پہنچا دیا گیا اس طرح سے اس کا زیر، زبر، نقطہ بھی تبدیل نہ ہو سکا۔

عہدِ نبوت میں قرآن حکیم کے کئی ایک قاری تھے جنہیں پورا قرآن ازبر تھا۔ اگرچہ عہدِ نبوت میں قرآن لکھا گیا لیکن وہ موجودہ کتابی شکل نہ تھی بلکہ خاص درختوں کے پتوں، پتھر یا لوہے کی پلیٹوں، یا باریک و نفیس چمڑے کی چادروں پر لکھا جاتا تھا۔ یہی عہدِ نبوت کی کتاب قرآن کریم تھی پھر خلفاءِ اربعہ کے دور میں موجودہ کتابی شکل دی گئی۔ اگر کوئی یہ دعویٰ

Marfat.com

کرے کہ عہد نبوت میں کتاب (قرآن حکیم) نہ تھی تو یہ بات مریض عقل یا دیوانے کی بڑ سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی یہی حال احادیث رسول کا تھا، آج کے موجودہ دور میں ماضی بعید کی یہ طفلانہ صدا، صدائے بازگشت کے طور لکھی و بولی جارہی ہے اللہ انہیں ہدایت دے گمراہی میں چلے جارہے ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ نے اپنی مجلس علمی میں چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) احادیث کی روشنی میں فقہ اسلامی مرتب کی جو آج تیرہ صدیاں گذرنے کے باوجود عالم اسلام کے قانونِ عدالت کا مآخذ ہے۔

قانونِ اسلامی مرتب ہوا امام ابوحنیفہؒ کی چالیس (۴۰) رکنی مجلس جس کا تذکرہ گزشتہ اوراق میں آپ نے پڑھ لیا ہے قرآن وحدیث کے مجموعہ سے اس کو مدون کیا گیا قانونِ اسلامی کا یہ دفتر جن آیاتِ قرآنی اور احادیث نبویہ سے مرتب ہوا ان کو امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں نے جمع کیا اسی مجموعہ کو مسند کہا جاتا ہے ہر شاگرد کا جمع کردہ ''مسند'' اس کے نام سے معروف ہے ایسی مسانید کی تعداد پندرہ ہے جن کو ''جامع المسانید'' کہا جاتا ہے جو احادیث کا مضبوط قلعہ ہیں۔

ان احادیث میں امام ابوحنیفہؒ اور صحابی رسول ﷺ کے درمیان صرف واسطے ہیں جو احادیث نبویہ کی اعلیٰ قسم تسلیم کی جاتی ہے۔

گزشتہ اوراق میں آپ امام ابوحنیفہؒ کے اساتذہ کی تفصیل پڑھ چکے ہیں۔ یہ حضرات علم حدیث کے اولین ارکان شمار کئے جاتے ہیں اور جن کے شاگردوں کے شاگرد امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، بلکہ صحاحِ ستہ کے تمام مؤلفین کے استاذ وشیوخ ہیں۔

کتاب بخاری کو جو دیگر کتابوں پر فضیلت دی گئی اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اس کتاب میں (۲۲) عدد احادیث ''ثلاثیات'' ہیں جن میں امام بخاریؒ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صرف تین واسطے ہوا کرتے ہیں۔

(۱) تبع تابعینؒ (۲) تابعینؒ (۳) صحابیؓ، ایسی احادیث اصح الاحادیث کہلائی جاتی ہیں۔

بائیس (۲۲) ثلاثیات میں بیس (۲۰) ثلاثیات امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں کی ہیں۔

اس لحاظ سے امام بخاریؒ، امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں کے شاگرد قرار پاتے ہیں۔

Marfat.com

امام ابوحنیفہؒ کی ''جامع المسانید'' پندرہ مسندوں پر مشتمل ہے۔

جامع المسانید کی کئی ایک شروحات لکھی گئیں ان میں سب سے بڑا کام ملک شام کے امام ابوالموید محمد بن محمود خوارزمیؒ المتوفی ۶۶۵ھ نے امام ابوحنیفہؒ کی تمام مسانید کو ایک بڑی ضخیم کتاب ''جامع المسانید'' کے نام سے یکجا کیا یہ ملت اسلامیہ کا بہت بڑا کارنامہ ہے جو رہتی دنیا تک سورج کی طرح آب و تاب کے ساتھ باقی رہے گا۔ فللہ الحمد

امام خوارزمیؒ خود لکھتے ہیں کہ میں نے ملک شام میں بعض جاہلوں سے امام ابوحنیفہؒ کی حدیثوں کی تعداد کے بارے میں ایسی قلیل مقدار کا ذکر سنا کہ جس سے امام ابوحنیفہؒ کی تحقیر ہوتی تھی۔ یہ لوگ دعویٰ کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہؒ کی کوئی حدیث کی کتاب نہیں ہے۔ اس بدترین جھوٹ وتہمت پر میری دینی وایمانی غیرت دامن گیر ہوگئی۔ میں نے یہ فیصلہ کرلیا کہ ملت کے بڑے محدثین نے امام ابوحنیفہؒ کی تحریر کروائی حدیثوں کو جو پندرہ مسندوں میں جمع ہیں، یکجا کردوں۔ (محقق ابوزہرہ ص ۱۹۲)

ان پندرہ مسانید میں مسند امام محمدؒ اور امام ابویوسفؒ شامل ہیں اور ان کتابوں کو علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی تسلیم کیا ہے۔ کہ امام ابوحنیفہؒ کی مسند ہیں۔

امام علی بن جعد الجوہریؒ جو حدیث کے بہت بڑے امام اور امام بخاریؒ و امام ابوداؤد کے استاذ ہیں فرماتے ہیں۔

''ابو حنیفةؒ اذا جآء با لحدیث جآء به مثل الدر''

ترجمہ: امام ابوحنیفہؒ جب بھی حدیث پیش کرتے ہیں تو وہ موتی کی طرح آبدار ہوتی ہے۔ (جامع المسانید، ج۲ص ۲۰۸)

جامع المسانید کے پندرہ نسخوں کے نام ومرتبین کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

کتاب جامع المسانید

(۱) المسند	ابومحمد الحارثی البخاریؒ المتوفی ۳۴۰ھ
(۲) المسند	الحافظ ابوالقاسم طلحہ بن محمد بن جعفرؒ ۳۴۰ھ
(۳) المسند	ابوالحسن محمد بن المظفرؒ المتوفی ۳۷۹ھ

Marfat.com

(۴) المسند	الامام الحافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصفہانیؒ ۴۳۰ھ
(۵) المسند	الامام ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمدؒ
(۶) المسند	الامام الحافظ صاحب الجرح والتعدیل ابو احمد بن عبد اللہ الجرجانیؒ
(۷) المسند	امام حسن بن زیاد اللولوی صاحب ابی حنیفہؒ ۲۰۴ھ
(۸) المسند	القاضی ابو الحسن الاشنانیؒ
(۹) المسند	ابو بکر احمد بن محمد الکلاعیؒ
(۱۰) المسند	حافظ ابو عبد اللہ الحسین بن محمد خسرو البلخی ۵۲۳ھ
(۱۱) المسند	حماد بن ابی حنیفہؒ ۱۷۶ھ
(۱۲) المسند	الامام محمد بن الحسن شیبانیؒ ۱۸۹ھ (یسمی نسخۃ محمد بن ابی حنیفہؒ)
(۱۳) المسند	الامام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم القاضیؒ ۱۸۳ھ
(۱۴) المسند	الامام محمد بن الحسن شیبانیؒ ۱۸۹ھ
(۱۵) المسند	ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوامؒ

(جامع المسانید ج ا ص ۶۹، الباب الثانی) مطبوعہ فی الھند حیدر آباد

مذکورہ پندرہ مسانید امام ابو حنیفہؒ کی خود نوشتہ نہیں ہیں بلکہ امام ابو حنیفہؒ کی بیان کردہ احادیث ہیں جن کو ان کے شاگردوں نے ضبط کیا اور اس کو مسند ابو حنیفہؒ کا نام دیا گویا یہ سب حضرات امام ابو حنیفہؒ کی روایت کردہ احادیث کے نقل کرنے والے ہیں۔ ان پندرہ مسانید کے علاوہ امام طحاویؒ جو فقہاء متقدمین میں شمار کیے جاتے ہیں امام ابو حنیفہؒ کی روایات و آثار کو اپنی مشہور زمانہ کتاب ''طحاوی شریف'' ''معانی الآثار'' اور ''مشکل الآثار'' میں جمع کر دیا جو آج ہند و پاک کے علاوہ دنیا کی بڑی جامعات میں پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔ ان کتب کے علاوہ زُبیدیؒ نے اپنی کتاب ''عقود الجواہر'' میں وہ تمام احادیث جمع کر دیں ہیں جو مسلک امام ابو حنیفہؒ کے دلائل شمار کیے جاتے ہیں۔

Marfat.com

امام ابوحنیفہؒ نے کم وبیش چار ہزار محدثین سے روایات نقل کی ہیں۔امام ذہبیؒ نے امام ابوحنیفہؒ کے تذکرے میں لکھا ہے کہ محدث یحیٰ بن نصر نے بیان کیا کہ میں امام ابوحنیفہؒ کے مکان میں داخل ہوا تو پورا گھر کتابوں سے بھرا پایا۔میں نے امام صاحب سے دریافت کیا یہ کونسی کتابیں ہیں؟ فرمایا احادیث رسول ﷺ کا ذخیرہ ہے۔ان میں سے میں نے وہی حصہ لیا ہے جس کی مجھ کو فقہ میں ضرورت تھی باقی اپنی جگہ محفوظ ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر مکیؒ نے کتاب ''الخیرات الحسان فی مناقب النعمان'' میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے مشائخ حدوشمار سے باہر ہیں جن میں بعض اصحاب رسول ﷺ اور دیگر تابعین وتبع تابعین کی تعداد شامل ہے۔

امام جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں۔

"من مناقب ابی حنیفة التی انفرد بها انه اول من دون علم الشریعة ورتبه ابواباً"

ترجمہ: امام ابوحنیفہؒ کی خصوصیات میں سے ایک بات ایسی بھی ہے جس میں وہ ممتاز ہیں انہوں نے فقہ اسلامی کی ترتیب وتدوین کا سب سے پہلے کام انجام دیا۔ (تبییض الصحیفة، ج:۱۲۹ مکتبہ ادارۃ القرآن)

پھر امام سیوطیؒ یہ بھی لکھتے ہیں کہ روئے زمین کی پہلی اسلامی کتاب ''موطا'' کی تدوین وترتیب میں امام مالکؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی پیروی وتقلید کی ہے۔

قاضی ابو العباسؒ نے کتاب ''اخبار ابی حنیفہ'' میں سند متصل کے ساتھ محمد بن عبدالعزیز بن محمد دراوردیؒ سے روایت کی ہے کہ امام مالکؒ، حضرت امام ابوحنیفہؒ کی کتابوں سے استفادہ کرتے تھے۔(مناقب ذہبیؒ، ص:۱۱)

کتاب الآثار کا تعارف

امام ابوحنیفہؒ نے شہر کوفہ کی مشہور علمی درسگاہ میں تدوین فقہ کے ساتھ فقہ کے ابواب پر مشتمل احادیث کا ایک صحیح مجموعہ انتخاب فرما کر مرتب کیا پھر اسے اپنے مشہور زمانہ شاگردوں قاضی ابو یوسفؒ، امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ، امام زفر بن ہذیلؒ اور امام حسن بن زیادؒ

Marfat.com

وغیرہم کے سامنے دوران درس بیان کیا انہیں آپ کے شاگردوں نے حدثنا، اخبرنا کے الفاظ سے تحریر کرلیا۔ امام صاحبؒ کے ان درسی افادات کا نام ''کتاب الآثار'' ہے جو دوسری صدی ہجری کے وسط کی تالیف ہے۔

پھر اس کتاب کے راویوں کی کثرت سے ''کتاب الآثار'' کے بہت سے نسخے ہوگئے۔ لیکن دوام وشہرت چار نسخوں کو حاصل رہی۔

(۱) کتاب الآثار — بروایت امام محمد بن حسن الشیبانیؒ

(۲) کتاب الآثار — بروایت امام ابو یوسفؒ

(۳) کتاب الآثار — بروایت امام زفرؒ

(۴) کتاب الآثار — بروایت امام حسن بن زیادؒ

پھر ان چار نسخوں میں سب سے زیادہ شہرت اور قبولیت امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کے روایت کردہ نسخے کو حاصل ہوئی جو امام ابوحنیفہؒ کی روایات کا مستند وصحیح احادیث کا ذخیرہ ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ تحریر کرتے ہیں۔

" والموجود من حديث ابى حنيفة مفرداً انما هو كتاب الآثار التى رواها محمد بن الحسن عنه " (تعجيل المنفعة برجال الائمة الاربعة ، ص: ١٩)

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے کتاب الآثار کے راویوں کے حالات پر دو کتابیں لکھی ہیں پہلی کتاب کا نام ''الایثار بمعرفۃ رواۃ الآثار'' دوسری کتاب کا نام ''تعجیل المنفعۃ بزوائد رجال الائمۃ الاربعۃ'' یہ کتاب دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد اے۔پی سے شائع ہوچکی ہے۔ حافظ سخاویؒ نے بھی کتاب الآثار کے راویوں پر ایک مستقل کتاب کی نشاندہی کی ہے۔ (اعلان بالتوبیخ، ص: ۱۱۷)

علامہ چلپیؒ نے ''کشف الظنون'' میں ''کتاب الآثار'' پر امام ابوجعفر طحاویؒ کی ایک شرح کا بھی ذکر کیا ہے۔

مشہور محقق شیخ ابوزہرہ مصری نے کتاب الآثار کے بارے میں لکھا ہے۔

Marfat.com

یہ کتاب ''کتاب الآثار'' علمی طور پر تین وجہ سے اہم ترین ہے (۱) پہلی بات تو یہ کہ امام ابوحنیفہؒ کی روایت کردہ احادیث کا یہ ذخیرہ ہے۔ (۲) دوسری بات یہ ہے کہ یہ کتاب ہمیں بتاتی ہے کہ امام صاحب نے احادیث رسول ﷺ اور فتاویٰ صحابہ کا استعمال کس طرح کیا ہے۔ (۳) تیسری بات یہ کہ اس کتاب سے تابعین حضرات اور فقہائے کوفہ کے خصوصاً اور فقہاء عراق کے عموماً فتاویٰ تک ہماری رسائی ہو جاتی ہے۔ (ابوحنیفہؒ: مولف ابوزہرہ مصری)

امام ابوحنیفہؒ کا زمانہ بعض صحابہ کرامؓ اور بڑے بڑے تابعین کا زمانہ تھا احادیث رسول ﷺ کی اتنی وسعت وتشہیر ابھی تک نہیں ہوئی تھی جیسا کہ امام بخاریؒ وامام مسلمؒ کے زمانے میں ہوگئی۔ ایک ایک حدیث کے لئے سینکڑوں سلسلۂ سند ہو چکے تھے لیکن امام ابوحنیفہؒ کے دور میں دو یا تین راویوں کے واسطے سے حدیث رسول ﷺ مل جایا کرتی تھی اس کے باوجود بھی امام ابوحنیفہؒ نے چالیس ہزار احادیث سے ''کتاب الآثار'' کا انتخاب کیا۔ چنانچہ امام ابوبکر زرنجریؒ فرماتے ہیں: ''انتخب ابوحنیفة ''الآثار'' من اربعین الف حدیث''

ترجمہ: امام ابوحنیفہؒ نے ''کتاب الآثار'' کو چالیس ہزار احادیث رسول ﷺ سے منتخب کیا۔ (مناقب الموفق، ج:۲،ص:۹۵)

محقق ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں۔

''ان الامام ذکر فی تصانیفه نیفاً وسبعین الف حدیث وانتخب '' الآثار '' من اربعین الف حدیث ''(مناقب علی قاریؒ ، ج : ۲، ص : ۴۷۴)

ترجمہ: امام ابوحنیفہؒ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار (۷۰۰۰۰) سے زائد احادیث بیان کی ہیں اور چالیس ہزار احادیث سے ''کتاب الآثار'' کا انتخاب کیا ہے۔

امام عبداللہ بن المبارکؒ جن کو ''امیر المؤمنین فی الحدیث'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور جو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے استاذوں میں شمار کئے جاتے ہیں فرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

روی آثاره فاجاب فیھا
کطیران الصقور من منیقة
فلم یك فی العراق له نظیر
ولا بالمشرقین ولا بکوفه

(المناقب،ص:۱۹۰)

ترجمہ:امام ابوحنیفہؒ نے اپنی کتاب ''الآثار'' کوروایت کیا تواتنی تیزی سے چلے جیسے بلندی سے شکاری پرندہ حملہ کرتا ہے۔نہ تو عراق میں ان کی نظیر تھی اور نہ کوفہ میں نہ مشرق ومغرب میں۔

امام شافعیؒ فرماتے تھے۔

''من لم ینظر فی کتب ابی حنیفة لم یتبحر فی الفقه''
(اخبار ابی حنیفہ ۱/۸۷)

ترجمہ: جوکوئی امام ابوحنیفہؒ کی کتابوں سے بے نیاز رہے گا اس کوعلم میں مہارت حاصل نہ ہوگی۔

شیخ الاسلام یزید بن ہارونؒ نے ایک استفسار کے جواب میں فرمایا:
''انظروا فیھا ان کنتم تریدون ان تفقھوا فانی ماررایت احداً من الفقھاء یکره النظر فی قوله۔''
(تاریخ بغداد،ج:۱۳،ص:۳۴۲)

ترجمہ:اگرتم فقیہ بنا چاہتے ہوتو امام ابوحنیفہؒ کی کتابوں کا مطالعہ کرو میں نے کسی بھی فقیہہ عالم کوان سے بے نیاز نہیں دیکھا۔

محدث یحیٰ بن نصر کہتے ہیں میں امام ابوحنیفہؒ کے مکان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ کتابوں سے بھرا ہوا تھا۔پوچھا یہ کونسی کتابیں ہیں؟ فرمایا یہ سب احادیث شریفہ کا ذخیرہ ہے ۔میں نے ان میں سے صرف وہ احادیث لی ہیں جو فقہ کی تدوین کے لئے ضروری تھیں۔

(عقود الجواہر،ج:۱،ص:۲۳)

Marfat.com

امام طحاویؒ کی فکری تبدیلی

محمد بن احمد الشرطیؒ نے امام طحاویؒ سے دریافت کیا (جو طبقۂ محدثین میں امامت کا درجہ رکھتے ہیں) آپ نے اپنے ماموں امام مزنیؒ (جو امام شافعیؒ کے ممتاز شاگرد تھے) کا مسلک چھوڑ کر امام ابو حنیفہؒ کا مسلک کیوں اختیار کیا؟

امام طحاویؒ نے جواب دیا کہ میں نے اپنے ماموں امام مزنیؒ کو دیکھا کہ وہ ہمیشہ امام ابو حنیفہؒ کی کتابوں کا مطالعہ کیا کرتے ہیں میں نے بھی ان کا مسلک اختیار کر لیا۔

(وفیات الاعلام ۷۱/۱)

ایک روایت میں یہ واقعہ اس عنوان سے نقل کیا گیا ہے۔

امام طحاویؒ نے اپنے ماموں امام مزنیؒ جو شافعی مسلک رکھتے تھے ایک دفعہ ان کی کسی تحقیق سے اختلاف کیا اور اس پر قائم رہے۔ امام مزنیؒ کو یہ بات ناگوار گزری چونکہ امام طحاویؒ ان کے شاگرد اور بھانجے بھی ہوتے تھے۔ یہ تنبیہ فرمائی واللہ تم علم وفہم کی نعمت سے محروم رہو گے۔

امام طحاویؒ اس علمی تنبیہ سے متاثر نہ ہوئے اور اپنے ماموں کا شافعی مسلک ترک کر دیا مسلک حنفی کی تحقیق میں مشغول ہو گئے۔ آخر اپنی تحقیق وجستجو میں اس مقام تک پہنچے جس کے نتیجہ میں حدیث کی کتاب "شرح معانی الآثار" (طحاوی شریف) وجود میں آئی۔

یہ کتاب فقہ حنفی کی احادیث کی ان کتابوں میں شامل ہے جنہیں "امہات الکتب" کہا جاتا ہے۔ ہزار سال گزر گئے آج بھی کتاب کی وہی شان ہے جو اپنے دور میں معروف تھی۔

جب یہ کتاب وجود میں آئی تو امام طحاویؒ فرمایا کرتے تھے۔ اگر آج میرے ماموں امام مزنیؒ باحیات ہوتے اور میری یہ کتاب دیکھتے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دیتے۔ فرحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ومغفرتہ۔

امام ابو حنیفہؒ کی حاضر جوابی

امام ابو حنیفہؒ کو علم فقہ واجتہاد اور قرآن وحدیث سے مسائل کے استخراج میں جو

Marfat.com

غیر معمولی حافظہ، طبعی ذکاوت، فطری ذہانت حاصل تھی وہ ایک خصوصی عطاو بخشش تھی جو خدائے علیم وحکیم نے عطا کی تھی۔ بہت کم انسانوں کو یہ نصیب ہوا ہے۔

زمانے کے ہم عصر علماء کے علاوہ مخالفین وحاسدین بھی ان کی اس غیر معمولی ذکاوت وذہانت کے معترف تھے۔ حاضر جوابی جو اللہ کی علمی نعمتوں میں عظیم نعمت شمار کی جاتی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کو اس کا بھرپور حصہ ملا تھا۔

حاضر جوابی:

امام ابوحنیفہؒ کے ایک ہم عصر محدث امام اعمشؒ جن کا پورا نام سلیمان بن مہران تھا جن کی وفات ۱۴۸ھ میں ہوئی ''سید المحدثین'' کے لقب سے ممتاز تھے ان کی روایت کردہ احادیث کو عام طور پر ''مصحف'' کہا جاتا تھا (قرآن جیسا مجموعہ) چار ہزار احادیث زبانی بیان کرتے تھے۔

امام اعمشؒ سے ایک دفعہ خطا سرزد ہوگئی۔ ان کی بیوی جو حسین وجمیل خاتون تھی اس کو اپنے حسن وجمال پر ناز بھی تھا اس کے برعکس امام اعمشؒ معمولی شکل وصورت کے آدمی تھے ایک عیب یہ بھی تھا کہ آنکھوں میں چندھیاں پن تھا، بیوی ان کو خاطر میں نہ لاتی اکثر جھگڑا کیا کرتی۔ ایک دفعہ ایسا ہی ہوا امام اعمشؒ تھک تھکا کر گھر آئے، بیوی نے جھگڑا شروع کر دیا اور اصرار کیا کہ تم مجھ کو طلاق دیدو ورنہ آج سے بات چیت بند، امام اعمشؒ نے اس کو بہت سمجھایا منایا مگر اس کی ضد اور بڑھ گئی اور شدت اختیار کر گئی بالآخر بیوی نے بات چیت بند کرلی۔ امام اعمشؒ نے پھر بھی فہمائش کی لیکن وہ راضی نہ ہوئی۔ بالآخر غصے میں آکر امام اعمشؒ نے قسم کھالی کہ اگر آج کی رات تک تو نے بات نہ کی تو تجھ پر طلاق بائن (ایسی طلاق جس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے) غصے وجذبات میں امام اعمشؒ کی زبان سے یہ الفاظ نکل تو گئے لیکن بہت جلد گھریلو حالات بچوں کی نگہداشت امورِ خانہ داری اور دیگر مسائل سامنے آگئے اور اپنے فیصلہ پر نادم ہوگئے نجات کی کوئی صورت نہ تھی کیونکہ رات ختم ہوتے ہیں بیوی جدا ہوجائے گی پھر کوئی حل نہیں۔ راتوں رات امام ابوحنیفہؒ کے گھر گئے اور صورت

Marfat.com

حال بیان کی اور التجا کی کہ آپ ہی اس کا حل نکال سکتے ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ نے تسلی دی۔ مشکل یہ تھی کہ ایسے الفاظ استعمال کرنے پر شوہر کو طلاق واپس لینے کا اختیار نہیں رہتا وقت گزرتے ہی (یعنی رات ختم ہوتے ہی) طلاق واقع ہو جاتی ہے اور نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے امام اعمشؒ سے برجستہ کہا فکر کی بات نہیں خاطر جمع رکھیے، میں ابھی مسجد کے مؤذن کو پابند کر دوں گا کہ وہ آج فجر کی اذان رات ختم ہونے سے پہلے پہلے دیدے تا کہ پوری اذان رات ہی کے اندر ہو جائے۔ چنانچہ امام ابوحنیفہؒ نے یہ کام کروا دیا ابھی صبح صادق طلوع نہ ہوا تھا کہ مؤذن نے اذان دیدی ادھر امام اعمشؒ کی بیوی جو پہلے ہی سے اپنا انتظام کر بیٹھی تھی اذان کا انتظار کر رہی تھی اذان کی آواز سنی تو اچھل پڑی اور جوش مسرت میں بول پڑی۔ ''اللہ کا شکر ہے آج اس بوڑھے سے نجات ملی۔ پھر شوہر کو جو بھی کہنا تھا کہدیا۔'' امام اعمشؒ نے کہا کیسی نجات؟ کیسی خوشی؟ ابھی رات باقی ہے مؤذن نے رات ختم ہونے سے پہلے اذان دیدی ہے اور تو نے رات ختم ہونے سے پہلے ہی مجھ سے بات کر لی لہٰذا میری طلاق باطل ہو گئی اور تو حسب سابق میری بیوی رہی۔

امام ابوحنیفہؒ کا یہ مشورہ بروقت برجستہ تھا اور قیامت تک ان شوہروں کو جو اس قسم کی مصیبت سے دوچار ہو جاتے ہیں نجات پانے کا ایک حل ہاتھ آ گیا اور ان عورتوں کو جو ذرا ذرا سی بات پر شوہروں کو الٹا لٹکا دیتی ہیں زبانوں پر تالا لگا دیا۔

حاضر جوابی:

ایک رومی اسکالر بغداد میں خلیفہ کے دربار میں آیا اور اپنے علم و ہنر، دانائی و ہمہ دانی کے دعوے کیے اور اس نے بڑے فخر و شان سے کہا کہ میرے پاس تین ایسے سوال ہیں جن کا آپ کی سلطنت کے سارے علماء ملکر بھی جواب نہیں دے سکتے۔ خلیفہ اس کے دعویٰ سے حیران تھا اعلان کروایا جو علماء جواب دے سکتے ہیں وہ فلاں تاریخ کو دربار میں آ جائیں۔ علماء فقہاء جمع ہوئے امام ابوحنیفہؒ بھی تشریف لائے۔ رومی اسکالر نے منبر پر چڑھ کر علماء اسلام کو اپنے تین سوالات سنائے۔

Marfat.com

ا۔ یہ بتاؤ کہ اللہ سے پہلے کائنات میں کون تھا؟

۲۔ یہ بتاؤ کہ اللہ کا رخ کدھر ہے؟

۳۔ یہ بتاؤ کہ اللہ اس وقت کیا کر رہا ہے؟

چونکہ سوالات نئے قسم کے تھے تھوڑی دیر مجمع پر سکوت رہا پھر اچانک امام ابوحنیفہؒ آگے بڑھے اور اسکالر سے کہا چونکہ آپ نے منبر پر بیٹھ کر سوالات کئے ہیں مجھ کو بھی منبر پر بیٹھ کر جوابات دینا چاہئے لہٰذا نیچے آؤ۔ امام صاحب منبر پر بیٹھ گئے۔ اسکالر سے کہا سوال دہراؤ۔

اسکالر نے کہا پہلا سوال تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے پہلے کائنات میں کون تھا؟

امام ابوحنیفہؒ نے جواب دیا گنتی شمار کرو اسکالر نے ایک سے دس تک گنتی شمار کی امام صاحب نے کہا دس سے پیچھے کی طرف الٹی گنتی شمار کرو اسکالر نے ۱۰۔۹۔۸۔۷۔۶۔۵۔۴۔۳۔۲۔۱۔ شمار کیا۔ امام صاحب نے فرمایا ایک سے پہلے گنو؟ اسکالر نے کہا ایک سے پہلے کوئی عدد نہیں ہوتا۔

امام صاحب نے فرمایا اللہ بھی ایک ہے اور اس سے پہلے کوئی نہیں۔ یہ تمہارے پہلے سوال کا جواب ہے۔

اسکالر نے دوسرا سوال کیا کہ اللہ کا رخ کدھر ہے؟

امام صاحب نے ایک شمع روشن کی پھر اسکالر سے اس کا رخ دریافت کیا کہ اس کا رخ کدھر ہے؟

اسکالر نے کہا شمع کا رخ ہر چار سو ہے۔ امام صاحب نے کہا یہی حال اللہ کا ہے اس کا رخ ہر طرف ہے۔

تیسرے سوال کے جواب میں کہ اللہ اس وقت کیا کر رہا ہے۔ امام صاحبؒ نے فرمایا اس وقت اللہ نے تجھے منبر سے نیچے اتار دیا ہے اور مجھ کو منبر پر بیٹھنے کی عزت دی اور تیرے سوالات کے جوابات القاء کئے۔

بات آناً فاناً ختم ہوگئی رومی اسکالر نے راہ فرار ہی میں اپنی عافیت سمجھی مناظرہ ختم ہوگیا۔ (الموفق، ج:۱،ص:۱۷۸ مکتبہ اسلامیہ،عقود الجمان،ص:۲۸۴ مکتبۃ الایمان)

Marfat.com

ایک تیسرا مناظرہ:

شہر کوفہ کا ایک رافضی حضرت عثمان ذی النورینؓ کے خلاف بکواس کیا کرتا تھا۔کبھی انہیں کافر کہتا تھا کبھی یہودی کہہ کر گالی دیتا۔امام ابوحنیفہ کو جب اس کا علم ہوا تو بے چین ہو گئے ایک دن رافضی کے گھر گئے۔رافضی بے حد خوش ہوا کہ اتنا بڑا امام بغیر کسی دعوت کے غریب خانہ آ گیا۔امام صاحب نے نہایت محبت وخیر خواہی کے انداز میں اس رافضی سے کہا کہ میں تمہاری لخت جگر لڑکی کے لئے ایک بہترین رشتہ لایا ہوں لڑکا نہایت دیندار، بااخلاق، حسب ونسب کے لحاظ سے ممتاز، شکل وصورت میں حسین وجمیل، مال ودولت کے لحاظ سے بھی خوشحال، تم اس کو اپنی بیٹی کے لئے قبول کرلو۔رافضی خوشی میں اچھل گیا کہنے لگا یہ رشتہ میری لڑکی کے علاوہ سارے خاندان کے لئے بھی عزت وشرافت ہے۔آپ ہی اپنی سرپرستی میں میری لڑکی کا نکاح پڑھادیں۔مشورہ کی ضرورت نہیں۔امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا میں اس کو قبول کرتا ہوں البتہ لڑکے میں ایک عیب ہے کہ وہ مذہباً یہودی ہے۔رافضی کا رنگ اچانک بدل گیا جھلا کر بولا کیا میں اپنی لڑکی کا نکاح یہودی سے کردوں؟

امام ابوحنیفہؒ نے برجستہ فرمایا کیا حرج ہے؟ آپ اپنی ایک لخت جگر کو یہودی کے نکاح میں دینے کے لئے تیار نہیں لیکن رسول ﷺ نے اپنی صاحبزادیوں میں سے دو صاحبزادیوں کو یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دیدیا تھا (جب کہ رافضیوں کے عقیدے کے مطابق حضرت عثمانؓ یہودی تھے) یہی نہیں بلکہ آپ ﷺ نے اپنی دوسری لڑکی کے انتقال پر فرمایا عثمانؓ ایسا شخص ہے اگر میرے ہاں تیسری لڑکی ہوتی تو اس کا نکاح بھی عثمانؓ سے کردیتا۔اللہ اکبر، اس جواب سے رافضی کی عقل وفکر پر ایک زبردست چوٹ لگی کہ اپنے شیعہ عقیدہ پر شرمندہ ہوا اور خلوص دل سے توبہ کی، کلمہ اسلام پڑھ کر اسلام میں دوبارہ داخل ہوا۔ لاالہ الااللہ (عقود الجمان، ص ۲۷۳ مکتبۃ الایمان، مدینہ منورہ)

امام ابوحنیفہؒ نے کسی سے بھی بحث ومناظرہ میں امت کے اہل تحقیق کو ایک زرین ومضبوط اصول دیا ہے کہ فریق مخالف اس کو برداشت نہیں کرسکتا پھر اس کو راہ فرار اختیار کئے

Marfat.com

بغیر کوئی چارہ نہیں ملتا۔فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی سے مناظرہ کرنے کا اتفاق ہو جائے تو الٹا اسی سے پوچھنا شروع کردو تم ہی غالب آجاؤ گے۔

امام ابوحنیفہؒ نے اپنے اس اصول کو زندگی بھر آزمایا ہر دفعہ غلبہ و کامیابی نصیب رہی۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ ہم نے بھی اس کو اپنایا الحمدللہ کامیابی ملی۔ فلله الحمد والمنه

اخلاق وعادات

بڑوں کے اخلاق بھی بڑے ہوتے ہیں فیاض ازلی نے ہر وجود کو ایسے ہی پیدا نہیں کیا۔آسمان بنایا تو اسکو رفعت و بلندی دی، زمین کو بنایا تو اس کو نرمی و سختی دو متضاد صفات سے ایک جان کیا، سخت اتنی کہ بڑے بڑے فلک بوس پہاڑوں کو اپنی پشت پر لے لیا، نرم ایسی کہ ایک بے طاقت چیونٹی نے زمین کے اندر اپنا گھر بنالیا۔فسبحان من خلق السموات والارض ومن فيه ا۔امام ابوحنیفہ کے اخلاق واوصاف کے بارے میں خلیفہ ہارون رشید نے امام ابویوسفؒ سے خواہش ظاہر کی تھی کہ امام ابوحنیفہؒ کے اخلاق وعادات سننا چاہتا ہوں۔

امام ابویوسفؒ نے فرمایا جہاں تک میں جانتا ہوں امام صاحب نہایت بااخلاق و باکردار شخص تھے۔ہر قسم کی مکروہات سے اجتناب کیا کرتے ا اکثر حالت خاموشی کی رہا کرتی۔ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی گہری فکر میں کھوئے ہوئے ہیں۔جب کوئی بات کرتا جواب دیتے، پھر خاموش ہوجاتے نہایت سخی فیاض قسم کے انسان تھے کسی کے آگے اپنی حاجت نہیں لے جاتے۔مالداروں سے ملنا پسند نہ کرتے اور خود مال وجاہ کو پسند نہیں کرتے ،خلیفہ منصور عباسی نے بارہا عدالت عالیہ کی صدارت پیش کی ہر بار معذرت کردیتے ایک دفعہ خلیفہ کے اصرار پر کہہ دیا تھا کہ میں اس عہدہ کا اہل نہیں ہوں۔خلیفہ نے غصہ کی حالت میں کہا آپ جھوٹ بولتے ہیں۔امام ابوحنیفہؒ نے نہایت متانت وسنجیدگی سے فرمایا: پھر آپ ہی نے خود فیصلہ کردیا جھوٹا قاضی نہیں ہوسکتا۔

امام صاحبؒ ہر کسی کی بھی غیبت سے احتراز کیا کرتے تھے جب بھی کسی کے ذکر کی نوبت

Marfat.com

آتی بھلائی اور نیکی سے اس کا ذکر کرتے۔ بہت بڑے عالم تھے مال کی طرح علم کے صرف کرنے میں بڑے فیاض تھے۔ مزاج میں تکلف نہ تھا، رفتار وگفتار میں تواضع ہی تواضع تھی۔

ہارون رشید نے یہ تفصیل سن کر کہا صالحین کے یہی اخلاق ہوا کرتے ہیں۔

عام نگاہوں میں یہ اخلاق کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتے لیکن روحانی اقدار کے قدر شناس خوب جانتے ہیں کہ زندگی ظاہر میں جس قدر سادہ وآسان ہے، اسی قدر مشکل اور قابل قدر بھی ہے۔ ہم اسی زندگی کو انسان کی معراج جانتے ہیں۔ یہ دراصل نبیوں کی زندگی ہے جو ظاہر بینی میں تو کوئی شان آن نہیں رکھتی لیکن حقیقت میں انسان وحیوان کے فلسفہ میں سو فیصد امتیاز پیدا کردیتی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا یہ ارشاد ''البذاذة من الایمان ،ان البذاذة من الایمان'' (الحدیث) (ابوداؤد ۲/۲۱۷ کتاب الترجل) (سادگی اور تواضع ایمان ہے، سادگی اور تواضع ایمان ہے) اسی حقیقت کا اظہار ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کامل الایمان صادق الاسلام انسان تھے یہی عادات واطوار ان کی حقیقی کرامات بھی ہیں امام صاحب کے اخلاق میں ضبط وتحمل نمایاں وصف تھا مؤرخین نے سینکڑوں واقعات نقل کئے ہیں۔

صبر وتحمل

ایک دفعہ درس دے رہے تھے ایک اجنبی آدمی نے مسئلہ پوچھا امام صاحب نے جواب دیا اس نے کہا مگر حسن بصریؒ نے اس کے خلاف کہا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ حسن بصریؒ سے خطا ہوئی۔ مجلس میں ایک شخص جو حسن بصریؒ کا معتقد تھا طیش میں آگیا جھلا کر کہا (ابن الفاحشة) حرام زادے حسن بصریؒ کو خطا کار کہتا ہے اس گستاخی پر مجلس میں انتشار پیدا ہو گیا لوگ مارنے پیٹنے کے لیے تیار ہو گئے امام صاحب نے سب کو خاموش کیا پھر اس شخص سے نہایت نرمی سے کہا ہاں حسن بصریؒ سے خطا ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس بارے میں جو روایت کی ہے وہ صحیح ہے۔

Marfat.com

ایسے ایک مجلس میں امام صاحب ایک شخص کو جواب دے رہے تھے لیکن وہ ہر جواب پر گستاخانہ اعتراض کر رہا تھا یہاں تک کہ اس نے امام صاحب کو زندیق (بددین) کہہ دیا۔ امام صاحب نے تحمل سے کہا اللہ تیری مغفرت کرے وہ خوب جانتا ہے کہ میری نسبت جو تم نے کہا صحیح نہیں ہے۔

اسی طرح ایک اور واقعہ مشہور و معروف ہے کہ امام صاحب کی درسگاہ میں ایک دفعہ بے پناہ ہجوم تھا ہر ذہن وفکر کے انسان جمع تھے ایک شخص نے امام صاحب کے بارے میں نامناسب الفاظ کہے شاگردوں نے روکنا چاہا۔ امام صاحب نے سب کو خاموش کر دیا اور اپنا درس جاری رکھا وہ بے ادب گستاخ برابر کلام کرتا رہا امام صاحب نے اس کی جانب رخ بھی نہیں کیا درس ختم ہونے کے بعد اٹھے اور اپنے گھر چلنے لگے وہ بے ادب بھی آپ کے ساتھ ہو گیا اور اپنی بکواس جاری رکھی امام اپنے گھر کے دروازے پر پہنچے اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا عزیزم یہ میرا گھر ہے کچھ باقی رہ گیا ہو تو کہہ لو میں اب اندر جانا چاہتا ہو۔

(عقود الجمان، ص: ۲۸۷-۲۸۸، ۲۹۱ مکتبۃ الایمان)

خود امام صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کسی پر لعنت نہیں کی اور نہ کسی سے انتقام لیا، کسی مسلمان یا کافر کو ایذاء نہیں دی نہ کسی سے بدعہدی یا وعدہ خلافی کی ہے ہمیشہ تحمل وضبط سے کام لیا ہے امام اوزاعیؒ ملک شام کے محدث وفقیہ علم فقہ میں اپنا مستقل مسلک رکھتے تھے ۔مکہ مکرمہ میں امام ابو حنیفہؒ سے ملاقات ہوگئی۔ امام صاحبؒ سے فرمایا عراق والوں پر تعجب ہے کہ نماز میں رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے۔ حالانکہ میں نے امام زہریؒ سے انہوں نے سالم بن عبداللہؒ سے انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمرؓ سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان دو موقعوں پر رفع یدین کرتے تھے۔

امام ابو حنیفہؒ نے اس روایت کے مقابلہ میں فرمایا کہ امام حمادؒ، امام ابراہیم نخعیؒ، امام علقمہؒ اور امام اسودؒ نے عبداللہ بن مسعودؓ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان موقعوں پر رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ امام اوزاعیؒ نے کہا سبحان اللہ میں تو امام زہریؒ، سالمؒ

Marfat.com

دوراویوں کی روایت سے حدیث بیان کرتا ہوں اور آپ اس کے مقابلے میں حمادؒ نخعیؒ، علقمہؒ، اسودؒ چار واسطوں سے روایت بیان کرتے ہیں۔

امام اوزاعیؒ کا مطلب یہ تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ تک صرف دو واسطوں سے حدیث نقل کی ہے اور آپ اپنی حدیث چار واسطوں سے نقل کر رہے ہیں لہٰذا ترجیح میری نقل کردہ حدیث کو ہونی چاہئے؟ کیونکہ اس میں واسطے کم ہیں۔

امام صاحب نے جواب دیا: راویوں کے کم یا زیادہ ہونے سے حدیث پر کچھ اثر نہیں پڑتا البتہ راویوں کی عدالت وصداقت کا حدیث کی فضیلت پر اثر پڑتا ہے۔

میری روایت کردہ حدیث کے راوی سب کے سب علم وفقہ میں افضل واعلیٰ ہیں پھر اس کی تفصیل بیان کی کہ امام حمادؒ، امام زہریؒ سے زیادہ فقیہہ ہیں اسی طرح امام ابراہیم نخعیؒ، امام سالمؒ سے افضل ہیں اور امام علقمہؒ کا حضرت ابن عمرؓ سے علم فقہ میں کم درجہ نہیں اگر حضرت ابن عمرؓ کو صحبت رسول ﷺ حاصل نہ ہوئی ہوتی تو میں کہہ دیتا کہ امام علقمہؒ حضرت ابن عمرؓ سے افضل ہیں اور امام اسودؒ کے فضائل کثیر در کثیر ہیں اور وہ سب کو معلوم ہیں۔

علاوہ ازیں امام اوزاعیؒ کی روایت کردہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہؒ کی روایت کردہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ صغار صحابہ میں شمار ہوتے ہیں غزوۂ احد (۳ھ) میں کم عمری کے باعث شریک ہونے سے روک دیئے گئے تھے۔

بخلاف حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے کہ وہ کبار صحابہؓ میں شریک ہیں۔ سابقین اولین میں شمار کئے جاتے ہیں نماز میں صف اول کے مصلی ہوا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہی میں آپ ﷺ کے حکم سے فتویٰ دیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بکثرت فضائل ومناقب کتب حدیث میں موجود ہیں۔ اصول حدیث کے لحاظ سے دونوں حدیثوں میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کو ترجیح دی جائے گی۔ (اگرچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کردہ حدیث، حدیث ہی کا درجہ رکھتی ہے مگر گفتگو ترجیح اور

Marfat.com

اولیت میں ہے جس کو امام ابوحنیفہؒ نے اختیار کیا۔)

امام رازیؒ نے اس بحث کو کتاب ''مناقب الشافعیؒ'' میں نقل کیا ہے۔ اور علامہ ابن الہمامؒ نے اس مناظرہ کو کتاب فتح القدیر میں ذکر کیا ہے۔ **فلیطالعه من شاء۔**

امام ابوحنیفہؒ کی ذہانت و بیداری

علامہ ذہبیؒ نے کتاب ''عبر فی اخبار من غبر'' (۱۶۴/۱ مکتبہ دار الکتب العلمیة) میں لکھا ہے کہ ''کان من اذکیاء بنی آدم'' اولاد آدم میں جو لوگ نہایت ذکی گزرے ہیں ان میں امام ابوحنیفہؒ شمار کئے جاتے ہیں۔ مشکل سے مشکل مسئلوں میں ان کا ذہن اس تیزی سے دوڑتا تھا کہ لوگ حیران رہ جاتے۔ ایک شخص کسی بات پر اپنی بیوی سے ناراض ہوا اور قسم کھا کر کہا کہ جب تک تو مجھ سے بات نہ کرے گی میں تجھ سے کبھی بات نہ کروں گا۔ عورت بھی تند مزاج تھی اس نے بھی قسم کھالی اور شوہر کے وہی الفاظ دہرائے جو شوہر نے کہے تھے کہ جب تک تم بات نہ کرو گے میں بھی بات نہ کروں گی۔

غصہ میں دونوں نے قسم کھائی کچھ دیر بعد ہوش آیا دونوں کو سخت افسوس ہوا۔ شوہر امام سفیان ثوریؒ کے پاس گیا اور واقعہ بیان کیا۔ نجات کی صورت کیا ہے؟ سفیان ثوریؒ نے کہا کہ اگر بات کی تو دونوں کو کفارہ دینا پڑیگا اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ یہ شخص مایوس ہو کر اٹھا اور امام ابوحنیفہؒ کے پاس آیا اور کہا برائے کرم کوئی تدبیر بتائیں؟ امام صاحبؒ نے فرمایا دونوں بات کرلو کسی پر کفارہ نہیں ہے۔

امام سفیان ثوریؒ کو جب معلوم ہوا تو نہایت برہم ہوئے اور امام ابوحنیفہؒ کے ہاں جا کر فرمایا آپ لوگوں کو غلط مسئلے بتایا کرتے ہیں۔ امام صاحبؒ نے اس شخص کو طلب کیا اور فرمایا تم اپنا واقعہ بیان کرو۔ اس نے دہرا دیا۔ امام ابوحنیفہؒ نے امام سفیان ثوریؒ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا میں نے جو پہلے جواب دیا تھا اب بھی وہی کہتا ہوں۔ امام سفیان ثوریؒ نے کہا کیوں؟ فرمایا جب عورت نے شوہر کو مخاطب کر کے شوہر کے الفاظ کہے کہ میں بھی تم سے بات نہ کروں گی تو عورت کی طرف سے بولنے کی ابتداء ہو چکی پھر قسم کہاں باقی رہی جو ٹوٹے، امام سفیان ثوریؒ نے کہا

Marfat.com

حقیقت میں آپ کو جو بات بروقت یاد آجاتی ہے ہم لوگوں کا وہاں خیال بھی نہیں جاتا۔

ایک ناکام سازش

خلیفہ منصور عباسی کا ایک درباری ابوالعباس امام ابوحنیفہؒ کا مخالف تھا ہر وقت امام صاحبؒ کو زک دینے کی کوشش کرتا ایک مرتبہ امام صاحبؒ دربار میں موجود تھے ابوالعباس نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا۔ امام صاحبؒ کی طرف مخاطب ہو کر کہا ابوحنیفہؒ امیر المومنین کبھی کبھی ہم لوگوں کو حکم دیتے ہیں کہ فلاں فلاں کی گردن اڑا دو۔ ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ شخص واقعی مجرم ہے یا نہیں ایسی صورت میں ہم کو حکم کی تعمیل کرنی چاہئے یا انکار کرنا چاہئے؟ امام صاحبؒ نے نہایت سنجیدگی سے پوچھا ابوالعباس! تمہارے نزدیک خلیفہ کے احکام حق ہوتے ہیں یا باطل؟ خلیفہ منصور کے سامنے کس کی مجال تھی کہ احکام خلیفہ کی نسبت ناجائز ہونے احتمال ظاہر کرے۔ ابوالعباس کو مجبوراً کہنا پڑا نہیں نہیں حق اور درست ہوتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا پھر تو حق کی تعمیل کرنی چاہئے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟

دربار سے باہر ہونے کے بعد ابوالعباس نے امام صاحب سے کہا ابوحنیفہؒ! آج تو تم نے ہلاک کر دیا تھا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا میں نے اپنا دفاع کیا ہے ہلاک تم خود ہو رہے تھے۔

ظریفانہ لطیفہ

امام صاحبؒ کے محلّہ میں ایک دوا فروش رہا کرتا تھا۔ مذہباً وہ غالی شیعہ تھا۔ امام صاحبؒ سے اس کو خواہ مخواہ بغض وعناد تھا اس کے پاس دو خچر تھے ایک کا نام اس نے ابوبکر اور دوسرے کا نام عمر رکھا تھا۔ حسن اتفاق سے ایک دن ایک خچر نے اس کو الٹی لات ماردی جس سے اس کا سر پھٹا اور وہ اسی وقت دم توڑ دیا۔ محلّہ میں اس کا چرچا ہوا۔ امام صاحب نے جب یہ سنا تو فرمایا دیکھنا اسی خچر نے مارا ہوگا جس کا نام اس نے عمر رکھا تھا۔ لوگوں نے تحقیق کی تو واقعہ ایسا ہی تھا۔ فی النار والسّقر

عجیب وغریب مناظرہ

قاضی ابن ابی لیلیٰ جو خلیفہ منصور عباسی کے دورِ حکومت میں عدالت عالیہ کے صدر

Marfat.com

قاضی تھے امام ابوحنیفہؒ کے ہم زمانہ اور ہم عمر تھے لیکن قاضی صاحب امام ابوحنیفہؒ سے کچھ زیادہ مناسبت نہیں رکھتے تھے، بعض اوقات امام ابوحنیفہؒ پر سخت اعتراض بھی کر دیا کرتے تھے۔ ابوحنیفہؒ اگر چہ جواب دیا کرتے تاہم نہایت متانت و سنجیدگی سے کلام کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ امام ابوحنیفہؒ خلیفہ منصور عباسی کے دربار میں تھے۔ قاضی ابن ابی لیلیٰ بھی آ گئے۔

اس زمانے میں یہ عام رواج تھا کہ اہل علم جب جمع ہو جاتے تو کوئی نہ کوئی بحث کا آغاز ہو جاتا اور یہ ملاقات علمی مجلس کی شکل اختیار کر لیتی، چنانچہ دربار میں یہ مسئلہ آ گیا کہ اگر سوداگر اپنے مال کے متعلق خریدار سے یہ کہدے کہ جس سودے کو آپ خرید رہے ہیں اس کے عیب و نقص سے میں بری ہوں اس کے باوجود اگر آپ خریدنا چاہیں تو آپ کو اختیار ہے۔ بیع واپس کرنے کا اختیار نہ ہوگا کیا ایسا معاملہ کرنا درست ہے؟ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا سوداگر کے اس اعلان کے بعد سوداگر بری الذمہ ہو جائے گا۔ سودا واپس لینے کا ذمہ دار نہیں۔ قاضی ابن ابی لیلیٰ نے بھی اس مسئلہ سے اتفاق کیا البتہ ایک شرط یہ بیان کی کہ سوداگر کو فروخت کرتے وقت مال کے اس عیب پر ہاتھ رکھ کر یہ بیان کرنا ضروری ہے ورنہ ایسے زبانی طور پر لفظی برأت کافی نہیں۔ پھر اس پر طویل بحث کی اور اپنے اصرار کو مضبوط کیا کہ اپنے مال کے عیب کو واضح طور پر ظاہر کرنا چاہئے اور اس کی صورت یہی ہے کہ عیب پر ہاتھ رکھ کر بتایا جائے۔ امام ابوحنیفہؒ نے اپنے قول کو دلائل سے مضبوط کیا۔ لیکن قاضی ابن ابی لیلیٰ اپنے موقف سے نہیں ہٹے۔ اس پر امام ابوحنیفہؒ نے نہایت تحمل وضبط سے سوال کیا۔ ابن ابی لیلیٰ! آپ سے ایک سوال ہے وہ یہ کہ کسی شریف عورت کا ایک غلام ہے جس کو وہ فروخت کرنا چاہتی ہے لیکن غلام میں یہ عیب ہے کہ اس کی ناف کے نیچے حصہ پر برص کا مرض ہے تو کیا آپ اس شریف عورت کو حکم دیں گے کہ اس عیب پر ہاتھ رکھ کر خریدار کو مطلع کرے؟ قاضی ابن ابی لیلیٰ چند سکینڈ سکتہ میں آ گئے پھر اپنی عزت و وقار کو دربار میں بچانے کے لئے ہاں کہہ دیا۔ اس پر دربار کے سارے حاضرین کی نگاہیں نیچی ہو گئیں اور قاضی ابن ابی لیلیٰ کا جواب سب کو ناگوار گزرا۔ مزید یہ بھی لکھا ہے کہ خلیفہ منصوالعباسی بھی قاضی صاحب پر سخت برہم ہوا۔ (الموفق، ج:۱،ص:۱۶۷ مکتبہ اسلامیہ)

Marfat.com

وہ اصحاب رسول ﷺ جن سے امام ابو حنیفہؒ نے ملاقات کی اور احادیث نقل کیں۔

جامع المسانید کے مرتب امام الخوارزمیؒ لکھتے ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ کے تابعی ہونے میں کسی محدث وفقیہہ کا اختلاف نہیں البتہ کتنے اصحابِ رسول ﷺ کو دیکھا ہے اس میں بعض نے اختلاف کیا ہے۔ لیکن امام الخوارزمیؒ المتوفی ۶۶۵ھ نے تعداد بھی ثابت کی ہے لکھتے ہیں کہ جن اصحاب رسول ﷺ سے امام ابو حنیفہؒ کی ملاقات ہوئی ہے ان کی تعداد (۶) چھ مرد صحابی اور ایک خاتون صحابیہ ہے دوسرا قول سات مرد صحابی اور ایک خاتون صحابیہ کا ہے۔

علامہ ابن سعدؒ جو اسلامی تاریخ کے مستند مورخ ہیں جن کی تحقیق پر ائمہ ومحدثین کا اتفاق ہے لکھتے ہیں کہ

''امام ابو حنیفہؒ نے حضرت انس بن مالکؓ صحابی رسول ﷺ کو دیکھا ہے اس روایت کی سند پر کوئی اعتراض نہیں اس لئے ان کو طبقۂ تابعین میں شمار کیا گیا۔''

علامہ ابن حجر مکیؒ نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے جن آٹھ اصحاب رسول کو پایا ہے وہ یہ حضرات ہیں۔

(۱) حضرت انس بن مالکؓ (۲) عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ (۳) سہل بن سعدؓ (۴) ابوالطفیل عامرؓ (۵) حضرت عبداللہ بن انیسؓ (۶) حضرت واثلہ بن الاسقعؓ (۷) عبداللہ بن الحارثؓ (۹۹ھ) (۸) سیدہ عائشہ بنت عجردؓ۔

امام ابو حنیفہؒ کا اصحاب رسول ﷺ سے نقل حدیث

(۱) ابو یوسف عن ابی حنیفةؒ انه قال سمعت انس بن مالكؓ يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول طلب العلم فريضة على كل مسلم۔

(۲) عن ابی داؤد الطيالسی عن ابی حنيفة انه قال ولدت سنة ثمانين وقدم عبدالله بن انيسؓ الكوفة سنة اربع وتسعين

Marfat.com

وسمعت منه وانا ابن اربع عشرة سنة سمعته يقول قال رسول الله ﷺ حبك للشيء يعمى ويصم ـ

(۳) يحى بن معين عن ابى حنيفة عن عائشة بن عجرة رضؓ قالت قال رسول الله ﷺ اكثر جندالله فى الارض الجراد لاآكله ولااحرمه۔

(٤) ابويوسف عن ابى حنيفة قال ولدت سنة ثمانين ، وحججت مع ابى سنة ستة وتسعين وانا ابن ستة عشر سنة فلما دخلت المسجد الحرام رأيت حلقة عظيمة قلت لابى حلقة من هذا؟ قال حلقة عبدالله بن جزء الزبيدى صاحب رسول الله ﷺ فتقدمت فسمعته يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول ومن تفقه فى دين الله كفاه الله همه ورزقه من حيث لايحتسبه۔

(٥) ابويوسف عن ابى حنيفة عن انس بن مالك رضؓ عن النبى ﷺ قال الدال على الخير كفاعله والله يحب اغاثة اللهفان ـ

(٦) عن ابى سعيد عن ابى حنيفة انه قال سمعت واثلة بن الاسقع رضؓ يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول لاتظهرن شماتة لاخيك فيعافيه الله ويبتليك ـ

نوٹ :

اس قسم کی ساری احادیث میں صرف ایک واسطہ صحابی رسول ﷺ کا ہے ایسی حدیث کو احادیث رسول ﷺ کا سب سے بڑا درجہ کہا جاتا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کا تابعین کرام سے نقلِ حدیث

(۱) ابو حنیفة عن عطاء بن ابى رباح عن ابى هريرة رضؓ عن النبى ﷺ انه قال من سئل عن علم فكتمه الجم يوم القيامة بلجام من نار ـ

(۲) ابو حنيفة عن عطاء بن ابى رباح عن جابر بن عبدالله رضؓ قال قال

Marfat.com

رسول الله ﷺ كل معروف فعلته الى غنى اوفقير صدقة ـ

(۳) ابو حنيفة عن عطاء بن ابى رباح عن عبدالله بن عمرؓ قال الامر بالمعروف والنهى عن المنكر فريضة ، قلت فمن تركه كفر ؟ قال لا ـ

(٤) ابو حنيفة عن عطاء بن ابى رباح عن ابى هريرةؓ عن النبى ﷺ انه قال زر غباً تزدد حباً ـ

(٥) ابو حنيفة عن نافع عن ابن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ من اعتذر اليه اخوه المسلم فلم يقبل عذره فوزره كوزر صاحب مكس (اى عشاره)

(٦) ابو حنيفة عن عبدالكريم بن معقل عن عبدالله بن مسعودؓ ان النبى ﷺ قال الندم توبة ـ (جامع المسانيد، ج:۱،ص:۸۷-۹۸)

نوٹ :

مذکورہ احادیث کی پوری سندیں کتاب جامع المسانید میں دیکھی جائیں ۔

امام ابوحنیفہؒ کا تبع تابعین سے نقلِ حدیث

(۱) ابو حنيفة عن محمد بن الزبير عن الحسن عن عمران بن الحسينؓ قال قال رسول الله ﷺ من نذر ان يطيع لله فليطعه ومن نذر ان يعصيه فلا يعصيه ولانذر ـ

(۲) ابو حنيفة عن محمد بن الزبير الحنظلى عن الحسن عن عمران بن الحسينؓ قال قال رسول الله ﷺ لانذر فى معصية الله و كفارته كفارة يمين ـ

(۳) ابو حنيفة عن موسىٰ عن عبدالله بن شداد عن جابر بن عبداللهؓ ان رسول الله ﷺ قال من كان له امام فقرائة الامام له قرائة ـ

(٤) ابو حنيفة عن على بن الاقمر عن مسروق عن عائشةؓ قالت قال

Marfat.com

النبی ﷺ اذا اراد احدکم ان یضع خشبة فی حائطه فلایمنعه ۔

(٥) ابو حنیفة عن سماك بن حرب عن ابی صالح (ذکوان) عن ام هانی رضی قالت قلت یارسول الله ﷺ ماکان المنکر الذی کانوا یاتون فی نادیهم ؟ قال کانوا یخذفون ویسخرون من اهل الطریق ۔

(٦) ابو حنیفة عن الشعبی عن مسروق عن عائشة رضی ان رسول الله ﷺ توضا ذات یوم فجاء ت الهرة فشربت من الاناء فتوضا رسول الله ﷺ منه ۔

(٧) ابو حنیفة عن عبدالملك عن قزعة عن ابی سعید الخدری رضی قال قال رسول الله ﷺ لاصلوة بعد الغداة حتی تطلع الشمس ولابعد العصر حتی تغیب الشمس ولایصام هاذان الیومان الاضحی والفطر ۔

(٨) ابو حنیفة عن عبدالملك عن ربعی عن حذیفة بن الیمان رضی قال قال رسول الله ﷺ اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر رضی، وعمر رضی واهتدوا بهدی عمار، تمسکوا بعهد ابن ام معبد رضی (عبدالله بن مسعود رضی)

(٩) ابو حنیفة عن ابی اسحاق عن عاصم بن ضمرة عن علی کرم الله وجهه انه کان فی بیت رسول الله ﷺ ستر فیه تماثیل فابطاء جبرئیل علیه السلام ثم اتاه فقال مابطاك عنی؟ قال انا لاندخل بیتاً فیه کلب ولاتماثیل فابسط الستر ولاتعلقه واقطع واخرج هذا الجرو۔

امام ابوحنیفہؒ کا
اصحاب رسول ﷺ سے نقل کردہ احادیث کا اردو ترجمہ

(۱) امام ابو یوسفؒ حضرت امام ابوحنیفہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ امام صاحب نے فرمایا میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(۲) امام ابوداؤد طیالسیؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ کو یہ کہتے سنا: میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور حضرت عبداللہ بن انیسؓ صحابی رسول ﷺ (المتوفی ۹۴ھ) شہر کوفہ تشریف لائے۔ میری عمر اس وقت چودہ سال تھی میں نے آپ کو یہ حدیث بیان

Marfat.com

کرتے سنا کہ چیز کی (بے جا) محبت اندھا و بہرہ کر دیتی ہے۔

(۳) امام یحیٰ بن معینؒ امام ابوحنیفہؒ سے نقل کرتے ہیں امام صاحب نے فرمایا کہ میں نے سیدہ عائشہ بنت عجرہؓ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کی مخلوقات میں زمین پر ٹڈی دل کی تعداد بہت بڑی ہے میں نہ اس کو کھانا پسند کرتا ہوں اور نہ اس کو حرام قرار دیتا ہوں۔ (یعنی اس کا کھانا جائز ہے)

(۴) امام ابو یوسفؒ امام ابوحنیفہؒ سے نقل کرتے ہیں امام صاحب نے فرمایا: میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور اپنے والد کے ساتھ ۹۶ھ میں حج کیا جب کہ میری عمر سولہ سال تھی۔ جب میں بیت اللہ شریف میں داخل ہوا تو ایک بڑا علمی حلقہ دیکھا میں نے اپنے والد سے پوچھا یہ علمی حلقہ کس کا ہے؟ میرے والد نے فرمایا یہ عبداللہ بن جزء زبیدیؓ صحابی رسول ﷺ کی مجلس ہے اس پر میں آگے بڑھا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا جو شخص اللہ کے دین کا علم حاصل کرتا ہے اللہ اس کی ہر ضرورت کا کفیل ہو جاتا ہے اور اس کو ایسے ذرائع سے رزق دیتا ہے جس کا وہ گمان بھی نہیں کر سکتا۔

(۵) امام ابو یوسفؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے نقل کیا کہ انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیک عمل کی نشاندہی کرنا نیکی کرنے والے کے برابر ہے اور اللہ غمگین کی فریاد کو پسند کرتے ہیں۔

(۶) ابو سعید امام ابوحنیفہؒ سے نقل کرتے ہیں امام صاحب نے فرمایا کہ میں نے حضرت واثلہ بن الاسقعؓ صحابی رسول ﷺ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے مسلمان بھائی کو تہمت نہ لگاؤ (کہیں ایسا نہ ہو جائے) اللہ اس کو محفوظ کر دے اور تم کو اس مرض میں مبتلا کر دے۔

امام ابوحنیفہؒ کا
تابعین کرام سے نقل کردہ احادیث کا اردو ترجمہ

(۱) امام ابوحنیفہؒ نے عطاء بن ابی رباحؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے

Marfat.com

نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص سے کوئی حق بات پوچھی گئی اور اس نے اس کا اظہار نہ کیا قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام لگائی جائے گی۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ نے عطاء بن ابی رباحؒ سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کیا: آپ نے ارشاد فرمایا: ہر نیکی (خواہ چھوٹی ہو یا بڑی) کسی بھی غریب یا امیر کے ساتھ کی جائے وہ صدقہ (بڑی نیکی) ہے۔

(۳) امام ابوحنیفہؒ نے عطاء بن ابی رباحؒ سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کیا ہے ۔فرماتے ہیں کہ: نیکی کی دعوت دینا اور برائی کو روکنا اہم فریضہ ہے۔میں نے پوچھا کوئی اس عمل کو ترک کردے تو کیا کافر ہوگا؟ فرمایا نہیں۔

(۴) ابوحنیفہؒ نے عطاء بن ابی رباحؒ سے اور وہ حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک دن آڑ (وقفہ وقفہ سے) ملاقات کرلیا کرو اخلاص ومحبت میں اضافہ ہوگا۔

(۵) ابوحنیفہؒ نافعؒ سے اور وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے اپنی کسی خطا پر اخلاص کے ساتھ معافی چاہ لے۔لیکن اس شخص نے اس کو معاف نہ کیا تو یہ ایسا بڑا گناہ ہے جیسے ظلماً ٹیکس لینے والے ظالم کا ہوا کرتا ہے۔

(۶) ابوحنیفہؒ نے عبدالکریم بن معقلؒ سے اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سچی ندامت (شرمندگی) کا نام توبہ ہے۔

ضروری نوٹ :

مذکورہ احادیث صحیحہ کی پوری سندیں کتاب جامع المسانید، ج:۱،ص:۸۷-۹۸ پر مطالعہ کی جائیں۔

امام ابوحنیفہؒ کا
تبع تابعین سے نقل کردہ احادیث کا اردو ترجمہ

(۱) ابوحنیفہؒ محمد بن الزبیرؒ سے اور وہ حسن بصریؒ سے اور وہ عمران بن الحصینؓ سے نقل

Marfat.com

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ سے نذر مانگی کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا اس کو اطاعت کرنی چاہیے۔ اور جس نے گناہ کرنے کی نذر مانی اس کو گناہ نہ کرنا چاہیے۔ (بلکہ قسم توڑ کر کفارہ دینا چاہیے)

(۲) ابو حنیفہؒ محمد بن الزبیر سے اور وہ حسن بصریؒ سے اور وہ عمران بن الحصینؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی نافرمانی میں کوئی نذر جائز نہیں (اس کو توڑ دینا چاہیے) اور اس نذر کا کفارہ قسم توڑنے کا کفارہ ہے۔

(۳) ابو حنیفہؒ موسیٰ بن ابی عائشہؒ سے اور وہ عبداللہ بن شدادؒ سے اور وہ جابر بن عبداللہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہو (یعنی مقتدی ہو) تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت شمار ہوگی (مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت نہ کرنی چاہیے بلکہ خاموش کھڑا رہنا چاہیے۔)

(تفصیلی روایات کے لئے دیکھئے شرح مسند ابی حنیفہؒ ج:۱، ملا علی قاریؒ، ذکر اسناد موسیٰ بن ابی عائشہؒ ص:۳۰۷)

(۴) ابو حنیفہؒ علی بن الاقمرؒ سے اور وہ مسروق سے اور وہ عائشہ صدیقہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہارا پڑوسی تمہاری دیوار پر اپنی لکڑی رکھنا چاہتا ہو تو اس کو منع نہ کرو (کیونکہ پڑوسی کے بہت سارے حق ہوا کرتے ہیں۔)

(۵) ابو حنیفہؒ سماک بن حربؒ سے اور وہ ابو صالح ذکوانؒ سے اور وہ ام ہانیؓ سے نقل کرتے ہیں، ام ہانیؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا (قوم لوط کا) وہ کونسا عمل (گناہ) تھا جو اپنی مجلسوں میں علی الاعلان کیا کرتے تھے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: وہ لوگ عام راستوں پر اپنی مجلس بنا کر بیٹھ جاتے اور آنے جانے والوں اور نئے مسافروں پر کنکر پتھر مارا کرتے تھے اور ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے (اس کے علاوہ اور بھی گناہ کرتے جس کا ذکر سورہ عنکبوت، آیت ۲۹ میں بیان کیا گیا ہے۔)

(۶) ابو حنیفہؒ امام شعبیؒ سے اور وہ مسروق سے اور وہ عائشہ صدیقہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی برتن سے وضو کر رہے تھے کہ ایک بلی آئی جس نے برتن میں منہ ڈال کر پانی پی لیا۔ آپ نے اسی بقیہ پانی سے وضو کرلیا۔ (یعنی بلی کا جھوٹا پانی

Marfat.com

ناپاک نہیں ہوتا)

(۷) ابو حنیفہؒ عبدالملکؒ سے اور وہ قزعہؒ سے اور وہ ابو سعید الخدریؓ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز درست نہیں جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز درست نہیں جب تک کہ سورج غروب نہ ہو جائے۔ اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ نہ رکھا جائے۔

(۸) ابو حنیفہؒ عبدالملکؒ سے اور وہ ربعیؒ سے اور وہ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے نقل کرتے ہیں۔ حضرت حذیفہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے بعد ابو بکرؓ و عمرؓ کی تقلید کرو اور عمار بن یاسرؓ کی راہ اختیار کرو اور عبداللہ بن مسعودؓ کے طریقہ کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔

(۹) ابو حنیفہؒ ابو اسحاقؒ سے اور وہ عاصم بن ضمرہؒ سے اور وہ حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے حجرۂ شریفہ پر ایک پردہ تھا جس پر چند تصاویر تھیں۔ جبرئیل امین اپنے وقت مقررہ سے کچھ تاخیر کر کے تشریف لائے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل آپ نے کیوں تاخیر کی؟ فرمایا ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصاویر ہوں۔ (آپ ﷺ نے فرمایا) پردہ زمین پر بچھا دو اس کو لٹکاؤ نہیں تصویر کاٹ دو اور اس کتے کو نکال باہر کرو۔

(جرو کتے کے چھوٹے بچے کو کہا جاتا ہے معلوم نہیں بیت رسول ﷺ میں کس طرح داخل ہو گیا تھا۔)

سفر آخرت

امام ابو حنیفہؒ کو اپنی زندگی میں جہاں بے شمار مصائب و مشکلات سے سابقہ پڑا، ان میں ایک بہت بڑی آزمائش یہ بھی تھی جس کو امام صاحب کے صبر و استقامت نے شکست دیدی وہ اپنے عہد کے ظالم و نفس پرست حکمرانوں کے خلاف آخری عمر تک جہاد کرتے رہے ہیں۔ ملک پر جو بھی حکمراں مسلط ہوتا وہ امام ابو حنیفہؒ کو اپنا ہمنوا بنانے کی فکر کرتا اور ان کو اپنی حکومت کی ذمہ داریاں سونپنے کی کوشش کرتا لیکن امام ابو حنیفہؒ نے ایک دن کے

Marfat.com

لئے بھی حکومت کی کوئی ذمہ داری نہ لی، امام ابوحنیفہؒ نے اسلامی دور کی دو بڑی حکومتوں کو پایا ہے۔ خلافت بنوامیہ کا آخری دور جس میں ظالم وسفاک قسم کے حکمراں بھی تھے اور نیک وعدل پسند خلفاء بھی۔

دوسری حکومت بنوعباس کی تھی جو بنوامیہ کے آخری بادشاہ مروان بن محمد الحمار المتوفی ۱۳۲ھ کے بعد وجود میں آئی۔ عباسی خلیفہ سفاح المتوفی ۱۳۶ھ کے بعد ابوجعفر منصور المتوفی ۱۵۸ھ کا عہد شروع ہوا یہ حکمراں اگرچہ عالم وفاضل تھا، علم واہل علم کا قدردان تھا لیکن اپنی اور اپنے ملک کی خلافت کا دلدادہ، حریص وطماع قسم کا انسان تھا اس کا خیال تھا کہ حکومت کے اقتدار کو اپنے لئے مضبوط اور پائیدار کرنے کے لئے امام ابوحنیفہؒ کی تائید ونصرت ضروری ہے۔ اس کے لئے وہ سابقہ خلفاء بنوامیہ کی تقلید میں امام ابوحنیفہؒ کو حکومت میں شریک کرنے اور ان کو ساتھ لینے کی فکر میں پڑ گیا ہزار ہا حیلے حوالوں کے ذریعہ ملک کی عدالت کا اعلیٰ ترین سربراہ (قاضی القضاۃ) کا عہدہ پیش کیا لیکن امام ابوحنیفہؒ نے جو رویہ خلفاء بنوامیہ کے ساتھ اختیار کیا تھا وہی معاملہ ابوجعفر منصور کے ساتھ رکھا اور حکومتی معاملات میں کسی بھی قسم کی شراکت قبول نہ کی۔ آخر کار سابقہ آزمائش سے پھر دوچار ہو گئے۔ جو خلفاء بنوامیہ نے آپ کے ساتھ اختیار کر رکھی تھیں، امام ابوحنیفہؒ کا یہ دور نہایت صبر آزما، سنگین قسم کا تھا۔ خلفاء بنوامیہ تو تھک ہار کر رخصت ہو گئے لیکن خلفاء بنوعباس تازہ دم امام ابوحنیفہؒ کے پیچھے پڑ گئے۔

امام ابوحنیفہؒ اگرچہ عدالت عالیہ کے منصب اور حکومت کے اس جاہ وجلال والے عہدے سے بخوبی واقف تھے لیکن حکمرانوں کی نیت اور ان کے اغراض ومقاصد سے بھی واقف تھے۔ یہ لوگ اپنے اقتدار کو مضبوط ومستحکم کرنے کی فکر میں ہر وہ حربہ اختیار کرتے جس کی انہیں ضرورت پڑتی خاص طور پر عوام کی تائید وتقویت لینے کیلئے ان اہل علم حضرات کا تعاون ضروری خیال کرتے جن کی حکومت عوام کے قلوب پر ہوا کرتی ہے جب کہ عوام حکمرانوں کے آگے صرف اپنا سر جھکایا کرتے ہیں۔

عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور نے بھی سابقہ حکمرانوں کی طرح امام ابوحنیفہؒ کو اپنے مقاصد فاسدہ اور عزائم قبیحہ کا آلہ کار بنانا چاہا، جس کو امام ابوحنیفہؒ کی ایمانی فراست اپنی ظاہری وباطنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی بھلا وہ ایسے مکروفریب میں کیونکر آسکتے تھے۔

Marfat.com

خطیب البغدادی لکھتے ہیں۔

خلیفہ ابوجعفر منصور نے امام ابوحنیفہؒ کو عدالت کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کا عہدہ قبول کرنے کی دعوت دی مگر وہ کسی طرح نہ مانے اس پر اس نے امام صاحب کو جیل میں ڈال دیا۔ اور اس پر ہی بس نہیں کیا بلکہ ہر روز بیس کوڑوں کی سزا بھی مقرر کر دی۔

(تاریخ بغداد، ج:۱۳، ص:۳۲۸-۳۲۹ مکتبہ دار الکتب العلمیہ)

امام موفق الدینؒ لکھتے ہیں کہ ابوجعفر منصورؒ کے یہ بیس کوڑے ننگے بدن پر برسائے جاتے تھے ضرب کی شدت سے کمر کا خون پیر کی ایڑیوں تک آجاتا۔

(مناقب صدر الائمہ، ج:۱، ص:۲۱۵)

امام احمد بن حنبلؒ المتوفی ۲۴۱ھ اپنی حیات میں امام ابوحنیفہؒ کی اس آزمائش کو یاد کر کے آنسو بہاتے تھے اور ان کے حق میں دعائے رحمت و مغفرت کیا کرتے۔

(الخیرات الحسان، ص:۸۸ مکتبہ دار الکتب العلمیہ)

خلیفہ ابوجعفر منصور کی یہ سزا چار سال تک جاری رہی جب اس نے دیکھا کہ ابوحنیفہؒ کسی طرح بھی حکومت کا ساتھ دینا نہیں چاہتے تو امام صاحب کو جیل میں ہی زہر دیدیا گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خطیب بغدادیؒ کے الفاظ ہیں "ثم سقاہ سمّاً فمات"

(تاریخ بغداد، ج:۱۳، ص:۳۳۱ مکتبہ دار الکتب العلمیہ)

امام موصوف نے جب زہر کا اثر محسوس کیا تو سجدے میں گر پڑے اسی حالت میں روح نے کوچ کیا۔ سن ۱۵۰ھ کا تھا مہینے کے بارے میں دو قول ہیں۔ ماہ رجب، ماہ شعبان۔

رحم اللہ عبداً کان صدیقاً شہیداً سقاہ اللہ من انھار الجنان۔

خادم الکتاب والسنہ

محمد عبدالرحمٰن (مقیم حال جدہ)

۶ محرم ۱۴۳۰ھ

Marfat.com

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ

حیات اور کارنامے

ولادت ۸۰ھ - وفات ۱۵۰ھ

تالیف

حضرت مولانا محمد عبد الرحمٰن صاحب مظاہری

استاذ حدیث و تفسیر بانی مجلس علمیہ حیدر آباد انڈیا

خلیفہ مجاز محی السنہ الشاہ

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب

ناشر

ادارہ اسلامیات

کراچی - لاہور

Marfat.com